

ذلك الفساد الى من يقتدى الامام بتسميعهم التكبير في لاقتحاح و الانتقالات لان المأموم لا يجوز له الاقتداء
اسے اور مقتدون میں آیا جو انکی تکبیر تحریمہ اور تکبیر انتقالات ٹھکر اقتدا کرنے ہیں

الا باحدار بعة اشياء فان لم يوجد لا يوجد الاقتداء في تلك الصلوة اولها وهو اعلاها ان يرى افعال
ہر چیزوں میں سے صحیح نہیں ہے سو اگر انہیں سے کوئی نہ ہوگی تو اس نماز میں اقتدا بھی نہ ہوگی اول سب سے افضل ہے ہر کہ مقتدی امام کے افعال کو دیکھتا ہو

الامام فان تعذر سماع اقواله فان تعذر رؤية افعال المأموم فان تعذر سماع اقواله فهو كالأبطلان
بھرا اگر مہیتر ہو تو اسکی آواز سننا ہو پھر اگر یہ بھی دشوار ہو تو افعال اور نشندوں کے دیکھنا ہو پھر اگر یہ بھی نہ ہو تو مقتدی کی آواز سننا ہو سو یہ لوگ جو

صلا تقيم بالنغمات والالحان لا يكونون من المأمومين وانتقال المأموم من ركن الى ركن يسمع اصواتهم من غير
انہی چاہئے نغمات اور الحان کے باہل ہو گئی ہو مقتدی نہیں ہیں اور انتقال کرنا مقتدی کا ایک رکن سے دوسرے رکن پر انکی آواز سنکر ہر دن

رؤية افعال الامام و سماع اقواله لا يصح صلواته و هي هنا مفسدة اخرى هي ان الامام اذا كبر للصلوة و دخل
دیکھنے افعال اور سنے اقوال امام کے اسکی نماز کو فاسد کرنا اور یہاں ایک اور فساد ہے وہ یہ کہ امام جب تکبیر کرے نماز میں داخل ہوتا ہے

فيها يكبرون خلفه قبل ان يدخلوا في الصلوة لسمع الناس تكبيرهم ويدخلوا في الصلوة من اجرم من الناس
نوامک پیچھے تکبیر کر دیتے ہیں اس سے پہلے کہ آپ نماز میں داخل ہوں تاکہ انکی تکبیر شکر نماز میں داخل ہو جاوین پھر جو کوئی

بتكبيرهم من غير سماع تكبير الامام يدخل في صلواته خلف من هذه الوجه ايضا لما تقدم ان الاقتداء لا يصح الا بعد
انکی تکبیر شکر ہر دن سننے امام کے تکبیر کے تکبیر تحریمہ کیسی اسکی نماز میں یہ بھی داخل نہیں ہوتا اس واسطے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ اقتدا ہر دن ایک کے

اربعة اشياء وهذا ليس بواحدة منها ليرى الله تعالى العمل بالسنة والاجتناب عن البدعة المجلس
چار چیزوں میں سے صحیح نہیں ہوتا اور یہ ان چاروں میں سے کچھ بھی نہیں ہے انکی پھر آسان کر سنت پر عمل کرنا اور بدعت سے اجتناب کرنا انچاسویں مجلس

التاسع والأربعون في بيان فضيلة الجمعة وفي تفضيل يومها على سائر الايام

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه ادخل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا دن جسپر آفتاب مپکا اور جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم پیدا ہوا اور اسی دن جنت

الجنة وفيه اخرج منها ولا تقوم الساعة الا في يوم الجمعة هذا الحديث من صحاح المصايف و رواه ابو هريرة
جنت میں داخل ہوا اور اسی روز میں جنت سے نکلے اور قیامت نہیں ہوگی سوائے دن جمعہ کے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے

وقد بينت فيه ان يوم الجمعة خيرا الايام اذ فيه خلق آدم النبي عليه السلام وفيه ادخل الجنة وفيه اخرج
اور بتکلم میں بیان فرمایا کہ جمعہ کا دن سب دنوں سے بہتر ہے اس واسطے کہ اسی میں آدم نبی علیہ السلام پیدا ہوا اور اسی میں جنت میں داخل ہوا اور اسی میں

منها فان قيل ادخل آدم النبي عليه السلام الجنة خيرا وحسن لكن خروجه منها كيف يكون خيرا وحسنا
تجرا کوئی کہ آدم نبی علیہ السلام کا جنت میں داخل ہونا تو بہتر ہے اور نیک بھی ہے ہر آنکا جنت میں سے نکلنا کیا اچھا اور خوب ہے

فالجواب ان خروجه منها المتضمنة للفوائد الكثيرة والمصالح يكون خيرا وحسنا لانه بواسطة خروجه
تو جواب ہے کہ آنکا جنت میں سے نکلنا بہت سے فائدہ اور خوبیاں ہونے کو تھیں بہت خوب اور بہتر ہے اس واسطے کہ وہ جنت میں سے نکلے

منها حصل منه عليه السلام اولاد كثيرة وتاسلوا وبعث الله تعالى من نسله على ذرية الانبياء وانزل فيهم
تو اسنے بہت سی اولاد پیدا ہوئی اور آگے کو نسل ملی اور اللہ تعالیٰ نے انکی نسل میں سے انکی اولاد پر بھیجا ہے انکا پھر ان

الكتب و جعل منهم الاخيار والابرار وظهر منهم عبادات مرضية و طاعات مرعية وهذا كله خير كثير
اور انہیں سے صلحا اور ابرار پیدا کیے اور انہی نے عبادات پسندیدہ اور طاعات مرغوبہ عمل میں آئیں یہ تمام خیر ہی خیر ہے

بالنسبة الخروجه من الجنة فلهذا يكون يوم الجمعة خيرا لا يام وقد عظم الله تعالى به دين الاسلام
 جوشت کے نکلنے سے پہلے اس بیان کے موافق جمعہ کا دن سب دنوں میں بہتر ہے اور نہ شکر اللہ تعالیٰ نے اس دن اسلام کو غفلت دی
 وخصه بالمسلمين من بين الانام لما روي عن ابى هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال هذا يومم الذي
 اور تمام ملحقین سے مسلمانوں کے لیے خاص کیا کیونکہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ وہ دن ہے
 فرض عليهم واختلفوا فيه فهذا الله له والناس لنا تبع اليه فذا والنصري بعد غد يعني انه تعالى
 جو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرض کیا تھا اور انہوں نے اس میں اختلاف کیا سو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوکھا دیا کیونکہ یہ وہ دن ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں
 امر عباده ان يجتمعوا في يوم الجمعة ويعظموا بالطاعة ولحم عينه لهم بل امرهم ان يعينوا باجتهادهم
 کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ امر فرمایا کہ جمعہ کے دن جمع ہو کر میں اور طاعت اور اس کی تعظیم کریں اور ان میں مقرر کر دیا تاکہ یوں حکم نہ کرے آپ ابی اہل سنت سے عین کریں
 فاختلفوا فيه فقالت اليهود هو يوم السبت لانه تعالى فرغ في هذا اليوم من خلق المخلوقات ونحن نفرغ
 سو اللہ تعالیٰ اس میں اختلاف کیا جو دنوں کے وہ شنبہ کا روز ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ شنبہ کے روز تمام مخلوقات کو پیدا کر چکا ہے
 فيه من الاستغفال الديوية ونشتغل بالعبادة وقالت النصرية هو يوم الاحد لانه تعالى ابتداء في
 اس روز میں دنیا کے کاروبار چھوڑ کر عبادت میں مشغول رہیں اور نماز سے کئے گئے وہ شنبہ کا دن ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن میں
 هذا اليوم مخلق المخلوقات فهو اولي بالتعظيم فهدى الله تعالى هذه الامة وفقهم باصا بة حتى
 مخلوقات کو پیدا کرنا شروع کیا تھا تو اس دن کی تعظیم اولیٰ ہے آخر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ہدایت کیا اور توفیق سواب کی دی بیان ہم
 عينه وقالوا ان الله تعالى اوجد في سائر الايام ما ينتفع به الانسان وفي يوم الجمعة اوجد نفس الانسان
 کہ جمعہ مقرر کر لیا اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ایام میں تو وہ چیزیں پیدا کیں جس میں انسان کی منتفعی اور جمعہ کے دن میں انسان کی ذات کو پیدا کیا
 والشكر على نعمة الوجود اهدوا قدم وقد بين الله تعالى كيفية الشكر في هذا اليوم فقال ذالود المخلوق
 اور شکر گزاری نیت و حمد کی بہت ضرورت اور بہت تقدم سے اور اللہ تعالیٰ نے اس دن میں شکر کی کیفیت یوں بیان کی فرمایا جب اذان ہو
 من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذوقوا البيع فانه تعالى امر اوله بالسع الى الجمعة ثم امر بترك الاستغفال
 دن جمعہ کی تو دوزخ اللہ کی یاد کو اور چھوڑنا سو اللہ تعالیٰ نے اول واسطے سس کی طرف جمعہ کے امر فرمایا پھر واسطے ترک شغل کا روبر
 بالامر الديوية الصادفة عن السع الى الجمعة وقد روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام
 دینا کے جمعہ کی طرف جانے سے روکتے ہوں امر کہا اور عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 قال لينتهين اقوام عن ترك الجمعة او ليختمن الله على قلوبهم ثم ليكونن لمن الغفلين فانه عليه السلام
 اللہ بلا آدین لوگ جمعہ ترک کرنے سے یا بیشک اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر پھر لگا دیکھا پھر وہ سراسر غافل ہو جائیں گے اب نبی علیہ السلام نے
 يتن في هذا الحديث ان احدا منكم ان لا محالة اما الانتهاء عن ترك الجمعة او ختم الله على قلوبهم
 اس حدیث میں بیان فرمایا کہ دونوں بات میں سے ایک بالضرور ہونی والی ہے یا باز آنا جمعہ ترک کرنے سے یا ان کے دلوں پر اللہ کا مہر لگانا
 ثم ليكونن من الغفلين لان العبد اذا ترك امرا من اوامر الله تعالى مرة يحصل في قلبه نكتة سوداء
 پھر ہو جائیں گے وہ غفلت والے اس واسطے کہ آدمی جب کوئی حکم اللہ کے حکوں میں سے اکیبار ترک کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک داغ سیاہ پیدا ہو جاتا ہے
 واذا ترك مرة اخرى يحصل في قلبه نكتة سوداء اخرى ثم كذلك حتى ليسود قلبه فاذا السود قلبه يغلب
 اور جب اس نے دوبارہ ترک کیا تو اس میں دوسرا داغ سیاہ پڑ جاتا ہے پھر اسی طور آخر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے پھر جب دل تمام سیاہ ہو گیا
 عليه الغفلة وينسى الموت وكونه من اهل القبور وينزل في الفسوق والفجور فان تاب واتمى عن ترك
 تو اسے غفلت چھا جاتی ہے اور موت کو بھول جاتا ہے اور گورن میں جانا یا دہنیں رہتا اور فسق و فجور میں کہیں ہوتا ہے پھر اگر اس نے توبہ کی اور زمان ترک کرنے سے باز آیا

صا امر به تزول تلك النكته عن قلبه نكته فيعرض عن ارتكاب النهيات وليشتغل باداء السامورات
 تو در داغ اوسکے دل بر سے ایک ایک دور ہونے لگتا ہے جگتا کرنے سے پرہیز کرتا ہے اور ادا سے سامورات میں مشغول ہوتا ہے
 التي من جملة صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب
 جن میں جسمہ کی نماز ہی دافس ہے بیشک فرض سے اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے قرآن کی آیت
 فقوله تعالى يا ايها الذين امنوا اذا نودى للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الي ذكر الله فانه تعالى
 یہ آیت ہے اے ایمان والو جب اذان ہو نماز کے دن جمعہ کی تو دوڑو اور اللہ کی یاد کو بنے تنک اللہ تعالیٰ نے
 امر في هذه الآية بالسعي الى ذكر الله تعالى والامر للوجوب والمراد بذكر الله تعالى الخطبة وهي شرط لجواز
 اس آیت میں یہ امر کیا کہ طوفان ذکر الہی کے جسد جاؤ اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے اور ذکر الہی سے مراد خطبہ ہے اور خطبہ نہانہ کے لیے
 صلوة الجمعة فاذا كان السعي الى الخطبة التي هي شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فيكون السعي الى ما هو
 صحت کی شرط ہے پھر یہ سعی خطبہ کے لیے جو نماز جمعہ کی صحت کے واسطے شرط ہے واجب ہوتی تو سعی واسطے مقصود اصل کے
 المقصود الاصل وهو صلوة اولي واحرى تحانه تعالى لتأكيد هذا الجواز امر بترك البيع المباح فقال
 کہ دو نماز جمعہ کے طریق اولے واجب اور سزاوار تر ہوگی پھر اللہ تعالیٰ نے واسطے تاکید اس جواز کے واسطے ترک بیع مباح کے امر کیا فرمایا
 و ذكر البيع لان ذلك لا يكون الا مبروا اجبا اما السنة فقوله عليه الصلوة والسلام اعلو ان الله تعالى
 اور ترک کر دیج کو واسطے کہ ایسا حکم بدون امر واجب کے نہیں ہو سکتا اور حدیث یہ ہے قول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے
 كتب عليكم الجمعة في يومى هذا في شهمى هذا في مقامى هذا فمن تركها وتها ونا بها واستخفا فاجحها
 جمعہ فرض کیا ہے آج اس مہینے میں اس مقام میں پہر جس نے اسکو ترک کیا حقیر جان کر اور اس کا حق ہلکا سمجھ کر
 وله امام جائز او عادل الا فلا جمع الله شمله الا فلا صلوة له الا فلا زكوة له الا فلا صلوة له الا
 اور حال یہ ہے کہ اس کا امام ہی جائز یا عادل ہو خبردار جمع نہ کر لیں اللہ اور اسکی پریشانی خبردار نہیں جو اسکی نماز خبردار نہیں اور اسکی زکوٰۃ خبردار نہیں اور وہ جان
 ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه واما الاجماع فلان الامة قد اجتمعت منذ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اگر توبہ کرے پھر جس نے توبہ کی اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہے اور اجماع امت یہ ہے کہ تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے
 الى يومنا هذا على فرضيتها ولم يختلفوا فيها واما اختلفوا في اصل الفرض هل هو الظهر ام الجمعة واثما
 آج تک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے اور اختلافان سے نواسل فرض میں ہے کہ آیا ظہر ہے یا جمعہ ہے اور بہ صورت
 كان يسقط الفرض باء احدهما ولها شرط زائدة على شرط سائر الصلوات وهي ثنا عشر شرطاً ستة منها
 دو نو میں سے ہر ایک کے ادا کرنے سے فرض نہ سے ساقط ہو جاتا ہے اور اسکی لیے شرطین تمام نمازوں کی شرطوں سے زیادہ ہیں اور وہ بارہ شرطیں ہیں چھ اون میں
 في المصلي وهي شرط لوجوب صلوة الجمعة لا اداؤها ولا لصحتها الا اول الذكوة فلا تجب على المرأة والثانية
 مصلي میں ہیں شرطین تو نماز جمعہ کی وجوب کے ہیں یہ شرطین اور صحت کی نہیں ہیں پہلے مصلي کا مرد ہونا سو عورت پر واجب نہیں ہے دوسرے
 الإقامة فلا تجب على المسافر وكل من وجد يوم الجمعة خارج المصطفى في حكم المسافر والثالث الحرية فلا
 معیم ہونا پس مسافر پر واجب نہیں ہے اور جبکو جمعہ کا دن مسرت باہر ہو جاوے پس وہ مسافر کے حکم میں ہے تیسرے آزاد ہونا سو
 تجب على العبد اتفاقا واختلف في المكاتب المأذون والعبد الذي حضر بالجامع ليحفظ دابة مولاه والرابع
 غلام پر لے کے نزدیک واجب نہیں ہے اور مکاتب اور مأذون کے باب میں اور اس غلام کے حق میں جو جامع مسجد کے اور مسجد میں کا گواہ کرے کہ وہ نماز پڑھا ہے
 الصحة فلا تجب على المريض اذا خاف زيادة المرض وبطوء البرء بالذهاب اليها ومثله الشيخ الكبير
 صحیح وصال ہونا پس بیمار پر واجب نہیں اگر جمعہ میں جانے سے بیمار کے بڑھ چکا یا دیر میں اچھا ہونے کا خوف ہو اور ایسے ہی بزرگ عمر کے

الضعیف عن السعی والخامس سلامة العينين فلا تجب علی الاعسى عند ابی حنیفة وعند ما تجب ان وجد
 ملے میں تاوان ہاتھوں اکھوں والا ہوتا جس اند سے ہر امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب نہیں اور صاحبین کے نزدیک واجب ہے اگر
 قائد السادس سلامة الرجلين فلا تجب علی المقعد ان وجد من يحمله الي الجمعة والمنرض للمريض علی الاصح
 ہاتھ پکڑنے والا بستر سے بچنے دونوں پاؤں کی سلامتی پس لنگرے پر واجب نہیں اگر چہ ایسا شخص سیرت سے کہ چڑھی جڑا کر جمہ میں سجا ڈاویڈ اور اصح قول پر مشابہ ہے
 ان بقى المريض ضائعا والمريض من جملة الاعذار المبيحة للتخلف عن الجمعة وكذا الخوف من ظالم ونحوه و
 اگر مریض حیران رہ جائے اور بیمار داری اور غلامات میں سے جس سے جمہ میں نجانا مساجح ہو جاتا ہے ایسی ہی ظالم وغیرہ کا خوف اور
 المطر والتلج والوحل ونحوها فهو لاء الذين لم يتكملوا الشروط لا تجب عليهم الجمعة لكنهم لو حضروها و
 بارش اور اولے اور کچھ وغیرہ پس یہ لوگ جن میں یہ شرطیں پوری نہیں ہیں ان پر جمہ واجب نہیں ہے لیکن یہ لوگ اگر جمہ میں ملے جاویں اور
 صلواها يجزئهم عن فرض الوقت وستة منها في غير المصلحة وهي شروط الادلها وصحتها الاول المص
 پرہ لین تو وقتی فرض نماز سے بدلا ہو جاتا ہے اور چھ شرطیں سوائے مصلے کے ہیں اور یہ شرطیں ادا کی اور صحت کی ہیں پھر
 فلا يجوز ادائها في المفازة والقرى لكن ان صليت في القرية وكنت فيها يلزمك ان تحضروها وتعل لقول
 پس جمہ کا ادا کرنا جنگل اور گاؤں میں جائز نہیں ہے لیکن اگر گاؤں کے اندر جمہ پڑھنے لگیں اور تو وہاں موجود ہو تو جمہ جمعہ میں جانا اور علی کے
 علی اياك وما يسبق الي القلوب انكاره وان كان عندك اعتذار فليس كل سامع تكس تطبيق ان تسمعه عذرا و
 قول پر عمل کرنا لازم ہے جتنا وہ ایسی بات سے جس میں لوگوں کے دلوں میں شبہ انکار کا پیدا ہو اگرچہ جمہ عذر حاصل ہو کیونکہ ہر ایک سامع شکر الیسا نہیں ہے کہ تو اسکو اپنا عذر سنا سکے
 قد جاء في الحديث انه عليه السلام قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقعد مواقع التهم واختلفوا
 ضرور حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اعد پر اور قیامت کے دن بھاریاں لڑا ہے وہ نعمت کی حکیم نہ بیٹھا کرے اور ضروری
 فی تفسیر المصدر والصحیح انه للموضع الذي يكون فيه بيوت وسكنى واسواق وامير وقاض ينفذ الاحكام
 آفریق میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مصر ایسا موضع ہے جس میں گھر ہوں اور کوچے اور بازار ہیں اور حاکم اور قاضی جو احکام جاری
 ويقوم الحد ودوليس من شرط ادائها المسجد الجامع لجواز ادائها في فناء المصر وهو ما اتصل بمعد المصلحة
 اور حد و قائم کرے اور شرط ادا میں مسجد جامع کا ہونا داخل نہیں ہے اسواسطے کہ نماز مصر میں ہی جمہ جائز ہے اور فناء وہ ہے جو میدان مصر کے قریب مصالح کے لیے
 كرض الخيل وجمع العسكر ودفن الموتى وصلوة الجنائز ونحوها ويجوز للخليفة واميير الحاج اقامتها بمتى
 جیسے گھوڑوں کا باہنہ اور لشکر کا جمع کرنا اور مردہ کا دانا اور جنازہ کی نماز پڑھنی اور مانند اسکے اور ظلیفہ اور امیر حاج کو جمہ قائم کرنا متنی میں موسم کے
 فی الموسر لانها تكون مصدر في ايام الموسر لاجتماع شرائط المصدر فيها من الامير والقاضي والابنية والاسواق
 دلوں میں جائز ہے ایسے کہ مٹی موسم کے دنوں میں مصر کے ہو جاتی ہے اسواسطے کہ تمام شرطیں مصر کی اوس میں جمع ہو جاتی ہیں امیر اور قاضی اور مکانات اور بازار ہیں
 الا انها لا تبقى مصدر بعد انقضاء الموسر وبقاءها مصدر ليس بشرط ولا يجوز اقامتها بعرفات لانها ليست
 ان اتنا ہے کہ موسم کے گزرنے کے بعد مصر قاتی نہیں رہتی اور باقی رہنا مصر کا کچھ شرط نہیں ہے اور عرفات میں جمع قائم کرنا جائز نہیں اسواسطے کہ عرفات نہ تو
 بمصر ولا من فنائها بل هو فضاء ومفازة وفي ظاهر الرواية عن ابی حنیفة لا يجوز اقامتها في المصدر الا في موضع
 مصر ہے اور نہ فناء مصر بلکہ وہ ایک میدان اور جنگل ہے اور ظاہر روایت میں امام ابو حنیفہ سے ہے کہ جمہ قائم کرنا مصر میں سوا ایک مسجد کے
 واحداث اديت في موضعين او اكثر فالجمعة للاولين تحريمية وقيل فراغا وقيل فيها جميعا وان لم يعلم
 جائز نہیں ہے پھر اگر دو جگہ یا دو جگہ سے زیادہ میں پڑھا جاوے تو جمہ ادا کیا ہر جگہوں پہلے نیت بائیں اور بچے کہتے ہیں جو پہلے پڑھے اور بچے کہتے ہیں دونوں میں اور اگر پہلے
 ايها الاول تبطل صلوة الكل وفي رواية عنه وهو قول محمد يجوز اقامته في مواضع متعددة وفي رواية
 کہ اصل کو ان میں سب کی نماز باطل ہے اور ایک روایت میں ابو حنیفہ سے اور یہ ہی قول امام محمد کا ہے کہ قائم کرنا جمہ کا کئی جگہ جائز ہے اور ابو یوسف کی نیت

اور صحیح یہ ہے

جائز نہیں ہے



ابی یوسف نے لایا جو نماز قامتہا فی موضعین الا اذا کان بینہما فخر عظیم کد جلة فی بغداد و فی رواية عنه لا یجوز
 بین قائم کرنا مسجد کا دو جگہ جائز نہیں مگر ایسی دو جگہ کہ ان کے بیچ میں جری نہ ہو حال میں جو ہے بغداد میں دو جگہ اور ایک روایت میں ابو یوسف سے
 اقامتہا اذا کان علیہ جسرحتی روی عنہ انه کان یامر یوم الجمعة برفع الجسور وقت الصلوة لیکون
 قائم کرنا مسجد کا لینے دو جگہ جائز نہیں اگر اس نہ پہ پہلی ہو بیان تک کہ روایت ہے کہ امام ابو یوسف مسجد کے دن نماز کے وقت پہلے اولیٰ اسے تھے تاکہ وہ جگہ
 لمصرین فی کل موضع وقع الاشتباه فی صحیحہ الجمعة لتعدھا اولو قوع الشک فی المصر اذا اقامھا اهلہ ینبغی لمصر
 مانند دو شہروں کے ہو جاوے اور جس جگہ صحت تہمت سبب تعدد کے یا سبب پیر کے مشکوک ہونے کے یا شبہ پڑے کہ اولیٰ نہیں ہے جب وہ ان کے لوگ جو پڑھ چکے ہیں
 ان یصلوا بعدھا فردی اربع رکعات قائلہ کل واحد منہم نوبت ان اصلہ اخر ظہر حرکت وقتہ و لم اصلہ
 تو ان کو سزاوار ہے کہ بعد اوس کے چار رکعت اور الگ الگ پڑھیں ہر ایک نیت کے وقت یہ کہ نیت کرتا ہوں کہ اگر وہ پہلی ظہر میں نے وقت تو پابا پر اب تک پڑھے
 بعد و اصل ہذا علی ما ذکر فی القنیۃ ان اهل مصر لما ابتلوا باقامة الجمعة فیہما مع اختلاف العلماء فی
 نہیں اور اسکی اصل موافق بیان قنیۃ کے یہ ہے کہ وہ لوگ جب مرو میں دو جگہ مسجد پڑھنے لگے باوجودیکہ علمائے دو مسجد کے جو زمین اختلاف تھا
 جوازہما امر بہم ائمہہم باداء کل واحد منہم اربع رکعات بمذہب النیۃ حتی احتیاطا لان الجمعة التي صلاھا
 تو ان کو اون کے پیشواؤں نے فتوے دیا کہ ہر ایک احتیاط کے واسطے چار رکعت اس نیت سے ضرور پڑھنا کرے کیونکہ یہ مسجد جو اس نے ادا کیا
 ان لم یخرج عن عمدۃ فرض الوقت یقین وان جازت فان کان علیہا ظہر فانت یسقط عنہ ذلك
 اگر جائز نہیں ہو تو فرض وقت کے ذمے سے یقیناً پاک ہو جاوے گی اور اگر جمہور جائز ہو گیا تو پہلے اس کے ذمے کوئی ظہر ناسخ ہوگی تو اب وہ فائزہ ادا ہو جاوے گی
 الفائت وان لم یکن علیہ ظہر فانت تکون تلك الاربع نفلا فلاحتمال كونها نفلا لابد ان یقر فی الاخرین
 اور اگر اس کے ذمے ظہر ناسخ نہیں ہے تو یہ چاروں رکعت نفل ہو جاوے گی سوا اس احتمال کے لیے کہ شاید نفل ہوں ضرور ہے کہ پہلی دو نو رکعت میں
 بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضا ففراءة السوۃ لا تضروا ان وقعت نفلا ففراءة السوۃ واجبة والثانی
 بعد سورة فاتحہ کے کوئی سورہ پڑھے سوا اس کے اگر وہ فرض ہو میں تو سورہ کے پڑھنے میں کوئی نقصان نہیں ہے اور اگر وہ رکعتیں نفل ہو میں تو سورہ کا پڑھنا واجب اور وہ
 من الشرط التي فی غیر المصلی السلطان او نائبہ والمتغلب الذی لا منشور له من السلطان یجوز له او امانة
 شرط جو غیر مصطفیٰ میں ہو سلطان کا یا اوس کے نائب کا ہونا اور جو متغلب کہ سلطان میں نہیں رکھتا اوس کو قائم کرنا جو کا جائز ہے
 الجمعة اذا کان سیرتہ فی رعیت سیرۃ الامراء وکان یحکم بینہم بحکم الولاية اذ ینت السلطنة
 اگر اس کا معاہدہ رعیت سے بطور امراء کے ہو اور رعیت پر حکومت حاگون کے طور پر کرتا ہو سوا اس کے کہ اس سے سلطنت ثابت ہو جاتی ہے
 یتحقق الشرط وللمامور بالجمعة ان یتخلف وان لم یؤذن له فی الاستخلاف ولا فرق فی ذلك بین وجود
 یہ شرط موجود ہو جاتی ہے اور جو شخص جمعہ کے لیے مامور ہے قاضی وغیرہ اختیار رکھتے ہیں اپنا خلیفہ کر کے اگر چہ ان کو خلیفہ کر کے اجازت نہ ہو اور اس باب میں کچھ فرق
 العذر وعدم وجودہ ولا بین الخطبة والصلوة والاذان فی الخطبة اذان فی الصلوة وبالعکس ویلین
 نہیں خواہ کچھ عذر ہو یا نہ ہو اور کچھ فرق خطبہ کا ہے اور نہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہے اور بالعکس اور
 للقاضی ان یصل الجمعة بالناس ذالم یومربھا وکذا صاحب الشرطۃ لیس له ان یصلیہا بہم فان مات
 قاضی کو اختیار نہیں کہ لوگوں کو جمعہ پڑھے باوے اگر اوس کو سلطان کا حکم نہیں ہے اور ایسا ہی فقہ کتب جائز میں کہ لوگوں کو جمعہ پڑھاوے اور اگر حاکم شہر کا حاکم
 والی المصر قبل اتیان والی اخر لوصل بہم خلیفۃ او القاضی وصاحب الشرطۃ یجوز لہ ان یراعی العامة فوض
 تو دوسرے حاکم کے مقرر ہونے سے پہلے اگر لوگوں کو خلیفہ یعنی نائب یا قاضی یا محاسب جمعہ پڑھاوے تو جائز ہے ایسے کا انتظام عوام کا اذ کو ہے
 الیہم وان لم یکن احد من هؤلاء فاجتمع الناس علی احد فوصل بہم یجوز مع وجود احد منہم لا یجوز
 اور اگر ان میں کوئی موجود نہ ہو اور لوگوں نے جمع ہو کر ایک کو امام کر لیا اور اوسے جمعہ پڑھا دیا تو نہیں جائز ہے اور اگر ان میں کوئی موجود نہ ہو اور لوگوں نے جمع ہو کر ایک کو امام کر لیا اور اوسے جمعہ پڑھا دیا تو نہیں جائز ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ

الاباذنه ولو شرع المأمور بها فيها ثم حضر اخر مكانه مضى عليها ولو حضر قبل مشروعه لا يصح مشروعه
 بدون ادس اذ نكح بالانين اور اگر قاضی وغیرو جھکو جو بڑھانے کے اہانت تھی نماز شروع کر چکا ہو پھر وہ کسی جگہ پر سفر ہو کر گیا تو نماز کو توڑے نہیں اور اگر نماز شروع کرے
 والثالث من تلك الشروط الوقت وهو وقت الظهر فلا يجوز قبل الزوال ولا بعد دخول وقت العصر ولو
 اور شرط ان شرطوں میں سے وقت کا ہونا اور وہ وقت ظہر کا ہے سو وہ پڑھنے سے پہلے جائز نہیں ورنہ بعد آمانے وقت عصر کا اور اگر
 خرج الوقت وهو فيها يستأنف الظهر ولا يبيد عليها الاختلاف ما كسبية وشروطها والرابع من تلك
 نماز ہے کے اندر وقت ہو چکا تو اسے نہ کوڑے اور سیکو بڑھانے کے لئے کیونکہ جمعہ اور ظہر مفرد اور ان شرطوں میں مختلف ہیں اور جو نہیں شرطوں میں
 الشروط الخطبة ولها شرط وركن وواجب سنة أما شرطها فكونها في الوقت حتى لو خطب قبله
 شرطوں میں خطبہ ہے اور خطبہ کی یہی شرط اور رکن اور واجب اور سنت ہیں خطبہ کی شرط تو یہ ہے کہ وقت کے اندر ہو ورنہ بیان تک کہ اگر پیش از وقت
 لا تصح وكونها بحضرة الجماعة حتى لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تصح وكونها جهرًا
 خطبہ پڑھے گا تو صحیح نہیں اور جماعت کے ساتھ جائز نہیں کہ اگر خطبہ تنہا پڑھے گا اور پھر جماعت جمع ہوگی تو صحیح نہیں ہے اور اتنا بجا کر لینا چاہیے
 بحيث يسمعها من يكون عنده اذ المرين مانع وأما ركنها فمطلق ذكر الله تعالى بليتها حتى لو قال
 کہ جو اس کے پاس موجود ہوں سب سنیں اگر کچھ مانع نہ ہو اور خطبہ کا رکن مطلق ذکر اللہ تعالیٰ کا خطبے کی نیت سے ہے بیان تک کہ اگر خطیب نے
 الحمد لله وسبحان الله والاله الا الله على قصد الخطبة يجزئ عند ابى حنيفة اما لو قال لعطاس
 الحمد لله يا سبحان الله يا اله الا الله خطبے کی نیت سے کہا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک کافی ہے ہاں اگر چہ نیک کر
 او تعجب فلا يجزئ وعند همالا بد من ذكر طويل يسمي خطبة وهو مقدار ثلث آيات وقيل مقدار التشهد
 یا تعجب سے کہے گا تو کافی نہیں ہے اور ما جہین کے نزدیک اتنا ذکر دراز ضرور ہے جسکو خطبہ کہہ سکیں اور وہ تین آیتوں کے برابر ہو اور کوئی کہتا ہے کہ شہد کے برابر
 من قوله الحيات لله الى قوله عبده ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والتحميدة الواحدة
 لفظ الحیات اللہ سے عبده ورسوله تک اس واسطے کہ خطبہ متفق علیہ واجب ہے اور الحمد اللہ ایک بار
 والتبنيحة الواحدة والتهليلة الواحدة لا تسمى خطبة وأما واجبها فالطهارة والقيام وسائر
 اور سبحان اللہ ایک بار اور لا اله الا اللہ ایک بار خطبہ نہیں کہلاتا اور خطبہ کے واجبات بادنو ہونا اور کھڑے رہنا اور عورت کا
 العورة وأما سننها فكونها خطبتين بجلسة بينهما يشعل كل منهما على الحمد والتشهد والصلوة على
 ڈھانپنا اور خطبے کی سنت دو خطبوں کا ہونا بیچ میں ایک جلسہ کے فرق سے اور دونوں میں حمد اور شہد اور درود
 النبي صلى الله عليه وسلم والأولى على تلاوة آية والوعظ والثانية على الدعاء للمؤمنين والمؤمنات
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو اور پہلے خطبہ میں تلاوت آیت کی اور پھر ہوا اور دوسرے میں سلمان مرد اور عورتوں کے حق میں
 بدل الوعظ والخامس من تلك الشروط الجماعة واقلهم ثلاثة سوى الامام ويشترط كونهم رجالا عاقلين
 پندرہ کے دعا ہو یا پنجویں شرط ان شرطوں میں سے جماعت ہے کہ سے کم تین آدمی ہوں امام کے ہوں شہر طیکہ تینوں مرد عاقل بالغ ہوں
 بالغين فلا ينعقد بالنساء والصبيان والمجانين ولا يشترط كونهم احرارا او مقيمين فتنعقد بالعبيد
 پس جماعت نرہی عورتوں اور بچوں اور دیوانوں سے نہیں ہوگی اور یہ شرط نہیں ہے کہ آزاد یا عظیم ہوں پس جماعت نرہی غلاموں
 والمسافرين ولشترط بقا وهو الى السجدة الاولى عند ابى حنيفة فلو نفر اقبلها او نقصوا عن ثلث تم
 اور مسافروں سے ہو جائیگی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ پہلے سجدہ تک سب موجود رہیں پس اگر پہلے سجدہ سے پہلے ہلاک گئے یا تین سے کم گئے
 يستقبل الظهر عند ما لونها بعد التحريم بتواجمعة والسادس من تلك الشروط الاذن العام
 ظہر ان کے اور ما جہین کے نزدیک اگر بعد تکبیر تحریم کے پہلے جاؤں تو جو پورا کر لے اور پہلے شرط ان شرطوں میں سے اذن عام ہے



وهو ان یفتح باب الجامع ویؤذن للناس حتی لو اجتمع فی الجامع واغلقوا بابا به وصلوا فیه الجمعة لا
استطیعوا ان ینزلوا من المسجد جامع کا دروازہ کھل جاوے اور لوگوں کو آئی کی اجازت ملی بیان تک کہ اگر مسجد میں جمع ہو کر پھر دروازہ اوس کا بند کر دین اور جمعہ کی نماز مسجد میں پڑھیں
یحوزون و کذا السلطان لو اغلق باب قصره وصلی فیه بحشمہ لایجوزن الا نفا من شعائر الاسلام وخصائص
توجا بنین ہے اور ایسے ہی سلطان اگر اپنے محل کا دروازہ بند کر اپنے نوکریں ہمراہ جمعہ کی نماز پڑھ لے تو جائز نہیں ہے سوائے کہ جمعہ اسلام کے نشانیوں اور کتب خاص
المدین فلا بد من اقامتها علی طریق الا شتہار وان فتح باب قصره و اذن للناس بالدخول فیه یحوز سواہ
امروں میں ہے سوا و کو خواہ مخواہ بطور اشتہار کے قائم کرنا چاہی اور اگر بادشاہ اپنے محل کا دروازہ کھول کر لوگوں کو اجازت آئی کی دیکھو تو جائز ہے پھر برابر ہے
دخلوا و لا لکن لعمدہ قضاء حق المسجد لجامع فاذا وجدت هذه الشروط كلها یجب السعی و
کہ کوئی جاوے یا نہ جاوے بکروہ ہے سوائے کہ مسجد جامع کا حق ادا ہوا اور جب یہ تمام شرطیں پوری ہائی جاوین تو صحیح قول ہے اور
ترك البیع بالاذان الاول وهو الذی یكون علی المنارة بعد دخول الوقت فی الاصح لانه المعتبر فی
بیع کا ترک کرنا پہلے اذان پر واجب ہے یعنی وہ اذان جو منارہ پر وقت ہو جانے کے بعد ہوتی ہی موافق اصح قول کے اسوائے کہ یہ ہی اذان
هذا الزمان وان كان حادثا غیر واقع فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لماروی انه علیہ السلام
اس زمانہ میں معتبر ہے اگرچہ نو احداث ہے بنی سے اسد علیہ وسلم کے عہد میں نہ تھے کیونکہ روایت ہے کہ بنی علیہ السلام
والامامین بعده كانوا یصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فیؤذن المؤذن اید یصعد فلما كان زمن
اور بعد حضرت کے دو نو امام زوال کے بعد اذان سے پہلے منبر پر جاتے تھے پھر مؤذن اونے سامنے اذان پڑھتا تھا پھر جب زمانہ
خلافة عثمان و کثر الناس ای ان یؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لیتھی الصوت الیہم فیخضروا
عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگوں کی کثرت ہو گئی تو ان کی رائے میں یہ آیا کہ مؤذن امام کے منبر پر جانے سے پہلے اذان کہا کرے تاکہ اونکو آواز جاوے اور شکر آجاوین
وزاد اذانا ثانیاً علی دار فی سوق المدينة بقرب المسجد یقال له ذوراء وكان هذا الاذان سنة ایض
اور دوسرے اور اذان پڑھا دے ایک گھر پر جو مدینہ کی بازار میں مسجد کے پاس تھا اور اسکی نام زوراء ہے اور یہ اذان ہی سنون ہے
لقوله علیہ السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين من بعدی واما النداء الذی یكون فی وقت
اس حدیث کے موافق لازم کر لو اپنے اوپر میری سنت اور میرے خلفاء الراشدین کی سنت اور وہ اذان جو چاشت کے وقت ہوتی ہے
الضحی للتنبیہ علی ان هذا الیوم یوم الجمعة فیدعوا حدیثہ الحجاج کذا ذکر فی مجمع الفوائد و الحاصل ان کل
اطلاع دینے کو کہ یہ دن جمعہ کا ہے سو یہ دعوت ہے اسکو حجاج نے جاری کیا تاکہ کتاب مجمع الفوائد میں ذکر کیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو
اذان یكون قبل الزوال فهو غیر معتبر بل المعتبر الاذان الاول الذی یكون بعد الزوال اذ بہ یحصل الاعلام
اذان دوپہر گھنٹے سے پہلے ہو سوا و اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ معتبر پہلے وہ اذان ہو جو دوپہر گھنٹے کے بعد ہوتی ہے ایسے کہ اس سے اعلام حاصل ہوتا
فان کل من یجب علیہ الجمعة اذا اذن هذا الاذان یلزمه السعی الی الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع یصل
بیشک جب جمعہ واجب ہے جب یہ اذان ہوگی اسکو جلد جمعہ میں دوڑنا چاہی پھر جب وہ مسجد جامع میں پونچھے تو بیٹھنے سے پہلے
قبل القعود رکعتین تحیة المسجد ثم اربع رکعات سنة الجمعة و اذا توجه الامام الی صعود المنبر یحرم الصلوة
دو رکعت تحیة المسجد کی پھر چار رکعت سنن جمعہ کی پڑھے پھر جب امام منبر پر جانے کو متوجہ ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک
والکلام عند ان حنیفة حتی یترو الخطبة وعند هالک باس بالکلام قبل الشروع فی الخطبة و اذا جلس علی المنبر
نماز اور بات چیت سب حرام ہے جب تک خطبہ تمام ہو جاوے اور صاحبین کے نزدیک خطبہ شروع کرنے سے پہلے بولنے کا کچھ مضائقہ نہیں اور جب امام
المؤذن بین یدیه الاذان الثانی و اذا تم الاذان یقوم ویخطب خطبتین یفصل بینہما بجلوس
تو مؤذن اذکے سامنے دوسری اذان پڑھے اور جب یہ اذان ہو چکی تو امام کھڑا ہو کر دو خطبے پڑھے دو نون کے بیچ میں

خفيفة مقدارها ان يستقر كل عضو منه في موضعه ويستحب للفق من ان يستقبلوا الامام عند الخطبة
 كجسے جسے کانامو کرے اسقدر کہ بدن کا ہنر جوڑا بنی ابی الجبہ پر راست ہو جاوے اور قوم کو مستحب یوں کہ خطبے کے وقت امام کی طرف منہ کر کے بیٹھیں
 لكن الرسول الان انهم يستقبلون القبلة للخرج في تسوية الصفوف لكثرة الزحام كما ذكر في
 پر اب رسم یہ ہو رہی ہے کہ رو بہ قبلہ بیٹھے رہنے میں اس واسطے کہ صفیں سیدھی کرنے میں بسبب کثرت انہوں کے حرج ہوتا ہے وہاں کہ شیخ میں یہ ہی مذکور ہے
 شرح الهداية للسرحي واذ فرغ من الخطبة وشرع المؤذن في الاقامة ينزل من المنبر ويصل
 جو سر وحی کے ہے اور جب خطبہ پڑھنے کے اور مؤذن تکبیر کرنے کے تو امام منبر سے اتر کر قوم کو دو رکعت نماز جمعہ پڑھاتی
 بالناس ركعتين صلوة الجمعة ولو وقع الاشتباه في صحتها بتعدد دها و وقوع الشك في المصير
 اور اگر جمعہ کی صحت میں کچھ شبہ پیدا ہووے کئی تکبیر ہونے کے سبب یا امر مشکوک ہونے سے
 يصل بعد ما كل واحد منهم فرادى اربع ركعات اخر ظهر كما سبق ثواربع ركعات بنية السنة
 تو ہر ایک بعد اس کے الگ الگ چار رکعت پچھلی نظر کی پڑھیں جیسے کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے چار چار رکعت سنتوں کی نیت سے
 عند ابی حنيفة وعند هاستة ركعات ومن ادرك الامام فيها ولو في التشهد او في سجود السهو يصل
 امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور طبرہین اور صاحبین کے موافق چہر رکعت پڑھیں اور جب امام کو نماز جمعہ میں پایا اگر چہ شہد میں یا سجدہ ہو میں تو امام کے ساتھ
 معه ما ادرك ويبني عليه الجمعة وقال محمدان ادرك في الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الجمعة
 پڑھ لے جو ہاتھ آوے اور نماز جمعہ پوری کرے اور امام محمد کہتے ہیں اگر دوسری رکعت کے رکوع میں جا ملا تو نماز جمعہ پوری کرے
 وان ادرك بعد ما رفع رأسه من الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الظهر ومن لا عد رله اذا صلي
 اور اگر بعد اس کے تاکہ امام دوسرے رکعت کا رکوع پورا کر کر کھڑا ہو گیا تو اب نظر کی نماز پوری کرے اور جس کو کوئی عذر نہیں ہے اگر وہ نظر
 الظهر قبل ان يصل الامام الجمعة يحرم ظهرا لكن يكون عاصيا لترك الجمعة ويكره للمعدن وسرين
 پہلے اس سے پڑھ لے کہ امام نماز جمعہ کی پڑھ لے تو اس کی ظہر صحیح ہے پر گنہگار ہو گا کیونکہ اس نے جمعہ ترک کیا اور عذر ور لوگوں کو
 والمسجودين اداء الظهر في المصرا بالجماعة سواء كان قبل فراغ الامام من الجمعة او بعده لان الجمعة
 اور قیدیوں کو مصر میں ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنے کے برابر ہے کہ امام نماز جمعہ سے فارغ نہوا ہو یا فارغ ہو لیا ہو اس واسطے کہ جمعہ جمع کر نیوالا
 للجماعات في اداء الظهر بالجماعة تفریق الجماعة عن الجمعة وتقليدها فيها بخلاف اهل القرى اذا اجتمع
 جماعات کا ہے اور ظہر کو جماعت سے پڑھنے میں جمعہ کی جماعت کی تفریق ہوتی ہے اور وہیں کی پڑھتی ہے برخلان گا نواؤن کے اس واسطے کہ اونہر
 عليهم ولا يفضي اداء الظهر بالجماعة الى تفریق الجمعة وتقليدها فيكون ذلك في حقهم كسائر الايام في
 جمعہ نہیں ہے وہاں ظہر کو جماعت سے پڑھنے میں تفریق جماعت جمعہ کی ہوتی ہے اور کسی پڑھتی ہے جمعہ کا ان کا کہ بہت ظہر جماعت پڑھنے کو اونہر حق میں ایسا ہے
 جواز اداء الظهر بالجماعة من غير كراهة ويستحب للمريض ان لا يصل الظهر قبل فراغ الامام من الجمعة
 جیسے تمام اردن میں اور ہمارے مستحب ہے کہ جب تک امام نماز جمعہ سے فارغ نہ ہو ظہر نہ پڑھے
 لرجاء البر في كل ساعة ومن جاء الى الجمعة ووجد المسجد ملان واران تخطي الناس ان كان يؤذيه
 اس واسطے کہ ہر بر آن میں صحت کی امید ہے اور جو شخص جو میں جا کر کہے کہ مسجد پر چلی اور اٹھنے ارادہ کیا کہ صفوں میں کو گنہگار اس طور پر جانے سے انہر ہوتی ہے
 بالخطي لا يخطي وان كان لا يؤذى احد بان لا يطأ ثوبا ولا جسدا لابس بان تخطي ويدن من الامام
 تو نہ جاوے اور اگر کسی کو کچھ انہر ہوتی اس طور کہ نہ پاؤتے کسی کا کپڑا دبائے اور نہ کسی کچھ بدن تو چلے جانے کا کچھ مضائقہ نہیں کہ امام سے نزدیک ہو جاوے
 وذكر الفقيه ابو جعفر عن اصحابنا ان الخطي لابس به ما لم ياخذ الامام في الخطبة ويكره اذا اخذ
 اور فقیر ابو جعفر سے اصحاب سے نقل کرتا ہے کہ خطی کا کچھ مضائقہ نہیں جب تک امام نے خطبہ نہیں شروع کیا اور اگر خطبہ شروع کر لیا تو کر دے

فعلى هذا يكون جواز التحفل مشروطاً بشرطين احدهما ان لا يؤذى احداً والثاني ان لا يكون الامام في
اسره ايت کے موافق تحفل جائز ہونے کے لیے دو شرط ہیں ایک تو یہ کہ کسیکو ایذا نہ ہو اور دوسرے یہ کہ امام غلط نہ پڑھتا ہو

الخطبة يسرنا الله تعالى عملاً موافقاً لرضائه بلطفه وكرمه المجلس الخمسون في بيان المصاحفة
انہی سیکو آسان کرے موافق اپنی رضا کی عمل کرنا اسے لطف اور کرم سے چچا سوین مجلس مصاحفہ کے بیان میں

وبیان کیفیتها وفوائدها وبدعتها في غير محلها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من
اور اسکی کیفیت اور طرز اور فائدے اور اس کا بدعت ہونا سے محل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يتفرقا وفي رواية اذا التقى المسلمان فيتصافحان
نہیں کوئی دو مسلمان کہ ملیں اور مصافحہ کریں مگر دونوں جدا ہونے سے پہلے بچھے جانیگے اور ایک روایت میں ہے جب دو مسلمان ملیں اور

وجدهما الله واستغفرا الله غفر لهما هذا الحديث من حسان المصابيح رواه البراء بن عازب والفاء
اور اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگیں تو اللہ ان دونوں کو بخش دے گا یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں براء بن عازب کی روایت ہے

فيه لفظ خاص للتعقيب موجه تعقيب التصالح الالتقاء والتصالح في ما ذكر في صحاح الجوهرى
اس میں لفظ خاص تعقیب کے واسطے ہے جس سے مصافحہ ملاقات سے پہلے واجب ہوتا ہے اور تصالح موافق مضمون صحاح جوہری کے مصافحہ ہے

المصاحفة فيثبت شرعية المصاحفة عند لقاء المسلم لآخيه وتكون من تمام التحية بينهما كما روي
مصافحہ کا مشروع ہونا ہر وقت ملاقات ایک مسلم کے بھائی مسلمان سے ثابت ہوتا ہے اور ان دونوں میں سلام کی تمامی ہے اس واسطے کہ

عن ابى امامة انه عليه الصلوة والسلام قال تمام تحياتكم بينكم المصاحفة وهذا الحديث ايضا يدل
ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تمامی تمہاری آپس میں سلاموں کی مصافحہ ہے یہ حدیث بھی یہی دلالت کرتی ہے

على كون شرعية المصاحفة عند الملاقاة لانه عليه السلام جعلها من تمام التحيات والتحيات
کہ مصافحہ ملاقات کے وقت مشروع ہے اس واسطے کہ نبی علیہ السلام نے مصافحہ کو تمامی تحیات کا ٹھکانہ اور تحیات

جمع التحية وهي السلام والسلام انما يكون عند الملاقات وكذا ما هو من تمامه فينبغي ان تتوضع
جمع تحیہ کی ہے اور سلام کو ملنے میں اور سلام سوا وقت ملاقات کے نہیں ہوتا اور البتہ یہی جو چیز سلام کی تمامی ہے اب مزاد اسی ہے کہ

حيث وضعها الشارع ويراعى سننها والسنة فيها ان تكون بكتفا اليدين واماني غير حال الملاقات
مصافحہ اسی جگہ ہوا کہ جہاں اس کو شرع نے قائم کیا ہے اور اس کے طریقے سنوں کے رعایت ہو اور سنوں سطور پر ہر کوئی کوئی نہیں ہے اور ہر ان وقت ملاقات

مثل كونها عقب صلوة الجمعة والعيدين كما هو العادة في زماننا فالحدیث ساکت عنه فيبقى
مثلاً کوئی عقب صلوة جمعہ اور عیدین کے جو اس زمانہ میں عادت جاری ہے سو حدیث سے ثابت نہیں ہے پس یہ

بلا دليل وقد تقر في موضعه ان ما لا دليل عليه فهو مردود ولا يجوز التقليد فيه بل مرادة ما روي عن
بلا دلیل ہے اور ابی جبر میں یہ ثابت ہے کہ جس امر کی کچھ دلیل نہیں ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہے اور میں تغیر جائز نہیں بلکہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی روایت ہے

عائشة انه عليه السلام قال من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد اي مردود في الاقراء
عائشہ نے فرمایا جس نے کیا جو اس میں جو دین میں نہیں ہے سو وہ سب مردود ہے کیونکہ یہ روایت

لا يكون الا بالنبي عليه السلام اذ قال الله تعالى وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم الرسول فانتهوا وقال
سوائے نبی علیہ السلام کے سیکر نہیں ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جو رسول کو رسول سولے لو اور جس نے منع کرے سو چھوڑو

في آية اخرى فخذوا الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم
ایک اور آیت میں فرمایا سو ڈرنے میں جو لوگ خلاف کرتے ہیں ان کے حکم کا کہ جسے اور نہ کچھ خرابی یا بوجھ اور کوئی حکم کے ار

AsliAhleSunnat.com

على ان الفقهاء من الحنفية والشافعية والمالكية صرحوا بكونها بدعة قال في الملتقط يكره المصافحة
 علاوة على كونها حنفي اور شافعي اور مالكي مذمومون نے اس مصنف کو صاف کر دیا اور بدعت بتایے فقط میں کتابے مصنف اور حال
 بعد الصلوة بكل حال لان الصحابة ما صافحو بعد الصلوة ولا منها من سنن الروافض وقال ابن حجر من الشافعية ما
 بعد نماز کے کر دیا ہے اس واسطے کہ صحابہ نے بعد نماز کے صاف نہ کیا اور ایسے کہ یہ طریقہ رافضیوں کا ہے اور ابن حجر شافعی مذہب کتابے ہے
 يفعلہ الناس من المصافحة عقیدت الصلوات الخمس بدعة مكرهة لا اصل لها في الشريعة المحمدية يثبتها عليها ولا
 جو لوگ پنجگانہ نمازوں کے پیچھے صاف نہ کیا کرتے ہیں بدعت کر دہ ہے شریعت محمدی میں اسکی کچھ اصل نہیں مصنف نے کہا کہ یہ جتنا جا ہی
 یا نہا بدعة مكرهة ويغزى ثانيا ان فعلها وقال ابن الحارث من المالكية في المدخل ينبغي ان يمنع الامام ما أحدثوه
 کہ بدعت کر دہ ہے اور اگر نیکو گروہ کو یہ غیر ضروری ہے چاہیے اور ابن الحارث مالکی مذہب مدخل میں کتابے امام کو لازم ہے کہ مصنف سے جو بعد نماز صبح کے
 من المصافحة بعد صلوة الصبح وبعد صلوة الجمعة وبعد صلوة العصر بل زاد بعضهم فعل ذلك بعد الصلوات الخمس
 اور بعد نماز صبح کے اور بعد نماز جمعہ کے بنا کمال کر شروع کیا ہے منع کر دے بلکہ بعض نے کہا کہ پنجگانہ نماز کے بعد کرنے کے ہیں
 وذلك كله من البدع وموضع المصافحة في الشرع انما هو عند لقاء السلم لاجلها لاني اذ بار الصلوات فحيث وضعها الشرع
 تمام بدعت ہے اور شرع میں مقام مصافحہ کا صرف وقت ملاقات سلم کا ہے یہاں مسلمان نمازوں کے بعد نہیں ہے یہ جس جگہ شرع نے مقرر کیا ہے
 يضعها وينهى عنها وينجزها عليها الماتى من خلاف السنة وهذا التصريح منهم يشعر بالاجماع فلا يجوز مخالفة بل يلزم الاتباع
 اور جگہ قائم رکھنا چاہیے اور صاف نہ سے منع کرنا چاہیے اور مصافحہ کرنا یا نہ کرنا چاہیے جہد خلاف سنت کرنے کے اور نہ کسی اس تصحیح کے جماع معلوم ہے جو مخالفت جائز نہیں ہے بلکہ ایسے
 لقوله تعالى وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ لُولَهُ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصِّلْهُ جَهَنَّمَ
 واسطے قول اللہ تعالیٰ اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کھل چکے اور ہوا کی بات اور چلے خلاف سب مسلمانوں کے راستے سو ہم اور جو اسے کریں جو او سنی بڑی اور دین کو
 سَاءَ مَا مَصِيرًا وما ذكره النووي في الاذكار وان كان مشعرا باباحة المصافحة بعد صلوة الصبح والعصر انه يفصح عن
 بہت کسی جگہ پوچھا اور وہ جو نوہ نے اذکار میں ذکر کیا ہے اگرچہ اس سے اباحت مصافحہ کی بعد نماز صبح اور عصر کے معلوم ہوتی ہے یہاں اس مصنف کا
 عدم مشرعيتها لانه بعد بيان كون المصافحة سنة ومستحبة عند الملاقاة قال واما ما اعتاده الناس من المصافحة
 غیر شرع ہونا نکلتا ہے اس لیے کہ مصافحہ کو وقت ملاقات کے سنت اور مستحب بیان کر کے یہ کتابے اور وہ جو لوگوں نے بعد نماز صبح اور
 بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له في الشرع على هذا الوجه لكن لا بأس به فانظر كيف اعترض بان لا اصل له في الشرع بعد
 اس کے مصافحہ کی عادت کرے جو شرع میں اسطور پر اسکی کچھ اصل نہیں ہے لیکن اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے دیکھو تو کیسے قرآن کیا کہ شرع میں اسکی کچھ اصل نہیں
 هذه الاعراض لا يفيد ما ذكره بعدة من قوله ولكن لا بأس به الى اخر ما قال ولولو يصح الفقهاء بكونها باطل كانت مباحة
 یہ اس قرآن کے بعد کیا فائدہ کرتا ہو گے مگر یہ کہنا ہر اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے آخر تک جو کہا ہے اور اگر فقہاء اس مصافحہ کو صاف کر دے نہ کہتے بلکہ انکی مباح
 في نفسها الحكمنا في هذا الزمان بكونها باطل وانما اذوا ظ على الناس واعتقدوا سنة لا يضرهم حيث لا يضرهم ان تركها حتى وصل
 ہوتا تو یہی ہم اس زمانے میں کراہت کا حکم کرنے ایسے کہ لوگ اس پر تم گئے ہیں اور ایسی سنت لازمہ جلتے ہیں کہ اسکی ترک کرنا جائز نہیں کہتے بیان تک کہ حکم
 اليان من بعض من اشهر بالعلم انه قال هي من شعائر الاسلام فكيف يترها من كان من اهل الايمان فانظر وايا اهل الانصاف
 یہ خبر پوچھی ہے ایک شخص سے جو صاحب علم مشہور ہے کہ وہ کتابے ہر یہ مصافحہ اسلام کے نشانیوں میں سے ہے جو ایمان والا ہے اسکو کیوں کر چھوڑ سکتا ہے یا بدعت انصاف
 اذا كان اعتقاد الخواص هكذا في اعتقاد العوام فاذا يكون كل مباح ادى الى هذا فهو مكره حتى ان بعض الفقهاء حين
 جب خواص کا یہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہو گا اور جو امر مباح اس نسبت کو پوچھ جاوے یہ وہ بھی کر دہ ہے بیان تک کہ بعض فقہاء نے جب
 مشاع صوم ايام البيض في زمانه بكونها باطل لئلا يؤدى الى اعتقاد الواجب مع ان صوم ايام البيض مستحب ورفقه اخبار
 اور کے زمانے میں ایام بیض کے روزوں کا دستور کیا تو فسوسے دیا ہے کہ کر دہ ہیں تاکہ ہوتے ہوتے واجب نہ بنے لیکن باوجودیکہ ذکر ایام بیض کے مستحب میں نہیں ہے حدیثیں

اور صحیح اور الزم



کثرة فاظنك بالمباح وما ظنك بالمكروه وليس هذا الفتنه التي قال فيها عبد الله بن مسعود كيف انتم اذا اتكم فتنه
آتت من اب غيركم فخيال من بمان من اور کیا نماج ہے کمرہ میں اور یہ وہی فتنہ ہے جس میں عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں تمہارا کیا حال ہوگا جب غیر ایسا فتنہ آوے گا
یہم فیہا البکیر وینشأ فیہا الصغیر تجری علی الناس بدعة یخذونہا سنة اذ اغیرت قبل غیرت السنة او هذا منکر
جس میں کبیر اور صغیر جو ان ہو جاوے گا تو کون میں ایسی بدعت پہل جاوے گی کیا وہ کو ایسی سنت سمجھ لیں گے اگر نغیر ہو جاوے وہ بدعت کہیں سنت بہ لڑے یا کہیں نہ لڑا
قال ابن القيم فی اغاثته هذا يدل علی ان العمل اذا جرى علی خلاف السنة فلا اعتبار به ولا التفات لیه وقد جرى العمل علی
ابن القیم اپنی کتاب اغاثتہ میں کہتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل جب خلاف سنت ہونے لگتا ہے تو اس کی کچھ اعتبار نہیں اور نہ اس کی طرف کچھ التفات ہے اور بیشک عمل
خلاف السنة منکام من طویل فاذن لا بد لك ان تكون شدید التوقی من محدثات الامور ان اتفق علیہ الجمہور
برخلاف سنت مدت دراز سے جاری ہو رہا ہے سو اب تجھ کو ضرور ہے کہ محدثات یعنی نئے باتوں سے بہت ہی ڈرتا رہے اگرچہ اس پر جمہور متفق ہو گئے ہوں
فلا یغرنک اطبا قصو علی ما احدث بعد الصحابة بل ینبغی لك ان تكون حریصا علی التفتیش عن احوالہم و اعمالہم فان اعلم
سو تجھ کو انکا اتفاق سے امور پر جو بعد صحابہ کے ہو گئے ہیں فریب نہ دے بلکہ تجھ کو یہ لائق ہے کہ بحر میں تمام اونکے احوال اور اعمال کو ڈھونڈتا رہے کیونکہ تمام
الناس اقرب الی اللہ تعالیٰ اشبهہم و اعرفہم بطریقہم اذ منہم اجدد الدین و ہوا اصول فی نقل الشریعة عن صاحب الشرع
لوگوں میں بڑا عالم اور بڑا مقرب خدا تعالیٰ کا وہ ہے جو صحابہ سے بہت مشابہہ اور نئے طریقے سے خوبتقف ہو کیونکہ دین اون ہی سے حاصل ہوا ہے اور نقل شریعت میں صاحب شرع سے
ینبغی لك ان لا تكثر فتنک لاهل عصرک فی موافقتک لاهل عصر النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اذ قد جاء فی الحدیث
وہی اصل میں سو تجھ کو لائق ہے کہ اسکی کچھ پروا کرے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موافقت کر نہیں اپنے زمانے کے لوگوں سے مخالفت ہوگی اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے
اذ اختلف الناس فعلیکم بالسواد الاعظم قال عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف بابی شامة و جنت جاء الامر بلہم من الجماعۃ
جب لوگوں میں اختلاف ہو جاوے تو بڑے گروہ کے ساتھ رہو عبد الرحمن بن اسماعیل جو ابو شامہ مشہور ہیں کہتے ہیں جس جگہ لزوم جماعت کا حکم ہے
فالمراد بہ لزوم الحق و اتباعہ وان کان التمسک بہ قليلا و الخالف لہ کثیرا لان الحق ما کان علیہ الجماعۃ الا ولی و الصیحة
تو مراد یہ ہے کہ حق کا اتباع ضرور کرنا اور اگر جیسا بجا حق نہ ہو تو اسے لوگ ہوں اور مخالف حق کے بہت ہوں اس واسطے کہ حق وہی ہے جس پر جماعت یعنی صحابہ
ولا عدرة الی کثرة اهل الباطل بعدہم وقد قال الفضل بن عیاض معناه الرطرق الہدی ولا یضربک قلة السالکین و ایاک
اور اونکے بعد اہل باطل کی کثرت کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور فضل بن عیاض نے کہا ہے جبکہ یہ معنی میں ہدایت کی جانب لیے رہو اور کسی سالکین کی کچھ پروا نہ کرے گی اور
وطرق الضلالة ولا تغتر بکثرة الممالکین وقال ابن مسعود انتم فی زمان خیرکم فیہ المتسارع فی الامور و ساتی زمان
گر ایسی کیلئے سے بچتا رہو اور ممالکین کی کثرت سے دھوکا نہ کھانا اور ابن مسعود کہتے ہیں تم ایسے زمانے میں ہو کہ تم میں بہتر وہ ہے جو کار میں جلدی کرنا لاپرواہ اور اب قریب
بعد خیرہم فیہ المثبت المتوقف لکثرة الشہتہ قال الامام الغزالی لقد صدق لان من لم یتثبت فی هذا السبک و لقی الجماعۃ
تمہارے پیچھے زان آتا ہے اور میں بہتر وہ ہوگا جو ثابت رہے اور توقف کرے بسبب کثرت شہتہات کے امام غزالی کہتے ہیں یہ قول صحابہ اس واسطے کہ بعض لوگوں نے مانے میں اپنے ہمراہ جمہور کی
فیما ہو فیہ و خاض فیما خاضوا فیہ فیہلک كما ہلکوا فان اصل لدین و عہدہ و قوامہ لیس بکثرة العبادۃ و التلاوۃ و المجاہدۃ
بل ما ین مشلا ہو جاوے اور اوکی سی بحث کرنے لگے تو ہلاک ہو جاوے گا جیسے وہ ہلاک ہوئے ہیں کیونکہ دین کی اصل اور اوکی خوبی اور ثبات عبادت کی کثرت اور تلاوت کی زیادت
بالجوع و غیرہ وانما ہو باحرازہ من الافات العاہات التي تأتي علیہ من البدع و المحدثات التي توادی الی تبدلہ و تغیرہ فانہا
اور ہو کہ دین کی مشقت سے نہیں ہے بلکہ یہ جب ہی ہے کہ دین کو اور تمام آفات اور مصدات سے بچاؤ کر دین پر بدعتیں اور نئے اختراع آتے ہیں جس دین میں بدل اور تغیر
لکثرتها و شیوعها صارت کازہا من شعائر الدین او من الامور المفروضۃ علینا فی التناکنا بنا شرھا علی انہا بدعت لو کان
بیدا ہوا ہے کیونکہ یہ دعوات اس قدر کثرت سے پہل گئی ہیں گویا دین کی نشانیاں ہیں یا بارے اور اوکا عمل فرض نہ ہو گا جیسے ہم اور بدعتا کو بدعتی جان کر عمل نہیں
کذلک یزجی من النوبة و الاستغفار و لکننا اخذنا ہا طاعة و عبادۃ و جعلنا ہا دینا مقتفین فی ذلك اثار من سہل او
اس واسطے اگر ایسا ہوتا تو نوبہ اور استغفار کی اسیر رہتی رہتی تو اون بدعات کو طاعت اور عبادت مان لی جو اور دین میں لایا ہے اس میں نے یہ وہی اسلاف میں لایا ہے

غفل او غلط من بعض من تقدمنا وجعلناه قدوة في ديننا فاذا جاء احد وانكر علينا ما ارتكبنا من تلك الامور
 جس سے سوچو یا اوس شخص غلط یا غلطی کا وہیڑا سکو اپنے دین کا پیشوا نہیں ہے ہرگز کوئی اگر بکواس بدعت سے ہم نے اختیار کر رکھی ہے منع کو اور روکے
 فان كان له توقير في قلوبنا نقول له هذا جائز ذهاب جواز فلان ونذكر له بعض من تقدمنا من بهي او غفل او
 تو وہ شخص مانع اگر ہمارے دین عزت والا ہے تو ہم اتنا ہی جواب دینگے کہ صاحب یہ تو جائز ہے فلانا اس کا قائل ہے اور اس کے رد پر وہ ہم اوہی سو یا غفلت یا
 غلط وان كان ممن لا توقير له في قلوبنا سبب من الكلمات المنكرة ما لا يظنه ولا يحظر به باله كل ذلك سبب اجمل المدرك فينا
 غلط کرنا تو ایسا نہیں کرنا چاہیے اور اگر وہ بالذات ایسا کہہ گا تو ہم اس کی کچھت نہیں تو ہم سو ایسی کچھتیں گے گا کہ وہ کوئی گمان نہ گا اور خدا اس کے دل میں نہ رہو گا یہ تمام ہماری جہل مرکب
 لاننا لو راينا انفسنا على ما هي عليه من الجهل لقبنا جواب من ارشدنا الى الحق وما اتقنا من سبب او غلط حجة في ديننا
 جو ایسی غلطی ہے کہ ہم نے اپنے دین میں اپنی جہالت کا خیال کرتے تو اس کا جواب جو حق کا راستہ بتاتا ہے بیشک اتنے اور اس سے زیادہ غلط اور غلطی کرنا نہیں چاہیے دین کی حجت
 اذ لا يجوز ان يقلد الانسان في دينه الا من هو صاحب الشريعة او من شهد له صاحب الشريعة بالخبر لا من شهد له بالكذب
 نہ قائم کرتے اس واسطے کہ انسان کو اپنے دین میں صرف صاحب شریعت کے یا اس کے جیسے حق میں صاحب شریعت نے پہلائی کی گواہی دی ہو یہی چاہیے اور کسی پر وہی نہیں ہے
 وهى عن الاعتماد له بقوله عليه السلام خير القرون قرني الذين بعثت فيهم نورا الذين يلوونهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم
 جسے حق میں صاحب شریعت نے کلام کیا اس حدیث میں تیرے لئے نورا ہے جو لوہوں پر وہ لوگ جو اسے تسلیم کر لیں پھر ان کے بعد جو لوگ ان کے بعد آئے ہیں ان کے بعد جو لوگ ان کے بعد آئے ہیں
 فلا اعتبار الاقوالهم واقوالهم فان كل من اتى بعد هو يقول في بدعة انها مستحبة ثم يأتي على ذلك بدليل خارج عن اصولهم فذلك
 سوہو سا کرو نہ اس کے کہے پر نہ کیوں کیوں کہ اس کے بعد جو آیا ہے بدعت کو ہی کہنا ہے یہ مستحب ہے پھر اس پر ایک دلیل اس کے اصول سے مخالف قائم کر دیتا ہے
 غير مقبول منه لان التقليد لا يقتدء بالغير فيجوز حسن الظن انما يجوز لمن كان مجتهدا عدلا لا لمن كان مقلدا
 سو اسکو کون اتنا ہے اس واسطے کہ غیر کی تقلید اور پیروی صرف حسن ظن سے اس ہی کی جائز ہے جو مجتہد اور عادل ہو اسکی نہیں ہے جو خود مقلد ہو
 لكن لسنا انقطع الاجتهاد منذ زمان طويل فنحصر طريق معرفة مذهب المجتهد فنقل كتاب معتد متداول بين العلماء واخبار
 لیکن بدعت دراز ہوئی کہ اجتناب منقطع ہو گیا طریقہ مذہب مجتہد کی معرفت کا صرف یہی ہے کہ ایسے کتاب معتبر سے منقول ہو جو علماء کے درس میں رچے ہو
 عدل موثوق به في علمه وعمله فلا يجوز العمل بكل كتاب اذ ظهر في هذا الشأن كتب جمعها ضعفاء الرجال لا يقول كل عالم
 اور ایسے عادل کی خبر سے علم اور عمل کا اعتبار ہو سو ہر کتاب پر عمل کرنا جائز نہیں اس واسطے کہ اس زمانہ میں ایسی کتابیں بہت مشہور ہو رہی ہیں جو ضعیف لوگوں کے ہاں مقبول ہیں
 اذ غلب الفسق في الناس بعد القرن الثالث والمستور في حكم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة لجانب الصدق حتى يقبل
 اس واسطے کہ لوگوں میں بعد قرن تیسرے فساد کا حکم مستور ہے اور شخص مستور فاسق کو حکم میں ہونا ہے سو ایسی حالت کا ہونا ضرور چاہیے

قوله في الديانات يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه باطفه وكرهه المجلس الحادي والخمسون في بيان

سوق کی جانب کا غلبہ ہووے تاکہ اس کا قول دیات میں مقبول ہو اللہ تعالیٰ ہم پر عمل موافق اپنی رضا کی اپنے لطف اور کرم سے آسان کرے مجلس کیما دن دین
فرضية الصلوة بالكتاب والسنة واجماع الامة والوعيد في حق تاركها قال رسول الله صلى
 فرضیت نماز کی کتاب اور حدیث اور اجماع امت سے اور وعید تارک الصلوة کے حق میں رسول اللہ صلی
 الله عليه وسلم في ان يضل الى الكفر ان يترك الصلوة وعلم من هذا ان الصلوة اهورا كان الاسلام واقوى الدين انتم في
 ان یصل الی کفر ان یترک الصلوة وعلم من هذا ان الصلوة اهورا کان الاسلام واقوی الدین انتم فی
 بین کہ فرق در میان بندہ کے اور ایمین کہ وہ کافر ہو جاوے پھر کہ نماز کو ترک کرے اس سے معلوم ہو کہ نماز بضروری رکن اسلام کا اور جزا قوی ذریعہ
 دخول دار السلام وهي فرضية على كل مسلم عاقل بالغ سواء كان رجلا او امرأة لا على كافر ولا على مجنون ولا على صبي الا
 بدعت میں جانے کا ہے اور وہ نماز ہر ایک مسلمان صاحب عقل جو ان پر فرض ہے برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت کافر پر نہیں اور نہ دیوانے پر اور نہ بچے پر لیکن

ان الصبي اذا بلغ سبع سنين يوم يها واذا بلغ عشر سنين ولم يصلها يضرب عليها الماروي انه عليه السلام قال
 بجزب سنات برس کا جو جاوے تو اوکو نماز پڑھنی سکنا دین اور جب دس برس کا ہو کر نماز پڑھے تو مار کر پڑھا لا چاہی اسلی کہ ولایت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا
 من اولادکم بالصلوة وهو ابنا سبع سنين اضربوه عليها وهو ابنا عشر سنين فانهم وان لم يكن الصلوة فرضا
 کہا کرو انہی اولاد کو واسطے نماز کے جب وہ سات برس کے ہوں اور انکو مار کر نماز پڑھاؤ جب وہ دس برس کے ہوں کیونکہ اس عمر میں اگر چہ نماز فرض نہیں ہے
 علیہم الا انہم عند بلوغهم عشر سنين يستحقون بتركها عقوبة الشرع في الدنيا ليعتادوها ويتناسواها في صغرهم
 بجزب دس برس کے ہو جاوے نماز چھوڑنی بہر بنام سننا اور شرعی سزا کے ہیں تاکہ نماز کی عادت ہو جاوے اور انکو مار کر دس برس کے دل لگا رہے
 حتى لا يتركوها في كبرهم وقد ثبت فرضيتها بالكتاب السنة واجماع الامة اما الكتاب فقوله تعالى ان الصلوة كانت على
 تاکہ پھر جوان ہو کر ترک نہ کریں اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے قرآن کی آیات ہر یہ نماز ہے مسلمانوں پر
 المؤمنین کتابا موقوفا ای فرضا موقفا دل النص علی ان الصلوة فرض موقت محدودا ووقات لا یجوز اخراجها عنها
 وقت باہر حکم ہے فرض وقت بند ہے سو یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ نماز فرض وقت بند ہی ہونی صحیح ہے کیونکہ وقتوں کی بلوغت سے پہلے اور ہر حرکت
 بلا عذر لسا فی انہ علیہ السلام قال من ترك الصلوة حنث مضع وقتها ثم قضی عذب فی النار حنثا والحقت ثمانون سنة
 ہرگز جائز نہیں اس واسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جسے نماز پڑھنی اتنی کہ اسکا وقت نکل گیا پھر قضاء کی تو روز قیامت میں کسی عذاب عذاب کیا جاوے گا اور عذاب اسکی برس کے ہوتا ہے
 والسنة ثمانون وستون يوما كل يوم كان مقداره الف سنة والعذبة التي لا تخير الصلوة عن وقتها ستة اشياء
 اور برس میں سو سالہ عذاب ہر روز کی مقدار ہزار ہزار برسی اور عذر شرعی جس سے نماز کے وقت کا ملنا مباح ہو تاکہ چھ چیزیں ہیں
 احدها النسيان والثاني النوم والثالث الاعشاء والرابع الجنون والخامس الخيض والسادس النفاس فيما عدا هذه الاعذار
 ایک تو بھول جانا دوسرے سو جانا تیسرے بیہوش ہو جانا چوتھے دیوانگی پانچون حیض چھٹے نفاس اور سوائے ان عذرات
 المذكورة لا يجوز تاخيرها عن وقتها حتى ذكر في الذخيرة ان امرأة اذا خرج رأسها وخافت وقت الصلوة تنوضأ
 مذکورہ کے نماز میں وقت سے دیر کرنی جائز نہیں ہے بیان تک کہ ذخیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حاملہ عورت اگر غشی ہوئی سر نیچے کا نکل چکا ہو تو اس وقت نماز کا وقت گزرنے لگے
 ان قدرت والا يقيم وتجعل رأسها في قدر وحفرة وتصل قاعه بركوع وسجود فان لم تستطعها تقوى ايماء يعني
 تو وضو کرے اگر کرے نہیں تو تیمم کرے اور اس نیچے کا سر مٹھیا میں یا گڑھے میں کہہ سے اور نماز بیٹھ کر رکوع اور سجود ادا کرے اور اگر ایہ نہ ہو سکے تو اشارہ سے مراد یہ ہے
 انها تصلح سطاقتها ولا تترك الصلوة لان الصلوة لا تسقط عنها ما لتصرف نساء وذلك بخروج الكثر والولد والدم وكذا
 کہ اس وقت عورت بائیں قدر کے موافق نماز ادا کرے اور نماز کو نہ چھوڑے اس واسطے کہ نماز اسے نہ سے ساقا نہیں ہوتی جب تک وہ صاف نفاس نہیں ہوتی اور نفاس ہوتا ہے جو کثرت ولد اور خون نکلنے اور ایسے ہی
 من وقع في البحر على لوح وخارج وخرج وقت الصلوة يدخل اعضاء الوضوء في الماء بنية الوضوء ثم يصل بالاماء ولا يترك
 جو دریا کے اندر تھنے پر بیٹھا رہ جائے اور نماز کا وقت جانے لگے تو اعضا وضو کی وضو کی نیت سے پانی میں داخل کرے پھر اشارہ سے نماز پڑھے اور نماز کو ترک
 الصلوة وكذا من شلت يداه ولم يكن معه احد يوضيه او يمسه يمسه وجهه وذراعيه على الحائط بنية التيمم
 نہ کرے اور ایسے ہی جبکہ دونوں ہاتھ نہ ہوں اور جو دین در او کے ساتھ کوئی ایسا ہو جو وضو یا تیمم کر اوسے تو اپنا ہاتھ اور ہاتھ کسیوں تک تیمم کی نیت سے دیوار پر ملے
 ويصل ولا يجوز له ترك الصلوة ولا تاخيرها عن وقتها فانظر ايها العاقل وتأمل في هذه المسائل التي بينها الفقهاء اهل
 اور نماز پڑھے اور اوکو نماز کا ترک کرنا جائز نہیں اور نہ درنگ کرنا وقت سے جائز ہے اب دیکھئے تو اسے عاقل اور سوچے تو ان مسائل میں جو فقہاء نے بیان کی ہیں کیا
 تجد فيها عذرا غير العجز التام لتاخير الصلوة عن وقتها فضلا عن تركها والحاصل ان المكلف وسعة له في ترك الصلوة
 سمجھو تاخیر نماز کا بھی وقت سے سوا عجز تمام کے کوئی عذر ملتا ہے یہ جائے کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہ ہے مکلف کو نماز ترک کرنے کی اور نہ وقت سے
 ولا في تاخيرها عن وقتها مع امكان ادائها في وقتها باي وجه كان هذا بيان كونها فرضا موقفا واما كونها خمسا فقوله تعالى
 تاخیر کرنے کی باوجود وقت ادا کے ہرگز گنجائش نہیں ہے کوئی ای عذر ہو کیسے یہ تو سند لال فرض موقت ہونے کا ہے اور ہر جگہ نہ ہوا اسوں آیت سے ثابت ہے

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى وَهَذِهِ آيَةُ قاطعة الدلالة على كون الصلوات المفروضات خمساً
 خبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في الحديث ان من لم يتركها لم يزل يرحم الله امره
 لانه تعالى فرض جمعاً من الصلوة التي معها وسطى واصل جمع صحيحه معه وسطى هو الاربع والثلث فكان الامر
 اسوا من ان يتركها في نواز كما ايسر من فرضها كما في حديثه صلى الله عليه وسلم ان من لم يتركها لم يزل يرحم الله امره
 بحافظة الصلوة التي معها وسطى امرها بالصلوات الخمس ضرورة وقد قال الله تعالى قَبْحًا إِنَّ اللَّهَ جَلِيلٌ مُتَمَسِّكٌ
 واسطة مما نزلت من ان يتركها في نواز كما ايسر من فرضها كما في حديثه صلى الله عليه وسلم ان من لم يتركها لم يزل يرحم الله امره
 وَجَلِيلٌ تَصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ وَالْمُرَادُ مِنَ الْأَمْرِ بِالتَّبْيِيحِ فِي هَذِهِ
 اور جب صبح کرو اور او کی غمخوئی ہے آسمان وزمین میں اور پچھلے وقت اور جب اوپر ہو اور مراد تبیح سے جو ان
 الاوقات الامر بالصلوة فيها على طريق ذكر الجزء واردة الكل كانه قيل صلوا لله في هذه الاوقات فروى عن
 اوقات من علم هو ان اوقات كى نازين من جبهه جز كو ذكر كركه كى مراد لینه من كويا به امر بو اخذ كى ناز ان اوقات من اذكر وادرا من عباس روم
 ابن عباس انه قيل له هل تجد ذكر الصلوات الخمس في القرآن قال نعم وتلا هذه الآية فالمراد بقوله تعالى
 سے روایت ہے کہ ان کے کسی نے پوچھا تم کو معلوم ہے ذکر پانچوں نماز کا قرآن میں جواب دیا ہاں اور یہ آیت پڑھی سو مراد آیت میں
 حِينَ تُمْسُونَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ الْعِشَاءِ وَقَوْلُهُ حِينَ تَصْبِحُونَ صَلَاةَ الْفَجْرِ وَقَوْلُهُ عَشِيًّا صَلَاةَ الْعَصْرِ وَقَوْلُهُ
 حِينَ تَطْهُرُونَ صَلَاةَ الظُّهْرِ وَأَمَّا السَّنَةُ فَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَرَضَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ
 حِينَ تَطْهُرُونَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ الْعِشَاءِ وَقَوْلُهُ حِينَ تَصْبِحُونَ صَلَاةَ الْفَجْرِ وَقَوْلُهُ عَشِيًّا صَلَاةَ الْعَصْرِ وَقَوْلُهُ
 حِينَ تَطْهُرُونَ صَلَاةَ الظُّهْرِ وَأَمَّا السَّنَةُ فَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَرَضَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ
 ولیلہ خمس صلوات وهذا الحديث من جملة الأحاديث المشهورة التي ثبت بها الأحكام وأما إجماع الأمة فقد
 پانچ نازین فرض کین من اور یہ حدیث احادیث مشہورہ میں سے ہے جس سے احکام فقہی ثابت ہو کر تین اور اجماع سے یہ ثابت ہے کہ
 اجتمع الأمة من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا هذا على فرضية الصلوات الخمس فاذا ثبتت
 تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے آج کے دن تک پچگانہ نماز کی فرضیت پر بلا خلاف متفق ہے جب فرضیت
 فرضیتها بهذه الأدلة القطعية لا يجوز تركها وقد وردت وعيدات شديدة وتهديدات غليظة لنا كرها من جملتها
 نماز کی ان دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکی تو اب اور کس ترک جائز نہیں ہے اور بیشک وعید سخت اور دہمکیان غلیظ نے نماز کی حق میں آئی ہیں ایک
 ما روى انه عليه السلام قال من ترك الصلوة متعمدا فقد كفر جبارا وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال
 روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نے نماز قصداً ترک کی تو وہ ظاہر کافر ہے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 لا تتركوا الصلوة متعمدا فمن تركها فقد خرج من الملة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال الصلوة عماد الدين فمن
 قصداً نماز نہ چھوڑو سو جس نے نماز ترک کی تو وہ دین سے باہر ہوا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے جس کا
 اقامہا فقد اقام الدين ومن تركها فقد هدم الدين فلورود امثال هذه الوعيدات اخلف العلماء في كفرها تركها
 نماز قائم رکھی تو دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز کو ترک کیا تو دین کو گرا دیا ایسے ایسے وعید جو اردو میں اس ہی لیے علماء میں اختلاف قصبات نماز کی کفر
 عمدا فذهب جماعة من الصحابة ومن بعدهم الى الكفر بما الصحابة فمنهم عمر وعبد الله بن مسعود وعبد الله
 میں سو ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور ان کے بعد کے لوگ کفر کے قائل ہوئے ہیں صحابہ میں سے یہ قائل ہیں عمر و اور عبد اللہ بن مسعود و اور عبد اللہ
 ابن عباس و معاذ بن جبل و جابر بن عبد الله و ابوالدرداء و ابوهريرة و عبد الرحمن بن عوف و اما غير الصحابة فمنهم
 ابن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور ابوالدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سو صحابہ کے یہ ابن



من تطوعه یعنی ان من صلواته المفروضه ووقع فيها نقصان يكمل ذلك النقصان بالتطوع ان كان تطوعه ولكن من
ظنون سے پورا ہو جائیگا اور اگر کسی نے فرض میں کمی کی اور اس میں کچھ نقصان ہو گیا تو وہ نقصان نفلوں سے عوض ہو کر نفل بن جائیگا اگر نفل میں کمی چھ سال تو یہ سے جو
لا یحسن الفرض کیف یحسن النفل بل هو فی النقصان اشد لحفۃ النفل عند الناس و عدم مبالا لقوله اخذ بشاهد کثیر من یظن
شخص فرض کو درست نہیں کرتا اور ظنون کو درست کر لیا کہ وہ زیادہ زبردست ہو گئی کیونکہ نفل میں کمی کی طرف سے بہت زیادہ سختی ہے اور یہ کہ اس میں کمی کرنے سے اور نفل کو جو نظر
به العلم انه فی نفلہ بل فی فرضہ یتراک تعدیل الارکان وینقر نقر الایک فکیف العوام الذین ھو کالعوام لا یعلمون الذن ولا سلاک
چہ جو کہیں میں کہ وہ ظنون میں کچھ فرضوں میں ارکان کی تبدیل نہیں کرتے اور اس کی ہی شہادت اور یہ ہے میں باعوام کا جو جانور کی مثال میں نہ دین کو جانتے ہیں نہ اسلام کو کیا حال ہو گا
فان تعدیل الارکان عند ابی یوسف والشافعی فرضہ بطل الصلوة بترکہ وعند ابی حنیفہ وعمر و لحنی روایۃ الکرخی
سے شک تعدیل ارکان کی ابو یوسف اور شافعی کفر ایک فرض کو تبدیل کر کے نماز باطل ہو جاتی ہے اور امام ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک واجب ہے اور امام کرخی کی
لا یبطل الصلوة بترکہ بل ان ترک ما یلزم سجدة السهو وان ترک عبد یلزم الاثم و یجب الاعادة کما هو المحکم فی کل صلوة
اور اس کی دلیل ہے کہ تعدیل ارکان میں ہونی کہ اگر سہوا ترک کیا تو سجدہ سہو کا لازم آتا ہے اور اگر عمدتاً ترک کیا تو گنہگار ہوتا ہے اور اعادہ واجب ہے جیسا کہ تمام علماء
ادیت مع الکراہۃ التحرمیۃ وسنة فی روایۃ الجرجانی فعلی هذه الروایۃ لا یلزم سجدة السهو بترکہ سہوا ولا یجب الاعادة
کاسے جو مردہ تحریمی ہو جاتے ہیں اور تعدیل ہر جانی کی روایت میں سنت سے نہیں اس روایت کے موافق نہ سجدہ سہو کا لازم آتا ہے اور نہ اعادہ لازم آتی ہے
بترکہ عمدتاً بل یتحب مع استحقاق العتاب و حرمان الشفاعة فاذا کان كذلك فمن یصل النوافل بغير تعدیل الارکان
عمدتاً ترک سے بلکہ ستر ہے ستر اور عتاب اور حرمان شفاعت کاسے پس جب حال یہ ہو تو جو شخص نفل میں بدون تعدیل ارکان کے پڑھتا ہے
فعلی روایۃ الوجوب یكون عاصیا مستحقا للعذاب بالنار و یجب علیہ اعادتها وان لم یجدھا یكون معصیۃ اخرى مثل
نوافل روایت وجوب اعادہ کے گنہگار مستحق عذاب و نوح کاسے اور اس سبب اعادہ واجب ہوتا ہے اور اگر اعادہ نہ ہو گئی تو یہ دوسرا گناہ ہو گا جیسا
الاولی ولو تنزلنا الی السنة یكون مستحقا للعقاب و حرمان الشفاعة فاذا کان الحال هذا فکیف یکمل امثال هذه
بجلا ہوا ہے اور اگر گنہ گار نہ ہو تو تعدیل سنت سے تو یہی مستحق عتاب اور حرمان شفاعت کاسے پھر جب نفلوں کا یہ حال ہے تو ایسی نفل میں فرضوں کی نقصان کو کیا پورا
النوافل ما نقص من الفرض ھیات بل لو لم یصل تلك النوافل لو یکن مستحقا للعذاب و لا للعتاب و لا حرمان
کرتے ہے بلکہ اگر ایسی نفل میں نہ پڑھتا تو نہ مستحق عذاب کا ہوتا اور نہ عتاب کا اور نہ شفاعت سے
الشفاعة وقد روى انه علیه الصلوة والسلام رآی رجلا یصل وهو لا یتم رکوعه وینقر فی سجوده فقال لومات هذا
مرد ہوتا اور روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ رکوع پورا کرتا تھا اور سجدہ میں ٹوٹ کر سر اترتا تھا سو آپ نے فرمایا اگر یہ شخص
علی حالته هذا مات علی غیر حلة محمدی قد اغتر بعض الغافلین بکلمۃ الجواز الواقع فی کتب الاممۃ لمن ترک القومۃ والجلوسۃ
اس حالت میں مر جاتا تو ہر خلاف امت محمدی کے مرنے اور بعض غافل لوگ بول رہے ہیں جواز کے لفظ پر جو اللہ کی کتابوں میں واقع ہوا ہے اس میں جو قومہ در طلبہ
والطمانینۃ فیہا ولہ یعرف ما ذکر فی اصول الفقہ من ان الجواز فی العبادات معنی سقوط فرضیۃ القضاء لا انه یجوز لا
اور نہ کوئی چیز میں طمانینت کو ترک کرے اور یہ نہیں خبر کہ اصول فقہ میں کیا مذکور ہے یعنی عبادت میں جو آدھ قصود ہے کہ فرضیت کی ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے یہ راہ نہیں کہ طلال سے اور
یحصل الا تم کیف وقد صرحوا بکراہۃ ترک القومۃ والجلوسۃ والطمانینۃ فیہا وقال القرطبی فی تذکرۃ نقلا عن شیخہ
گناہ نہیں ہوتا بلکہ یہ کب ہو سکتا ہے حالانکہ صاف لکھا ہے کہ قومہ اور جلسہ اور اسکے بیچ کی طمانینت ترک کرنی مکروہ ہے اور قرطبی نے ذکر کیا ہے میں اپنے استاد نقل کرتا ہے
فلا اعتبار بقول من قال الواجب من ارکان الصلوة اقل ما یطلق علیہ الاسولان من اقلہ علی ذلك یصدق علیہ ان
کہ کوئی اگر اس قول کا کچھ اعتبار نہیں ہے کہ ارکان نماز میں کم سے کم اتنا واجب ہے کہ اس کو ترک نہ کرے اور اس کو کہتے ہیں کہ
ینقر فی الصلوة ویدخل فی الذم المرتب علی ذلك بقوله علیہ السلام تلك صلوة لنا فی مجلس یرقیب الشمس حتی اذا كانت بین
نماز میں جو گنہ گار ہوتا ہے اور اس گناہ میں جو اس فعل پر اس حدیث میں ثابت ہے جو داخل ہو گا یہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹھا ہوا آفتاب کا منظر دیکھتا ہے اتنا کہ جب وہ

قر في الشيطان قام فقرفا اذا كانت لصلوة بهذه الصفة يدخل صاحبها تحت قوله تعالى فحلف من بعد هم خلف
 شيطان کے سنگون میں جا پونچھا اور پھر شیطاں مار لی جب نماز کا یہ حال ہے تو نمازی اس آیت کی غمخون میں داخل ہے پھر انکی کجگوئی خلف آئے جنہوں نے
 اَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ عَذَابًا فَاَنْ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ قَالُوا لَيْسَ الْمُرَادُ بِإِضَاعَةِ الصَّلَاةِ تَرْكُهَا
 گنوا کی نماز اور پیچھے بڑے مزوں کے سواگے لیگی گرا ہی بیشک بہت سے علا کا یہ قول ہے کہ نماز صلیح کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ نماز ترک کر دی
 بل هو ان لا يقيم حدودها بعد رعاية وقتها وطهارتها وعدم اتمام ركوعها وسجودها ونحوها وقد روى عن ابن مسعود
 بکدیہ مراد ہے کہ نماز کے حدود کو قائم نہ کرنے یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کے کرے اور نہ رکوع اور سجود وغیرہ کو پورا پورا کرے اور ابن مسعود انصاری سے
 الا نصارى انه عليه السلام قال لا تجزى صلوة لا يقبل الرجل فيها صلبه في الركوع والسجود والاخبار في هذا الموضع كثيرة
 روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا وہ نماز کافی نہیں ہے جس میں نمازی رکوع اور سجود میں کمر سیدھی نہ کرے اور اس باب میں ایسی بہت حدیثیں آئی ہیں
 وهي تبين المراد من قوله تعالى واَضَاعُوا الصَّلَاةَ فان من لم يحافظ على اوقات الصلوة وطهارتها وركوعها وسجودها
 کہ وہ اس آیت سے واضحاً صلوة یعنی مراد کی تفسیر کرتے ہیں کیونکہ جو شخص نماز کی اوقات اور وضو اور رکوع اور سجود کی محافظت نہیں
 لا يحافظ عليها ومن لم يحافظ فقد ضيعها فهو لما سواها اضيع وقد روى انه عليه السلام قال اذا احسن الرجل الصلوة
 کرتا تو وہ نماز کی محافظت نہیں کرتا اور جس نے حدود کی محافظت کی تو بیشک نماز کو ضائع کیا سو وہ اور کو زیادہ ترک ہونے والا ہے اور وہ آیت کہ نبی علیہ السلام فرمایا جئنا نبياً نكفونكم
 في ترك ركوعها وسجودها قالت الصلوة حفظك الله كما حفظتني فترفع واذا ساء الصلوة فلم يترك ركوعها وسجودها
 اور سکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہے نماز یہ دعا دینی ہے خدا تیری محافظت کرے جیسے تو نے میری محافظت کی پھر نماز مقبول ہوتی ہے اور اگر نماز بڑی طرح بڑھی کوع اور سجود پورا نہ کیا
 قالت الصلوة ضيعك الله كما ضيعتني فتلذ كما يلف الثوب الخلق فيضربها وجهه وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام
 تو نماز کو ضائع ہے اللہ تجھ کو ضائع کرے جیسا تو نے مجھ کو ضائع کیا پھر اس نماز کو پڑانے کی بڑھ چکی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر تارے ہیں اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا
 قال ان الرجل ليصله ستين سنة ولا يقبل له صلوة لعله يتم الركوع ولا يتم السجود او يتم السجود ولا يتم الركوع فمن اراد
 کہ بعض آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہے اور اسکی نماز ایک ہی مقبول نہیں آتی اسکی کہ نبی کوع پورا کرتا ہے تو سجود پورا نہیں کرتا یا سجود پورا کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا یا سجود شخص
 ان يعرف صلوته مقبولة امره لا فينظر الى قوله تعالى لان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر فانه ان كان يصل الصلوة
 معلوم کیا جائے کہ اسکی نماز مقبول نہیں یا نہیں تو اس آیت میں غور کرے کہ نماز روکنے سے بیجا ہے اور بڑی بات سے کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے
 الحسن لم يكن بعد ذلك وحسن حال مع ربه بل يقع منه بعض من الفواحش والمنكرات فليعلم ان صلوته عن غير
 اور پھر بھی اس کا حال رب کے ساتھ درست نہیں ہے بلکہ اس سے کچھ کچھ فواحش اور منکرات عمل میں آتے ہیں تو جانا چاہی کہ اسکی نماز
 مقبولة بل هي وبال عليه وصعبه من الله كما قال ابن مسعود وابن عباس من لم تأمره صلوته بالمعروف والنهي عن المنكر
 مقبول نہیں ہیں بلکہ وہ نماز میں اوپر وبال ہیں اور خدا سے دور کرتی ہیں چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جبکو نماز امر بالمعروف والنهي عن المنكرات سے
 عن المنكر لم يزد بصلوته من الله الا بعد وقال الحسن قتادة من لم تنهه صلوته عن الفحشاء والمنكر فسلوته وبال
 منکر سے وہ نماز اللہ سے سوا دوری کے کچھ نہیں دے گی اور قتادہ کہتے ہیں جبکو نماز فحش اور منکر سے نہ نہ کرے تو وہ نماز اوپر وبال ہے
 عليه فان من يصل الصلوة برعاية شرائطها واركائها واجباتها وسننها وادابها يصمه الله تعالى عن الفحشاء والمنكر
 بیشک جو شخص تمام نمازین شرائط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور آداب کی رعایت کرے پھر گناہوں اور منکرات سے محفوظ رہے گا
 كما روى عن ابنه قال كان فتي من الانصار يصل الصلوة الحسن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يردع شيئا
 چنانچہ انس سے روایت ہے کہ ایک جوان انصاری پنجگانہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کرتا تھا پھر بھی جو فواحش ہوتا تھا
 من الفواحش الا ركبته فوصف ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عليه وسلم فقال عليه السلام ان صلوته تنهى عن الفحشاء والمنكر
 سوا کچھ نہ آتا پھر کسی نے یہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا بیشک اسکی نماز کس دل و کھور و کھلی ہوئی ہر کچھ سے قفل

من الاستغناء عن حمل المخاطب على الاقرار بما يعرفه والانسان لا يطلع ان يحمل نفسه على الاقرار بان الله تعالى اكبر
 تو ارجو ان يراد به كمن غلبت عليه معلومات كمن عرفه او انسان اس كمن انما اراد به ان يفتخر كمن ان الله اعلم
 ولو وقع المداني بامه الكبريان يقول اكبار بزيادة الالف لسماك بين الباء والراء لا يصير داخل في الصلوة وتفسد
 اور اگر ما کبر کی بار پر واقع ہو یعنی لفظ اکبار بار اور ما کے بیچ میں الف بر آ کر کے تو نماز میں داخل نہیں ہوتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے
 لو وقع في اثنا عشر اذ قيل انه اسر من اسماء الشيطان وقيل لانه جمع كيد ففقتين وهو الطبل وقيل يصير داخل في
 اگر نماز میں بیچ تکبیر و کج آجاؤ اس واسطے کہ کہتے ہیں کہ یہ نام شیطان کے ناموں میں ہے اور کوئی کہتا ہے اس لیے اکبار جمع کبر کی ہے اور بہت سے ہیں کہ کہتے ہیں اور جسے کہتے ہیں
 الصلوة ولا تفسد لو وقع في اثنا عشر لانه اشباع والاول اصح لان الاشباع انما يكون في الاخر لا الوسط وحمل التكبير
 نماز میں داخل ہو جائے اور نماز فاسد نہیں ہوتی اگر نماز کے بیچ میں آجائے اس واسطے کہ یہ شباع ہے اور روایت اول صحیح تر ہے اس واسطے کہ اشباع اخیر میں ہوگا یعنی نماز میں نہ ہوگا اور نماز میں کبر
 القيام المحض حتى لو ادرك الامام في الركوع وكبح حاله لا يخطا ولا يصير داخل في الصلوة لان شرط الدخول في ركوع
 صرف قیام ہی مانا گیا کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور چکے ہوئے تکبیر کہتا ہو اور کوع میں شامل ہو گیا تو نماز میں داخل نہیں ہوتا اس واسطے کہ نماز میں داخل ہونے کی شرط یہ ہے
 التكبير في محض القيام ولو قال في القيام الله وفي الركوع اكبر لا يصير داخل في الصلوة لان شرط الدخول في ركوع
 کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر قیام میں اللہ کہا اور رکوع میں اکبر تو بھی نماز میں داخل نہیں ہوتا اور اگر نماز میں نماز کا قیام سے
 وهو ركوع في الفرض والواجب ون النقل مطلق عن التقدير نظر الى الدليل وهو قوله تعالى اقموا الصلوة لله قنيتين حتى لو كبت
 اور قیام فرض اور واجب میں کن ہے نقل میں نہیں اسکی مقدار باعتبار دلیل کے کچھ میں نہیں دلیل یہ ہے اور کمرے رسول اللہ کے آگے اور سے یہاں تک کہ اگر تکبیر کرے
 قائما ولم يقف يصير مؤديا فرضي لتكبيره والقيام جميعا ولا يلزمه التوقف بعدة قائما لان قد رعا وجد من القيام بكيفية
 ہونے کی اور بہر توفیق کیا تو فرض میں تکبیر اور قیام دونوں اور کجا اور بعد اسکے توقف کرنا قیام میں عجز ضرور نہیں ہے اس لیے کہ بقدر اس سے قیام عمل میں آسکے گا تو ہے
 وينظر نفعه في الامم والاخر من ذلك الامم في الركوع الا ان المتعارف في حق القاري تقديره في الاكابر ليس بالقاء
 اور اسکا نفع ناخواندہ اور گناہ میں اور جو شخص کہ امام کو رکوع میں باؤ سے ظاہر ہوتا ہے اتنا ہی کہ قاری کے حق میں مقدار قیام کے پتے دو رکعت میں برابر قرآن کے پڑھنے کے
 وفي الاخرين قول المتقدمين ان شاء قرأ وان شاء سجد وان شاء سكت يشير الى عدم التقدير فيهما
 اور پہلی دو رکعت میں بتقدیر کے جو یہ قول ہے چاہے کچھ قرآن پڑھے چاہے سجان لہ کہے اور چاہے سجدے کا اشارہ ہے کہ ان دونوں میں ہی اندازہ قیام کا
 ايضا لكن ذكر في القنية انه مقدار بقدر ثلث تسميات سواء سجد او سكت هذا كله عند القدرة على القيام فان
 مقرر نہیں ہے لیکن قنیه میں یوں مذکور ہے کہ قیام کم سے کم برابر تین تسمیات کی ہے برابر ہے کہ تسبیح کہے یا عیب ہے یہ تمام جب ہے کہ قیام پر قادر ہو کیونکہ
 للرض اذا قدر على القيام لو صله قاعدا لا يجوز ولو قدر على بعض قيامه دون كله يلزمه ذلك حتى لو قدر على التكبير
 بیمار اگر باوجود طاقت قیام کے بیٹھ کر نماز پڑھے تو جائز نہیں ہے اور اگر کچھ تھوڑا کھڑے ہوئی کی حالت میں پوری قیام کی ہو تو تنہا ہی اور سبب لازم یہاں تک کہ اگر کھڑے
 يكبر قائما ثم يقعد واما المريض الذي عجز عن القيام حقيقة بحيث لو قام لسقط او خاف زيادة مرضه او بطوء برصه
 کہ تکبیر کرنے کی طاقت ہو تو تکبیر کھڑا ہو کر کچھ بیٹھ جاوے اور وہ بیمار جو حقیقت میں قیام سے عاجز ہو ایسا کہ اگر کھڑا ہو تو گر جائے یا خوف مرض کے کھڑے ہونے کا یا درنگ ہو کر
 او كان يجدا لما شديدا فان استطاع القعود يقعد كما يقعد في التشهد وهو قول نوري وعليه الفتوى بانه للمعهود في
 یا سخت تکلیف ہوتی ہو پھر اگر بیٹھنے کی طاقت ہو تو بیٹھ جاوے جیسے تشہد میں بیٹھتے ہیں یہی قول زفر کا ہے اور اسہی پر فتویٰ ہے کہ نماز میں یہ طوطی گھبرا ہوا ہے
 الصلوة وفي رواية محمد عن ابي حنيفة يقعد كما يشاء من التربع وغيرها وقيل يقعد فيما عدا التشهد كما يشاء في التشهد
 اور امام محمد کی روایت میں ابو حنیفہ سے ہے کہ بیٹھ جاوے جیسے چاہے مربع وغیرہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ سوا تشہد کے تو کھڑے چاہے چاہے اور تشہد میں
 كسائر الصلوات والظاهر هو الاول عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة يقعد بحسب قدرته ويصله قاعدا
 موازن تمام نمازوں کے بیٹھے اور طاقت ہوتے ہوئے ظاہر اول روایت سے اور جب طاقت ہو تو پھر جیسے بن آوے اور نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوا

كصوق ون فقد اختلف فيه والاصح انه لا يجوز عنده ولو قرأ نصف آية طويلة كآية الكرسي وآية للدائمة
 حية من اوردن سواسين اختلاف هو ان يحسب كالبعض من نزديك جائز نہیں اور اگر کسی آیت میں سے جیسے آیت الکرسی اور آیت الکرسی
 في ركعة ونصفها في ركعة اخرى اختلفوا فيه قال بعضهم لا يجوز لانه لو قرأ آية تامة في كل ركعة وقال عامتها
 آت من ايك ركعتين في ركعة اخرى وسر في ركعتين من فواسين اختلاف في بعض كتبه ان جائز نہیں اس واسطے کہ اس میں ہر رکعت میں پوری آیت نہیں پڑھے اور عام تھا
 يجوز لان بعض هذه الآيات يزيد على ثلاث آيات قصارا وتعد لها فلا تكون دني من آية وعندهما ادنى ما يجوز
 كته من جائز ہے اس واسطے کہ اگر ان آیتوں کا جوڑی ہو تو تین آیتیں ہوں گی یہاں پر ہر صورت ایک سے کم نہیں ہے اور صاحبین نے نزدیک کہے کہ قرأت جو کانی ہے
 منها ثلاث آيات قصارا وآية طويلة تقو مقامها لان القرآن معجز وادنى ما يقع به الاعجاز سورة لقوله تعالى فاتوا
 تین آیتیں جوڑی یا ایک آیت جو اعلان کے برابر ہو اس واسطے کہ قرآن معجز ہے اور کم سے کم جس میں اعجاز واقع ہو وہ سورہ ہر واسطے تو ل اللہ تعالیٰ کے
 بسورة من مثله واول السورة سورة الكوثر وهي ثلاث آيات ومن كان أميئا ولم يطاوعه لسانه على تعلم القرآن
 لاکوئی سورہ ایسی اور سورتوں میں سب سے چوٹی سورہ کوثر ہے سورہ کے تین آیتیں ہیں اور جو شخص امی ہو کہ اس کی زبان قرآن سیکھے آیتیں قابل ہیں
 ان كان يجتهد أثناء الليل واطراف النهار تجوز صلوته وفي اوان ترك الاجتهاد لا تجوز صلوته فكل هذا
 اگر وہ رات دن قرآن پڑھتا رہے تو اس کی نماز جائز ہے اور جو وہ محنت چھوڑ دے نماز جائز نہیں اس روایت کے موافق
 كل من كان في دار الاسلام وترك التعليم وبقى أميئا واعتاد ان يصل صلوة اعمى لا تجوز صلوته لان الامي انما تجوز
 جو شخص دارالاسلام میں ہو کہ قرآن نہ سیکھے اور امی رہے اور امیوں کی عادت کرے تو اس کی نماز جائز نہیں ہے اس واسطے کہ امی کی نماز جیسی جائز ہے
 صلوته اذا بلغ وزال جنونه واسلم وهم الوقت ولو تمكن من التعلم واما اذا تمكن من التعلم ولم يتقيد به فلا
 کہ جب وہ بالغ ہو یا جنون بخش میں آوے یا مسلمان ہو اور وقت نماز کا آجائے اور فرصت قرآن سیکھنے کی نہ لے اور وہ سیکھنے کی فرصت ہو اور محنت میں نہ لے
 تجوز صلوته والرابع من فرائض الصلوة الركوع وهو طأطة الرأس مع انحناء الظهر فمن طأطأ رأسه مع
 تو اس کی نماز جائز نہیں اور چوتھا فرض نماز کی فرضوں میں رکوع ہے اور وہ سر جھکا کر میری سر پر جس نے سر کو جھکا یا
 انحناء الظهر قليلا ان كان الى الركوع اقرب تجوز وان كان الى القيام اقرب بان يوجد طأطأة رأسه مع
 اور کچھ توڑتی کر میری کی اور وہ رکوع کی طرف قریب ہے تو جائز ہے اور اگر قیام سے قریب ہو کہ سر جھکا یا کچھ نہ ہو تو وہ دن کی میلان سے
 الميلان في منكبیه ولا يوجد انحناء ظهره لا تجوز لانه بعد قائما لا ركاها ومن كان حذب بفت حد بته
 بکر کبھی نہیں سمجھتی تو جائز نہیں ہے ایسے کہ اس کو قائم کہتے ہیں رکع نہیں کہلاتا اور جو شخص بڑا ہو دے اور اس کا کوڑا رکوع کی
 حد الركوع ينخفض رأسه في الركوع تحقيقا للانتقال من القيام الى الركوع والخامسة من فرائض الصلوة
 زینت کو چاہیے تو وہ رکوع میں سر کو جھکا دے تاکہ قیام سے رکوع کی طرف انتقال پایا جاوے یا تجوان نماز کے فرائض میں سے
 السجدة وهي وضع الجبهة على الارض وما يتصل بها والكمال فيها وضع الجبهة والانف واليدین والركبتین
 سجدہ سے اور وہ رکبنا پیشانی کا زمین پر یا جو زمین کے قائم مقام ہو اور کامل سجدہ میں رکبنا پیشانی کا اور ناک کا اور دونوں ہاتھ کا اور دونوں گھٹنوں کا
 واطراف القدمین لقوله عليه السلام ان السجدة على سبعة عظام على الجبهة واليدین والركبتین واطراف
 اور دونوں ہاتھ کی انگلیوں کا واسطے قول علیہ السلام کے جبکہ حکم ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کر دینا پیشانی پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں
 القدمین والانف داخل في الجبهة لكون عظامها واحدا ولو وضع جبهته دون انفه يجوز لكن يكره ان كان من
 ہاتھ کی انگلیوں پر اور ناک کا پیشانی میں آگئی اس لیے کہ ہڈی دونوں کی ایک سے اور اگر پیشانی تو رکبے اور ناک نہ رکے تو جائز ہے پر کرمہ اگر
 غير ذلك ولكن لو وضع انفه دون جبهته يجوز عند ابی حنيفة لكن يكره ان كان من غير عذر وعندهما
 بے عذر ہے اور ایسے ہی اگر ناک رکبے اور پیشانی نہ رکے تو ابوحنيفة کے نزدیک جائز ہے پر کرمہ اگر بے عذر ہو اور صاحبین کے نزدیک

لا یجوز الا ان ینوی فی جہتہ عند سبغ الجود بہا و وضع الیدین و الرکبتین لیس بفرض بل ہو سنتہ و اما وضع
 ہاتھین اگر اس صورت میں کہ اوکسی پیشانی میں لیا عدت ہو کہ سجدہ کر کے اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنوں کا رکنا فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے اور ہاتھوں
 القدمین فقد ذکر القدری والکرمی والخصاف انہ فرض ہے لوجہ و لم یضع قدمیہ و احد لہما علی الارض بل
 قدم کا رکنا سنت دوسرے اور کرمی اور خصاف کہتے ہیں کہ فرض ہے یہاں تک کہ اگر سجدہ کیا اور دونوں پاؤں یا ایک پاؤں زمین پر رکھا بلکہ
 رافوہما عن الارض لایجوز سجودہ و لو وضع احد لہما یجوز و لکن یکرہ و ذکر القدری ان وضع الیدین والقدمین
 اور زمین سے اٹھالیے تو اوکسا سجدہ جائز نہیں ہے اور اگر ایک ہاتھ لگا دیا تو جائز ہے پر کمرہ اور قراشی کہتا ہے کہ رکنا دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کا
 سوا فی عدم فرضیۃ و قال اکمل الدین فی شرح الہدایۃ انہ الحق و ذکر فی شرح المنیۃ انہ بعید عن الحق والمراد بوضع
 عدم فرضیت میں ہمارے آدھ اکمل الدین شرح ہدایہ میں کہتا ہے کہ حق یہی ہے اور شرح منیہ میں یوں مذکور ہے کہ حق بعید ہے اور مراد دونوں پاؤں کے
 القدمین علی ما ذکر فی الخلاصۃ وضع اصابعہما والمراد بوضع الاصابع توجہہا نحو القبلة لیکون الاعتقاد علیہا حتمی
 رکھنے سے ساقی اس بیان کے جو خلاصہ میں کہ دونوں پاؤں کی انگلیوں کا رکنا ہے اور انہیں ہاتھوں کے کانٹے سے ان کا قبضہ کی طرف متوجہ کرنا مراد ہے تاکہ اسی پر زور ہے
 لوضع ظہر القدمین ولم یوجہ اصابعہما و اصابع احد لہما نحو القبلة لایصح سجودہ و ہذا مما یجب حفظہ والذکر
 کہ اگر دونوں پاؤں کی پشت رکھ دے اور دونوں پاؤں کی یا ایک پاؤں کی ہی انگلیوں کی طرف متوجہ کرے تو سجدہ درست نہیں ہے اور رکنا لہما واجب ہے
 الناس عنہ غافلون ولو کان موضع السجود ارفع من موضع القدمین مقدار نصف ذراع یجوز وان کان اکثر منہ
 اور اکثر لوگ اس سے غافل ہیں اور اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے آدھ ہاتھ اونچی ہو تو سجدہ جائز ہے اور اگر اس سے زیادہ بلند ہو
 لایجوز ولو وجد علی کور عمامۃ ان کان کورھا متصل بالجہۃ ولو لکن غلیظا بحيث یوجد حجم الارض یجوز لکن یکرہ
 تو جائز نہیں ہے اور اگر گہری کے وچ پر سجدہ کیا تو اگر وہ بیچ پیشانی سے متصل ہے اور ٹھانڈی ہے ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہے تو جائز ہے پر کمرہ
 ولو لویکن متصلا بالجہۃ بل کان فوق الجہۃ او کان غلیظا لایوجد حجم الارض لایجوز و كذلك لایجوز السجود علی
 اور اگر پیشانی سے متصل نہیں ہے بلکہ پیشانی سے اوپر ہوا ایسا ہوتا ہو کہ سختی زمین کی معلوم نہیں ہوتی تو جائز نہیں ہے اور ایسی ہی سجدہ
 کل شئی لایوجد فیہ حجم الارض کالقطن المحلوج والثلب والدخن ونحو ذلك لعدم استقرار الجہۃ علی الارض و اما
 ایسی شے پر جائز نہیں ہے جس میں سختی زمین کی معلوم ہونے کے جیسے ٹھنی ہوئی روٹی اور برف اور چمنا وغیرہ اس واسطے کہ پیشانی زمین پر باجو
 یتصل بہا و لو وجد علی فاضل ثوبہ او بسط خرقة علی الارض وسجد علیہا فلا کلام فی الجواز و انما الکلام فی الکراہۃ
 قائم مقام زمین پر نہیں پھرتی اور اگر کچھ سے پر سجدہ کیا یا زمین پر گہری چھار او سپر سجدہ کیا تو اسکے جواز میں کوئی تکرار نہیں ہے اور اگر تکرار ہے تو اہمیت میں ہے
 والصحیح عدم الکراہۃ لساوی عن ابی حنیفۃ انہ صلی فی المسجد الحرام وسجد علی خرقة فقال لہ رجل لایجوز ہذا
 اور صحیح یہ ہے کہ کمرہ نہیں ہے اس لیے کہ ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہیں نماز پڑھی اور سجدہ خرقرہ پر کیا کسی شخص نے کہا یہ جائز نہیں ہے
 فقال لہ الامام من ابن انت فقال من خوارزم فقال جاء التکبیر من ورائی یعنی نکم تعلون منا ثم تعلوننا هل
 امام نے پوچھا تو کہا نہ ہاں والا ہے اور کہا خوارزم کا پیر امام نے کہا پیچھے سے تکبیر سنی یعنی مقتدی تکبیر کہنے لگے مراد یہ ہے کہ تم ہم سے سلیم کر رہو کہو کہتے ہو کیوں تم
 تصلون علی البردی فی دیار کوفہ فقال تجوزون الصلوۃ علی الحشیش ولا تجوزونہا علی الخرقۃ والسادس من
 اے مکہ میں بروسی گھاس پر نماز پڑھتے ہو کہا ان پر امام نے کہا تم گھاس پر نماز جائز رکھتے ہو اور خرقرہ پر نہیں جائز رکھتے اور چٹا فرض
 فراغ الصلوۃ القعدۃ الاخیرۃ سواء تقدمہا قعدۃ آخری او لم تقدمہا کما فی الثنائیۃ وقد فرض فیہا مقدار
 شمار کے فرض میں سے قعدۃ اخیرہ ہے برابر ہے کہ اس سے پہلے ہی قعدہ ہو جیسے بائیں یا دونوں جیسے ثنائی نماز میں اور میں میں فرض کی اتنی ہے
 ما یتکون فیہ من قراءۃ التہلیل الی قولہ عبدہ ورسولہ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام لان مسعودا حین علمہ
 میں میں عبدہ ورسولہ تکبیر خرقرہ کے واسطے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ابن مسعود سے

کتاب



التشهد اذا قلت هذا و فعلت هذا فقد تمت صلوٰتک فانه عليه الصلوٰة والسلام علق التمام بالفعل فتراً و قوله
 تشهد سكتان ہوئے یہ فرمایا جب تو یہ پڑھ چکا یا یہ کر چکا تو نماز تیری بیشک پوری ہو گئی کیونکہ علی علیہ الصلوٰة والسلام نے تمامی نماز کو نفل پر موقوف رکھا تشهد چوبیس بار
 یقرأ الان معنی قولہ اذا قلت هذا ای قرأت التشهد وانت عدا ذلک یشرع قراءة التشهد لان الفعول ومعنی قولہ
 چوبیس اسوٹے کہ معنی اذا قلت ہذا کے یہ ہیں مجھ ہاؤ نے تشهد کو علیہ کرا لیا ہے کہ تشهد کا پڑھنا بجز تعود کے مشروع نہیں ہے اور معنی
 او فعلت هذا ای فعلت لم تقرأ شيئاً فصارت الخیر فی القول لا الفعل لان الفعل ثابت فی الحالیین والمعلق بالشک شرط
 و فعلت ہذا کے یہ ہیں کہ تو بیٹھ گیا اور پڑھ لیا کہ نہیں پس با اختیار قول میں کہ نفل میں نہیں ہے اسوٹے کہ نفل دو لوہا لتون میں ثابت ہے اور جو امر شرط پر موقوف ہوتا ہے
 لا یوجد قبل وجود الشرط و وجه آخر ان الصلوٰة متساویة والتناهی لا یكون الا بالتمام والتمام لا یكون الا بالتمام
 دو شرط سے پہلے موجود نہیں ہوتا اور ایک اور وجہ ہے کہ نماز متناہی کر اور تنہا ہی بدو قیام کے نہیں ہوتی اور تمامی تمام کے بعد دن نہیں ہوتی
 والتمام لا یعمل ما لم یبینه الشارع فقد نبه به فیکون فرضاً فان قبل الفرضیۃ لا تثبت بخبر الواحد فسا وجه ثبوتہا
 اور تمام کرنا بدو دن بتانی شارع کے معلوم نہیں ہوتا اسوٹے شارع نے تعدد بتا دیا سو فرض ہو گیا اگر کوئی کہ فرضیت خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتی ہر بیان خبر واحد سے ثبوت فرضیت
 یہ ہرنا فالجواب عدم ثبوتہا بہ لیس علی اطلاقہ بل اذا ثبت بہ ابتداء واما اذا الیثبت بہ ابتداء بل بین بہ المحل فتثبت
 کی کیا وجہ ہو جو جواب یہ ہے کہ عدم ثبوت فرضیت کا خبر واحد سے یوں نہیں ہے کہ فرضیت کسی چیز ثابت ہوتی بلکہ خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتی اور مشورہ بعد ان ثابت کرین بلکہ خبر واحد سے
 بیانہ ان نفس الصلوٰة ثابتہ بالکتاب تمامہا منہا فیلزم کون تمامہا ثابتہا یہ ایضا و هذا الخبر بین کیفیتہ
 اسکی تفصیل یہ ہے کہ عین نماز تو قرآن سے ثابت ہے اور تنہا نماز کی اس میں داخل ہے پس تمام کا بھی ثبوت قرآن سے لازم آیا اور اس خبر نے کیفیت تمام کی بیان کر دی
 فیکون فرضاً و یظہر ثمرہ کونہا فرضاً فی مسائل الآولی من تلك المسائل ان من صلی الظهر او نحوہا حساباً بان قید
 سو فرض ہوا اور تعدد کی فرضیت کا فائدہ کئی مسائل میں ظاہر ہوتا ہے اول اون مسائل میں یہ ہے کہ جس ظہر کی نماز میں پانچ رکعت تھیں اور پانچویں رکعت کا سجدہ
 الخامسة بالسجدة ولم یقعد علی رأس السابعة تبطل فرضیۃ صلوٰتہ وتحول نفعاً عند الجحیفۃ ابی یوسف و
 کر لیا اور چوتھی رکعت پر تعدد کیا تو اس نماز کی فرضیت باطل ہو کر امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک نفل ہو جاتی ہے اور
 عند فتح تبطل فرضیتہا وتخرج من کونها صلوٰة وکذا لو لم یقعد علی ثلثة المغرب او ثانیۃ الفجر والثانیۃ من
 امام محمد کے نزدیک فرضیت باطل ہو کر نماز ہی نہیں اور ایسے ہی اگر نماز مغرب میں تیسری رکعت پر یا فجر کی دوسری رکعت پر تعدد کرے اور دوسرا دن مسائل
 تلك المسائل ان المسافر اذا اقتدی بمقلوب فی فائتہ غیر ثنائیۃ لا یصح اقتداؤہ لان القعدة الاولی فرض فی حقیقۃ
 میں یہ ہے کہ مسافر اگر مقیم کا مقتدی بنے قضا نماز میں تو اسکی اقتدا صحیح نہیں ہے اسوٹے کہ بیچ کا تعدد مسافر کے حق میں تو فرض ہے اور
 المسافر و ان المقیم فیکون اقتداؤہ بہ من قبل اقتداء المفترض بالمتنفل وهو غیر جائز عندنا و انما یجوز اقتداؤہ بہ فی الوقتیۃ
 مقیم کے حق میں فرض نہیں اب اس کا اقتدا ایسا ہو گیا جیسے فرضیہ بننے والا نفل ہے نیز الیکلا مقتدی جو جاؤ اور اقتدا ہمارا نہ رہے میں جائز نہیں مسافر کو مقیم کا اقتدا صرف وقت ہی میں جائز
 لان صلوٰتہ یصیر اربعاً باقتداؤہ بہ فی الوقت لا بعدہ والثالثۃ من تلك المسائل ان المصلی بعد القعود قدر التشهد لھا
 اس لیے کہ مسافر کی نماز ہی بسبب اقتدا کے وقت میں باعنی ہو جاتی وقت کے بعد نہیں ہوتی تیسرا دن مسائل میں یہ ہے کہ مسیط کو بعد تعدد بقدر تشهد کے
 آخر الصلوٰة لو تذکر سجدۃ التلاوة وسجدۃ ترفع القعدة حتی لو لم یقعد قدر التشهد بعد ما سجد سجدۃ التلاوة
 آخر نماز میں اگر سجدہ تلاوت کا یاد آیا اور اس نے وہ سجدہ کیا تو وہ تعدد باطل ہو گیا بیان تک کہ اگر بعد سجدہ تلاوت کے بقدر تشهد تعدد کر لیا
 تفسد صلوٰتہ لفوات ما هو فرض منہا وهو القعدة الاخیرۃ والرابعة من تلك المسائل ان المصلی اذا نام فی القعدة
 تو اس کی نماز بسبب فوت ہونے ایک رکن نماز یعنی تعدد اخیرہ کی فاسد ہو جائیگی اور سجدہ تلاوت مسائل میں یہ ہے کہ اگر مصلی تمام تعدد اخیرہ میں سوتا رہا
 الاخیرۃ کلھا فین انبأہ یفرض علیہ ان یقعد قدر التشهد وان لم یقعد تفسد صلوٰتہ لان ما حصل من
 تو جب وہ جاگے اس پر فرض ہے کہ بقدر تشهد کے تعدد کرے اگر نہیں کرے گا تو نماز فاسد ہو جائیگی اسوٹے کہ جو

بیان اعمال کامل قرآن و احادیث

الافعال في الصلوة حالة النوى لا تعتد لصدورها من غير اختيار فيكون وجودها كعدمها وهذه المسئلة يكتر
افعال نماز میں سوتے ہوئے اور اچھے میں دیکھا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ بلا اختیار ہوتے ہیں اور کما ہونا ہونا برابر ہے اور یہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہے خاص کر
وقوعها لا سيما في التراخي وخصوصا في ليالي الصيف لكن الناس عنها غافلون يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه
تراخی میں اور وہی علی الخصوص جو گرمیوں کی شب میں ہوتی ہیں لیکن لوگ اس غافل ہیں الہی پیر آسان کر میں اپنی رضا مندی کے موافق

بلفظہ وکہہ المجلس الثالث والخمسون في بيان فضيلة الصلوات الخمس كونها

بلفظہ اور کہہ سے تریں مجلس پنج گانہ نماز کی فضیلت میں اور نماز کا
كفارة للذنوب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اريدتوا ان نهارا ياب احدكم يغتسل فيه كل يوم

کفارہ کے لئے ہونا اور اسے گناہوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازے آگے نہ رہتی ہو وہ ہر روز پانچ
خمس اہل بقی من حراتہ شی قالوا قال فذلك مثل الصلوات الخمس بحوالہ بھذا الخطایا هذا الحديث من
پانچ روزہ ہونا ایک کیا اس پر کھجیل باقی رہیگا عرض کیا میں نے فرمایا پس نہ مثل پنجگانہ نمازوں کا جو اللہ تعالیٰ ان نمازوں سے خطایا کو مٹا دیتا ہے یہ حدیث
صالح المصابیح رواة ابو هريرة وقد بين فيه ان من صلى الصلوات الخمس يغفر الله تعالى ذنوبه بدرجات تلك الصلوات
صالح کی صحیح حدیثوں میں ابو ہریرہ کی روایت اور اس میں یہ بیان جس پنجگانہ نماز میں پڑھیں اللہ تعالیٰ اسے تمام گناہ ان نمازوں سے بخش دیتا ہے
فلا بد للمؤمن ان يداوم عليها في اوقاتها باقيا ماركوعها وسجودها وساكر ما يفعل فيها فانه تعالى وان امر
سو سو من کو لازم ہے کہ نماز کو دنوں پر کوع اور سجود کو اور تمام ارکان کو جو نماز کے اندر ہیں پورا پورا کرادمت رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اگرچہ نماز کا
بہا فی مواضع من کتابہ لکن ذکر ارکانہا متفرقة حيث بينت فرضية تكبيرة الافتتاح بقوله تعالى في سورة البدر
کی حمد اور فرمایا ہے اور اس ارکان کو متفرق ذکر کیا ہے چنانچہ تکبیر تحریر کی فرضیت سورہ مدثر کی اس آیت میں

وَسَبَّحْتَ فَكَبِّرْ وَفَرْضِيَةِ الْقِيَامِ بقوله تعالى في سورة البقرة قَوْمُوا لِلَّهِ قِنْتَيْنِ وَفَرْضِيَةِ الْقِرَاءَةِ بقوله تعالى في
اور اپنے رب کی بڑائی بول اور قیام کی فرضیت سورہ بقرہ کی اس آیت میں اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے اور قرأت کی فرضیت سورہ
سورة المزمل فاقْرَأْ مَا تيسر من القرآن وفرضية السجود والسجود بقوله تعالى في سورة الحج يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
زل کی اس آیت میں پس پڑھو جو تم آسان ہو تسرآن سے اور رکوع اور سجود کی فرضیت سورہ حج کی اس آیت میں ہے اے ایمان والو
اركعوا وسجدوا وانما عرف الترتيب بتعليم النبي عليه السلام تاسرة بفعله وتارة بقوله على ما بينه العلماء
رکوع کرو اور سجدہ کرو اور ترتیب صرف نبی علیہ السلام کی تعلیم سے معلوم ہوئی ہے کہی تو آپ کے کرنے سے اور کہی آپ کے بنانے سے چنانچہ علمائے
في كتبهم وقالوا من يريد الدخول في الصلوة يكبر فيقول الله اكبر من غير ادخال اللد في همزة الله وهمزة الكبر
اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے اور علماء کہتے ہیں جو شخص نماز شروع کیا جب تکبیر سے طور کے اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ اور اکبر کی ہمزہ اور ہر مد نہ کہیں
وبانه اذ لو حصل المد في احدى الهمزتين لا يصير شارعا في الصلوة بل لو وقع في اثناهما تفسد صلوته ولو وقع في يلفظ
اس واسطے کہ اگر وہ دونوں ہمزوں میں سے کسی پر پیدا ہوگا تو نماز شروع ہونگی بلکہ اگر نماز کی پہلی کسی تکبیر یا جاوید لگا تو نماز فاسد ہو جاوے گی اور اگر زبان بوجھ کر مد کرے گا
لانه يصير استغما ومقتضاها الشك في كبرياء الله تعالى وقيل ان كان لا يميز بين المد وغيره يكون شارعا
تو کا فر ہو جاوے گا اس واسطے کہ کلام استغما ہی ہو جاوے گا اور اس کا مضمون اللہ تعالیٰ کی بڑائی میں شک پیدا کرے گا اور کوئی کتاب اگر لکھو اور سنے میں نیز نہیں ہو تو شروع نماز ہو جاتی ہے
في الصلوة ولا تفسد ولو وقع في اثناهما والاستغما محتمل ان يكون للتقريب لكن الاول اصح لان مثل هذا الجهل لا يصح
اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ مد میں اجاوسے اور استغما میں احتمال ہے کہ تقریر کے واسطے ہو لیکن وایت اول صح ہے اس واسطے کہ ایسی جہالت کا عذر ہونا صحیح نہیں ہے
ان يكون عذرا او التقريب للاستفاد من الاستغما حمل المخاطب على الاقرار بما يعرفه والانسان لا يصح ان يحمل
اور تقریر سے استفادہ حاصل ہوتی ہے اور اس سے مراد ہے کہ مخاطب کو اپنے معلوم کے اقرار پر اب گنتی کرے اور انسان میں یہ صلاحیت نہیں



نفسہ علی الاقرار بان اللہ تعالیٰ اکبر ولو وقع المدنی بآء اکبر بان یقول اکبار بزيادة الالف الممال بین الباء والراء
 کہ اپنی ذات کو اس قدر برابر برانگیختہ کرے کہ اللہ عزوجل سے آواز اکبر کے برابر پیدا ہوگا کہ وہ اکبار کہنے سے الف کو الکر کر دے اور اس کے برابر
 لا یصیر شارعا فی الصلوٰۃ ایضا ولو وقع فی اثنا عشر تفسدا ذقیل انه اسو من اسماء الشیطن وقیل انه جمع کبر
 تو ہی نماز شروع نہوگی اور اگر پنج میں آجا ویگا تو نماز ناسد ہو جائیگی ایسے کہتے ہیں کہ یہ نام شیطان کے ناموں میں سے اور کوئی کہتا ہے کہ یہ جمع کبر کی ہے
 بفتح تین وهو الطبل وقیل یصیر شارعا فی الصلوٰۃ ولا تفسد لو وقع فی اثنا عشر لا نه اشباع والا اول اصح لان
 وزیر سے اور وہ نفاہ کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں نماز شروع ہو جاتی ہے اور ناسد نہیں ہوتی اگرچہ بیچ میں آجا تو اسو اسطر کہ یا شباع ہے اور روایت اول اصح ہے
 الاشباع انما یکون فی الاخر لا فی الوسط وحمل التکید القیام المحض حتم لو ادرك الامام فی الركوع وکبر حال الانحطاط
 اسو اسطر کہ اشباع آخر کلمہ میں ہوتا ہے بیچ میں نہیں ہوتا اور تکیہ کا محل خالص قیام میں ہے یہاں تک کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور تکیہ ہوئے اللہ اکبر کہتا ہو رکوع میں چلا گیا
 لا یصیر شارعا فی الصلوٰۃ لان شرط الشرع فیها وقوع التکید فی محض القیام ولو قال فی القیام الله وفي الركوع
 تو نماز شروع نہوگی اسو اسطر کہ شرط نماز شروع ہونے کی یہ ہے کہ تکیہ خالص قیام میں واقع ہو اور اگر کہے ہوئے تو اللہ کہا اور کو عمین اکبر کہا
 اکبر لا یصیر شارعا ایضا ورفع الیدین عند التکید سنة حتی لو ترک رفعهما دائما من غیر عذر یا نحو ولا یأثم
 نہ ہی نماز شروع نہوگی اور تکیہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانے سنت میں بیان تک کہ اگر ہاتھ اٹھانے بلا نذر رہیں تو چوڑے تو گنہگار ہوگا اور گناہ ہے گناہ ہے
 ان ترکہ احیاناً فلعنہ من اذینہ لیس یرید الشروع فی الصلوٰۃ ان یرفع یدیه حتی یجاذی باہما میہ شحمتی
 ترک کرے تو گنہگار نہیں ہوتا اس بیان کے موافق لایق ہے کہ جو نماز شروع کرے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ہاتھ اٹھانے کا نون کی لوگوں کے برابر ہو جاوے
 اذینہ بلا ضم اصابعہ ولا تفریحھا بل ترکھا علی حالھا قال قاضیخان وینس بطرفی البھامیہ شحمتی اذینہ
 اور اذینوں کو آپس میں نہ لاوے اور نہ کشادہ کرے بلکہ اپنے حال پر چوڑے قائم خیانت کہتا ہے کہ ستر انگلیوں کے کانون کی نوک سے لگاوے
 ویجعل یطن کفینہ نحو القبلة اکمالا للاقبال علیہا وقال بعضهم یجعل یطن کل کف الی الکف الاخری ثم یکبر وهو
 اور ہتھیلیاں دونوں ہاتھ کی قبضہ کی طرف رکھے تا مواجہہ قبلہ کا خوب پورا ہو اور تکیہ کہتے ہیں کہ بیٹے ہر ایک ہاتھ کی دوسری ہتھیلی کی طرف رکھے پھر اللہ اکبر کہے اور
 الاصح لان فی فعلہ معنی النفی و فی قوله الله اکبر معنی الاثبات وهو بفعله الذی هو رفع الیدین بنفی الکبریا
 اصح ہے اسو اسطر کہ اس کے عمل میں معنی نفی کے ہیں اور اس قول میں اللہ اکبر معنی اثبات کے ہیں معنی اپنے عمل سے اپنے ہاتھ اٹھانے سے غیر اللہ سے عزائی کی نفی کرنا ہے
 عن غیرہ تعالیٰ وبقوله اکبر یتبہا لله تعالیٰ والنفی مقدم علی الاثبات کما فی کلمة التوحید لو کبر ولم یرفع یدیه
 اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ کے واسطے بڑائی ثابت کرتا ہے اور نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہے جیسا بچہ کلمہ توحید میں اور اللہ اکبر کہا اور ہاتھ نہ اٹھائے
 حتی فرغ من التکید لا یرفعہا لفقوات محلہ وان کثر فی اثناء التکید یرفعہا لعدم فوات محلہ وان لم یکنہ رفعہا
 اتنی کہ تکیہ کر چکا تو بہرہ اٹھاوے اسو اسطر کہ اوس کی عمل ہو چکا اور اگر اثنا میں تکیہ کہتے ہوئے یا اولیا تو اٹھاوے اسو اسطر کہ عمل باقی ہو اور اگر موضع سنون کہتا ہو اٹھاوے
 الی الموضع المسنون یرفعہا قدر ما یکنہ وان اعنہ رفع احدھما دون الاخری یرفعہا وحدها لماروی انه علیہ السلام
 تو جہاں تک ہو سکے اٹھاوے اور اگر ایک ہاتھ اٹھا سکتا ہے دوسرا نہیں اٹھا سکتا تو ایک ہی کو اٹھاوے ایسے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 قال اذا مرتکم بامر فاقوا منہ ما استطعتم وان لم یکنہ رفعہما الا بالزیادة علی المسنون یرفعہما لانه یا تری بالمسنون
 جب میں لوگوں کی کالہوں نہ اوکو اپنے مقدر پر پہنچا لاؤ اور اگر اوس سے دونوں ہاتھ نہیں اٹھا سکتے بدون زیادت کی مقدار سنون پر تو ہی اٹھاوے اسو اسطر کہ سنت پر عمل
 ولا یستطیع ان یتنعم عن الزیادة والمرأة ترفعہا الی منکبہا هو الصیح لکونه استرھا واذ فرغ من التکید یضع
 کرنا ہے اور یہ طائف نہیں کہ زیادت سے کہہ کر اٹھاوے اور نہ ہاتھ دونوں اٹھاوے یہی صحیح ہے اسو اسطر کہ عورت کے واسطے یہی زیادہ پر دو پیش ہو اور جب تکیہ کہہ چکا
 یطن کفہ العنی علی ظاہر کفہ الیسری ویحلق بالخصم والابھام علی السنع تحت سرانہ وهذا الوضع سنة فی کل
 تو ہر ہتھ ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے کہ چھوٹا انگلی اور انگلی سے پونچھے یہاں سے بیچ حلقہ باغز لے اور یہی وضع سنون سے جس میں

قیام فیہ ذکر مسنون و اما الذی لیس كذلك فالسنة فیہ الارسال کما فی قومة الركوع و تکبیرات العیدین
قیام میں کہ ذکر مسنون ہوتا ہے اور جو قیام ایسا نہیں ہے سو اس میں ہاتھ چوڑھ دیا مسنون ہے جیسے رکوع کے بعد تو میں اور عیدین کی تکبیرات میں اور
المراة تضعها علی صدرها لانه استر لها ثم یقول بحمک اللهم و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جدارک و لا اله
عزت دون ہاتھ اپنے سینہ پر رکھے کیونکہ یہی پردہ پوش ہے پہرہ چڑھے ہاکی یا کرتا ہوں تیری الہی اور تیری کرتا ہوں بרכת ہر تیرا نام اور ہر تیرا تیری بڑائی اور نہیں کہتی
غیرک و لا یقول و جل ثناک لانه لم یدک فی الاحادیث المشہورہ و ذکر فی الکافی انه لو سکت عنه لا یؤمر بہ
سجرا اور نہ کہے جسٹل ثناک اس واسطے کہ احادیث مشہورہ میں وارد نہیں ہوا اور کافی میں یہ مذکور ہے کہ اس کلمہ کو کوئی نہ کہے تو انکرین
و لو آتی بہ لا ینم عنہ ثم یقول أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم و هو تبع للقراءة دون الثناء عند ابی حنیفة و صحیح
اور اگر کہے تو منع ہی نہ کریں پہرہ چڑھے پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان الرجیم سے اور یہ عبارت ہمراہ قرأت کے ہر ثنا کے ساتھ میں ہے نیز ایک ابو حنیفہ روایت ہے کہ
یا تٰی بہ المسبوقون المؤمنون یقول بسم اللہ الرحمن الرحیم و هو سنة اول کل کعبۃ فی سورۃ اٰیة ابی یوسف عن ابی حنیفة و لا یاتی بہ
کہ مسبوق تو بڑے ہوتے نہ بڑے ہر بسم اللہ الرحمن الرحیم چڑھے اور بسم اللہ ہر ایک رکعت کی اول میں سنوں ہے ابو یوسف کی روایت میں
المقتدی ثم یقر الفاتحة و یقول فی آخرها آمین ثم یضو الیہا سورۃ او ثلث آیات من امی سورۃ شفاء فکان قراءتہا ایتہ قصیرة
اور اس کو مقتدی نہ بڑے ہر سورہ فاتحہ چڑھے اور اس کے آخر میں چڑھے ہر اس کے ساتھ کوئی سورہ ختم کرے تین آیتیں جس وقت میں چاہوں سورہ فاتحہ
او ایتین قصیرتین لا یخرج عن الکراهۃ التخریج لتركه الواجب لان الواجب فی الرکتین الاولین بعد قراءة
کے ساتھ ایک آیت چوٹی یا دو آیتیں چوٹی چڑھے تو کراہت نخری سے غالی نہیں ہے اس لیے کہ واجب ک کیا اس واسطے کہ واجب دونوں ہی رکعت میں واجب چڑھے
الفاتحة ان یضم الیہا سورۃ او ثلث آیات قصارا و ایتہ طویلة تعدل ثلث آیات قصار فہذا یخرج عن الکراهۃ
سورہ فاتحہ کی ہر کہ اس کے ساتھ کوئی سورہ یا تین آیتیں چوٹی یا ایک آیت اتنی چڑھی جو چوٹی تین آیت کے برابر ملاوے سو اتنی مقدار میں کراہت نخری ہو تو
التخریج لکن لا یدخل فی حد السنة بل یدخل فی الکراهۃ التخریج لانه لا یخلو اما ان یدخل فی السفر الحضر
یع جاتا ہے ہر حد سنوں پر نہیں پونچتا بلکہ کراہت نخری ہی میں آجاتا ہے اس لیے کہ اس حال سے باہر نہیں کہ وہ مسافر ہو گا یا مقیم
فان کان فی السفر ففی حال الضرورة من خوف و عجلة یقرأ بفاتحة الكتاب ای سورۃ شفاء او مقدار سورۃ
اگر مسافر ہے تو ضرورت کے وقت خوف سے یا شتاب سے سورہ فاتحہ چڑھے اور ایک اور سورہ جو نسی جاہتے یا برابر کسی سورہ کے
من امی محل تیسرے فی حال الاختیار و عدم الضرورة یقرأ فی صلوة الفجر مع الفاتحة سورۃ البروج و نحوها و فی الظهر
میں مجھ سے آسان ہو اور اختیار کے وقت جب ضرورت نہ ہو تو فجر کی نماز میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ بروج اور اس کے مانند اور ظہر میں ہی
کذلك و فی العصر و العشاء دون ذلك و فی المغرب یقرأ بالقصص کما لعصر و الکوفرة ان کان فی الحضر و خاف
ایسی ہی اور عصر اور عشاء میں اس سے کچھ کم اور مغرب میں بہت چوٹی سورتیں جیسے سورہ عصر اور کوفرة چڑھے اور اگر مقیم ہر اور وقت کے
فوت الوقت یقرأ قدس کما لا یفوتہ الصلوة وان لم یخف فوت الوقت یقرأ فی صلوة الفجر فی الرکتین اربعین ایتہ
گذرانے کا خوف نہ ہو تو اتنا چڑھے کہ اوکلی نماز فوت نہ جاوے اور اگر وقت کے جانے کا خوف نہیں تو فجر کی نماز کے دونوں رکعت میں چالیس آیتیں چڑھے
و هو ادنی السنة و ستین ایتہ و هو اوسطها و مائة و هو اعلاها لما روی انه علیه الصلوة و السلام کان یقرأ
اور یہ ادنی درجہ سنت کا ہے یا ستائیس آیتیں اور یہ بیچ کا درجہ سنت کا ہے یا تیس آیتیں اور یہ اعلیٰ درجہ سنت کا ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام
فی صلوة الفجر اربعین ایتہ او ستین ایتہ او مائة ایتہ و احیاناً کان یقرأ و الصفت و احیاناً کان یقرأ سورۃ
فجر کی نماز میں چالیس آیتیں یا ستائیس آیتیں یا تیس آیتیں چڑھتا کرتے تھے اور بعض دفعہ سورہ الصافات اور بعض دفعہ سورہ قہقہ چڑھتے
ق و قد کان ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحکوز ان میں تخفیف کے لیے فرماتے اور امامت کے وقت و الصافات چڑھتے تھے تو اس حد میں
اور قہقہ چڑھتا ہے کہ ابن عمر کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حکوز ان میں تخفیف کے لیے فرماتے اور امامت کے وقت و الصافات چڑھتے تھے تو اس حد میں

کتاب التفسیر



قراءة الصافات من باب التخفيف فاذا فرغ من القراءة يكبر للركوع مع الانحطاط فلوله يكبر حال الانحطاط لا
 کہ والصافات کا پڑھنا تخفیف میں داخل ہے ہر جب صلیے قرات سے فارغ ہو چکا تو رکوع کے لیے ٹھیکے ہوئے تکبیر کے اور اگر ٹھیکے ہوئے تکبیر نہ تھی
 یکبر فی الركوع لفوات محله وقد ذکر فی المنیة ان فی اتیان اذکار المشرقة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال
 تو رکوع میں جا کر تکبیر نہ کیے اس واسطے کہ اس کا عمل فوت ہو گیا اور منیہ میں مذکور ہے کہ جواز کار انتقالات کے اندر شروع میں دو ٹوکوں یا انتقالات کے اور کرنے میں
 کراہتین ترکھا عن موضعها وتحصلها فی غیر موضعها وبعد التکبیر یضع یدیه علی ركبتيه مع تفریح اصابعه
 دو کراہت میں ایک تو اذکوائے جگہ سے ملادینا اور دوسری جگہ ادا کرنا اور تکبیر کے بعد دونوں ہاتھ دونوں گتھوں پر اور ٹھیکیاں کشادہ کر کے رکے
 ولا یندب تفریح الاصابع الا فی هذه الحالة ویبسط ظفره بحیث لو وُضِعَ علی ظهره قد حمله بالماء لاستقر
 اور اذ ٹھیکوں کا کشادہ کرنا سوا اس جگہ کے کہیں مستحب نہیں ہے اور کہہ کر کو ایسی ہوا رکڑے کہ اگر اسکی پٹلیہ پر پیالہ پانی کا بہا ہوا رکھدین تو بہرا رکھا رہے
 ویستوی رأسه بظفره ولا یرفعه کاحیة ولا ینکسه کالخنزیر ویقول فی رکوعه سبحان رب العظیم ثلاث
 اور سر کو مڑ کے برابر کر دے نہ اونچا کرے سانب کے مانند اور نہ تلے جھکا دے سور کی مثال اور رکوع کے اندر سبحان رب العظیم تین بار کہے
 مرات وذلك اذنی کمال السنة ویکرم ان ینقص منها وان زاد علیها فهو افضل ان کان منفردا وکان
 اور یہ کمال سنت کا ارنے درجہ ہوا اس سے کم کرنا مکروہ ہے اور اگر تین بار سے زیادہ کہے تو افضل ہے اگر منفرد یعنی تنہا پڑھتا ہو اور
 اقامه علی وتر تعریف رأسه قائلا مع الله لمن حمده واذا استوی قائما یقول فی القیام ربناک الحمد
 عدو طاق پر پورا کرے ہر مع اللہ لمن حمده کہتا ہوا سرا و کلام اور جب سید ہا کھڑا ہو جاوے تو قیام میں ربناک الحمد کہے
 ان کان منفردا تم یکبر للسجود مع الانحطاط وان لم یکبر حال الانحطاط لا یکبر فی السجدة لفوات محله ثم
 اگر صلیے منفرد ہو تو ہر سجدہ کے لیے جھکتا ہو تکبیر کہے اور اگر اتفاقاً ٹھیکے وقت تکبیر نہ تھی تو سجدہ میں جا کر نہ کہے اس واسطے کہ اسکی عمل ہو لیا پھر
 یضع یدیه علی الارض مع ضم اصابعه ولا یندب اصابع الا فی هذه الحالة ثم یضع وجهه بین کفیه
 اپنے دونوں ہاتھ اور ٹھیکیاں ٹاکر زمین پر رکھے اور اور ٹھیکوں کا ملانا سوا اس عمل کے کہیں مستحب نہیں ہے پھر اپنے پیشانی دونوں ہاتھوں کی بیچ میں
 بحیث یكون ابهاما حذاه اذنیه ویدیه ضبعیه الا فی الارض حامو یحافی بطنه عن فخذیه ویوجه اصابع
 اسطور پر رکے کہ اس کے دونوں گوتے کا نون کے برابر زمین اور دونوں پلو کو ظاہر کر دے اگر اسنو نہ ہو اور اپنے پیٹ کو دونوں نون سے الگ رکھو اور انوکھی ٹھیکیاں
 رجلیه نحو القبلة ویقول فی سجوده سبحان رب الاعلی ثلاث مرات وذلك اذنی کمال السنة حتی یکسر
 قبل کی طرف رکے اور سجدہ کے اندر سبحان رب الاعلی تین مرتبہ کہے اور یہ کمال سنت کا ارنے درجہ بیان ہے کہ اس سے کم کرنا مکروہ ہے
 ان ینقص منها وان زاد علیها فهو افضل ان کان منفردا وکان اتمامه علی وتر اللیلة فی السجود کالرجل الا انها
 اور اگر اس سے زیادہ کہے تو افضل ہے اگر صلیے منفرد ہو اور تمام اس کا عدو طاق پر ہو اور عورت سجدہ کرنے میں مثل مرد کے ہو بجز اتنا فرق ہے
 لا تبدی ضبعیه ولا تجافی بطنها عن فخذیها بل تلزق بطنها بفخذیها لکنه استر لها وتمام السجدة یكون یوجه
 کہ عورت اپنی پہلو کو ظاہر کرے اور نہ پیٹ کو ران سے جدا رکھے بلکہ اپنے پیٹ کو ران سے ملا رکھے کیونکہ یہ زیادہ پردہ پوشش ہے اور پھر ہر سجدہ کا
 للجهة والانف ویکرم باحدھا وکذا ینکر السجود علی کور عمامته ان کان کورها متصلا بالجهة
 پیشانی اور تاک دونوں کی ٹکانے پر ہر ایک پر مکروہ ہے اور ایسا ہی سجدہ گھڑیکے بیچ پر مکروہ ہے اگر بیچ بگڑی کا پیشانی پر آیا ہو اور
 ولو ین غلیظا بحیث یوجد حجم الارض ولو لم ین متصلا بجهته بل کان فوق الجهة او کان غلیظا لا یوجد فیہ
 اور موٹا ہو ایسا کہ زمین کی سختی محسوس ہوتی ہو اور اگر وہ بیچ پیشانی پر نہ ہو بلکہ پیشانی سے اوپر ہو یا اتنا موٹا ہو کہ زمین کی
 حجم الارض لا یجوز وکذا لا یجوز السجود علی کل شیء لا یوجد حجم الارض کالقطن المحلوج والتیل والدخن
 سختی محسوس ہوتی ہو تو سجدہ جائز نہیں ہے اور ایسے ہی سجدہ ایسی ہر شے پر جائز نہیں ہے جس میں سختی زمین کی محسوس نہ ہو جیسے دھنی بونی اور پانی اور سنا

وخذلك لعدم استقرار الجبهة على الارض وما يتصل بها ووضع اليدين والركبتين على الارض في السجدة ليس
 اور مانند کے کیونکہ پشانی زمین پر یا جو زمین کے مشعل زمین پر نہیں اور دونوں ہاتھ اور دو گھٹنوں کا زمین پر کہنا سجدہ میں فرض نہیں ہے
 بفرض بل هو سنة واما وضع القدمين فقد ذكرنا القدر في الكسبي والخصاوانه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدميه
 بل سنت ہے اور رہا دونوں پاؤں کا رکنا سو قدری اور کسبی اور خصاوانہ کہتے ہیں کہ فرض ہے بیان ہے کہ اگر سجدہ تو کیا اور دونوں پاؤں
 او احدنهما على الارض بل رفعهما عن الارض لا يجوز ولو وضع احداهما يجوز لكن يكره وذكرنا تماشيا ان وضع اليدين
 یا ایک پاؤں زمین پر نہ لگایا بلکہ دونوں کو زمین سے اوجھائے رہا تو جائز نہیں ہے اور اگر ایک پاؤں ہی لگائے رکنا تو جائز ہے پر کبر وہ اور تماشیا کہنا ہے کہ رکنا دونوں ہاتھ کا
 والقدمين سواء في عدم الفرضية وقال اكل الدين في شرح الهداية هو الحق وذكرنا في شرح المنية انه بعيد عن الحق
 اور دونوں پاؤں کا فرض ہونے میں برابر ہیں اور اکل الدین شرح ہے یہی حق ہے اور شرح منیہ میں یوں مذکور ہے کہ یہ حق ہے بعید سے
 والمراد بوضع القدمين على ما ذكرنا في الخلاصة وضع اصابعها والمال بوضع الاصابع توجهها نحو القبلة ليكون
 اور دونوں پاؤں رکنے سے موافق بیان خلاصہ کے پاؤں کی اڈھکیوں کا ملکا نامراد ہے اور مراد اڈھکیوں کے رکنے سے اڈھکیوں کا منوجہ رکنا قبلہ کی طرف ہے تاکہ اڈھکیوں سے
 الاعتماد عليها حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه اصابعها او احداهما نحو القبلة لا يصح سجدة وهذا مما يجب حفظه
 بیان ہے کہ اگر پشت دونوں پاؤں کی زمین پر رکھے اور اڈھکیاں دونوں پاؤں کی یا ایک پاؤں کی قبلہ کی طرف نہ رکھے تو اس کا سجدہ صحیح نہیں ہے اس کا لحاظ واجب
 واكثر الناس عنه غافلون تويرفع رأسه مكبرا ويقعد ويضع يديه على فخذيها فاذا اطمأن جالساً وسكن
 اور اکثر لوگ اس امر سے غفلت کرتے ہیں بجز کبر کرتے ہوئے سر اٹھا کر بیٹھ جاتے اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے جب بیٹھے ہونے اطمینان ہو جاوے اور حرکت اٹھانے
 اضطراب اعضائه بان يملك مقدار تبسحة يكبر ويسجد بسجدة ثانية كالسجدة الاولى واختلفوا في مقدار
 کی باقی نہیں اسطور کہ باندازہ ایک تبسح کے زمانہ گذر جاوے تو کبر کرتے اور دوسرا سجدہ پہلے سجدہ کی طرح بر کرے اور اس میں اختلاف ہے
 الرفع من السجدة الاولى للسجدة الثانية والاصح على ما ذكرنا في الهداية ان كان الى السجدة او تكبيرا يجوز لانه لا بعد
 کہ پہلے سجدہ سے دوسرا سجدہ کے واسطے کتنا اہرے اور اصح روایت موافق بیان ہے کہ اگر سجدہ سے فرج کبر تو سجدہ ثانی جائز نہیں ہے اس لیے کہ
 جالساً فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصير كأنه سجد بسجدة واحدة وان كان الى الجلوس اقرب يجوز لانه يعد
 جالس نہیں شمار کیا جاتا سو سجدہ دوسرا ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایسا ہے گویا ایک ہی سجدہ کیا اور اگر جلوس قریب ہے تو جائز ہے اس لیے کہ اب بیٹھا ہوا
 جالساً فيتحقق السجدة الثانية وقيل اذا رفع رأسه مقدار ما يبرئ السجدين جبهة ولا أرض يجوز لكن لا تقصر عليه
 شمار کیا جاتا ہے سو دوسرا سجدہ ثابت ہو جاتا ہے اور کوئی کہتا ہے اگر متصل نے اتنا سر اڈھا رہا کہ جو اس کی پشانی اور زمین بیچ میں گذر جاوے تو جائز ہے پر
 يكره اشد الكراهة لمخالفتها واطب النبي عليه الصلوة والسلام من جئته حيواته واذا فرغ من السجدة الثانية جلس
 سخت مکروہ ہے اس واسطے کہ ایسے امر کی مخالفت ہو جسکو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام زندگی بسر کرتے رہے اور جب دوسرا سجدہ فارغ ہوئے تو کبر بھی
 ويقوم مستويا ولا يعتمد بيديه على الارض من غير ان يبل يعتمد على ركبتيه ويفعل في الركعة الثانية كما فعل في
 اور سید اکبر اچھا ہے اور بدن طرک کے اپنے پاؤں کا زمین پر سہارا نہ دے بلکہ اپنے گھٹنوں پر سہارا کر کر کھڑا ہو جاوے اور دوسری رکعت میں وہی عمل کرے جو اول
 الركعة الاولى الا انه لا يفتحه ولا يتعوذ ولا يرفع يديه فاذا اتمها ورفعه رأسه من سجدتها الثانية يفتش رجله اليسرى
 رکعت میں کر چکا ہو اگر اتنا فرق ہے کہ کبر تحریر کیے اور اعوذ باللہ نہ پڑھے اور نہ ہاتھ اڈھاوے جب دوسری رکعت پوری کرے اور اس کے دوسرا سجدہ اڑھے تو با بیان پاؤں بچھا کر
 ويجلس عليها وينصب اجله اليمنى ويوجه اصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذيها ويبسط اصابعه ويوجهها
 اور سہر بیٹھ جاوے اور دہا پاؤں کو کھڑا رکھے اور اس کی اڈھکیاں قبلہ کی طرف رکھے اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے اور اڈھکیوں کو پیلا کر قبلہ کی طرف کرے
 نحو القبلة لان السنة توجيه الاعضاء الى القبلة ما استطاع والمرأة تقبل بان تخوض رجلها من جانب اليمين
 اس لیے کہ تمام اعضا کا قبلہ کی طرف ہونا ہے اور عورت سرین یا اسطور بیٹھے کہ دونوں پاؤں رانوں کی طرف کو نکال کر

اسی روایت کرتا



النبي عليه الصلوة والسلام وما يشبه الفاظ القرآن مثل ان يقول رَبَّنَا اتِّكِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ
 مردے ہیں اور جو کہ تیرا کہے الفاظ سے ملتے ہیں جیسے یہ دعا اسے رب ہمارے دے ہو دنیا میں نبی اور آخرت میں

حَسَنَةً وَفِي آخِرَةِ عَذَابِ النَّارِ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْ قُلُوبَنَا بَعْدَ ذَهَابِنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ
 نبی اور بچا ہو دنیا کے عذاب سے آگے رب ہمارے ال نہیں ہے جو ہر ایت دے چکا اور دے ہو اپنی ایت سے ہر نبی سب سے والا ہے

الْوَهَّابُ وَخَوِذْكَ فَانْهَ إِذَا قُصِدَ بِهَا الدُّعَاءُ لَا الْقِرَاءَةَ تَكُونُ الْفَاظُ مَشْبَهَةً بِالْفَاظِ الْقُرْآنِ لَا يَكُونُ
 اور آنداس کے کیونکہ صلیے اگر ان آیات کو دعا کی نیت سے پڑھ لیا اور قرأت کا ارادہ ہو تو یہ الفاظ مشابہ قرآن کے ہوتے قرآن ہونے

قِرَاءَتِهَا حَتَّى يَجُوزَ الدُّعَاءُ بِهَا مَعَ الْجَنَابَةِ وَالْحَيْضِ وَلَا يَدْعُو بِهَا شَيْبَهُ كَلَامِ النَّاسِ هُوَ مَا لَا يَسْتَجِيبُ طَلِبَهُ مِنْهُمْ
 بیان ہے کہ ان الفاظ سے جنابت اور حیض میں دعا مانگنی درست ہے اور ایسی دعا مانگے جو آدمیوں کی گفتگو سے ملتی ہو یعنی جس کا طلب کرنا آدمیوں کے مجال ہو

مِثْلُ أَنْ يَقُولَ اللَّهُمَّ اعْطِنِي مَا لَا اللَّهُمَّ ارْتَقِنِي جَارِيَةَ الْمُعْرُوفِ وَجَنِي مَرْأَةً فَإِنَّهُ إِذَا دَعَى بِهَا تَكُونُ صَلَوَتُهُ نَاقِصَةً
 جیسے کہ کہنے لگے اے نبی بھلائی دے اے نبی بھلائی دے اے نبی عورت سے میرا بیاہ کر دے پس صلیے اگر ایسی دعا مانگ لیا تو اسکی نماز ناقص ہوگی

لِخُرُوجِهِ مِنْهَا بَدْرُ السَّلَامِ الَّذِي هُوَ وَاجِبٌ قَدْ أَفْرَغَ مِنْ الْأَدْعِيَةِ الَّتِي بَعْدَ التَّشْهِيدِ يَلُمُّ أَوْلَاعَهُ عَمِيْنَةً ثَانِيَةً
 ایسے کہ نماز سے بدو سلام کے جو کہ واجب ہے اور دعا مانگنے کے بعد میں فاسخ جو تو سلام پیرے سے پہلے اور اپنی طرف اور دوسری

يَسَارَةً وَيَقُولُ فِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ لَا يَقُولُ فِي وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَبُرُكَاتُهُ فَإِنَّهُ مِنْ عَادَةِ الْجَهَالِ
 بائیں طرف اور ہر ایک میں ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور دوسرا کا دونوں میں سے کسی میں بھی کہے کیونکہ یہ جاہلون کی عادت ہے

وَلَوْ سَلَّمَ عَنْ يَسَارَةٍ أَوْ لَا يَسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ مَا كَرِهَتْكُمْ وَلَا يَتَعَدَّى السَّلَامُ عَنْ يَسَارَةٍ وَلَوْ سَلَّمَ تَلْقَاءُ وَجْهَهُ يَسَلِّمُ عَنْ يَسَارَةٍ
 اور اگر بائیں طرف پہلے سلام پیرے یا تو دائیں طرف ہونے سے پہلے سلام پیرے اور بائیں طرف دوبارہ پیرے اور اگر سلام سامنے چہرے کے کیا تو فقط بائیں طرف پیرے

وَهُوَ مَرْوِيُّ عَنْ عَلِيٍّ كَذَا ذَكَرَهُ الزَّيْلَعِيُّ فِي شَرْحِ الْكَنْزِ وَيُنَوِّى الْمُنْفَرِدِ فِي خُطَابِ عَلَيْكُمْ جَمِيعًا مِنْ مَعَهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَلَا
 یہ روایت حضرت علیؑ سے ہے جو زبیدی نے شرح کتر میں مذکور کیا ہے اور منفر دہ صلیے علیکم کے خطاب میں اپنے ساتھ کے تمام فرشتوں کی نیت کرے اور

يُنَوِّى عِدَّةً فَحُصُورًا فِيهِوَ لِاخْتِلَافِ الْأَخْبَارِ فِي عِدَدِ هُوَ قَبِيلٌ مَعَ كُلِّ مَوْءُونَ خَمْسَةٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَقِيلَ مِثْلُ
 کسی عدد میں نیت کرے اسکی کہ فرشتوں کے عدد میں تلف خبریں آئی ہیں کوئی کتاب ہر مومن کے ساتھ بائیں فرشتے ہیں کوئی کتاب ہر ساتھ ہیں

وَقِيلَ مِائَةٌ وَسِتُونَ وَقِيلَ ثِنْتَانِ وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ وَأَصْحَابُ الْأَقَادِيلِ زَهْمٌ خَمْسَةٌ وَاحِدٌ عَنْ يَمِينِهِ يَكْتُبُ الْحَسَنَاتِ
 اور کوئی کتاب ہے ایک سو ساٹھ ہیں کوئی کتاب دو ہیں کوئی کچھ اور کتاب ہے سب میں صحیح قول یہ ہے کہ بائیں ہیں ایک دائیں طرف جو حسنات کتابت

وَوَاحِدٌ عَنْ يَسَارَةٍ يَكْتُبُ السَّيِّئَاتِ وَوَاحِدٌ أَمَامَهُ يَلْقَاهُ الْخَيْرَاتِ وَوَاحِدٌ رَاعِيَةً يَرْفَعُ عَنِ الْمَكَارِهِ وَوَاحِدٌ عِنْدَ
 اور ایک بائیں طرف جو ہر ایمان کہتا ہے ایک سامنے جو خیرات کے تلقین کرتا ہے اور ایک پیچھے جو اذی کو دور کرتا ہے اور ایک

نَاصِيَتِهِ يَكْتُبُ مَا يَصِلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَبْلُغُهُ وَمَا يَنْبَغِي لِلصَّلَاةِ بِطَرِيقِ الْأَدْبَانِ يَكُونُ نَظَرُهُ فِي حَالِ
 پیشانی کے پاس جو درود کو کہتا ہے اور نبی علیہ السلام کے ہر وہ بوجھنا نامے اور صلیے کو بطور آداب کے لایں یہ ہے کہ قیام کی حالت میں اپنے نگاہ

قِيَامِهِ إِلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ وَفِي رُكُوعِهِ إِلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ فِي حَالِ سُجُودِهِ إِلَى رِجْلَيْهِ وَفِي حَالِ قَعْوِهِ إِلَى حِجْرِهِ وَهُوَ
 سجدہ کی جگہ پر رکھے اور رُکوع کی حالت میں پاؤں کی پشت پر اور سجدہ کر اندر تاک کے تنہوں پر اور حالت قعود میں اپنی گود پر جہاں

مَا يَكُونُ عَلَيْهِ فَنَذِيهِ مِنْ ثَوْبِهِ وَعِنْدَ التَّسْلِيمَةِ الْأُولَى إِلَى مَتْنِهِ الْأَيْمَنِ وَعِنْدَ التَّسْلِيمَةِ الثَّانِيَةِ إِلَى مَتْنِهِ
 دونوں زانو کے جوڑ پر کڑا رہتا ہے اور پہلا سلام پیرے ہونے داہنے موٹے سے پر اور دوسرا سلام پیرے ہونے بائیں موٹے سے پر

أَلَا يَسْلَمُ الْمَقْصُودُ الْخُشُوعَ وَتَرْكُ التَّكْلِيفِ ذَلِكَ كُلُّهُ مَقْتَضِ الْخُشُوعِ لِأَنَّ الْمَصْلَحَةَ إِذَا تَرَكَ التَّكْلِفَ يَقَعُ بَصِيرَةٌ فِي هَذِهِ
 اسنے کہ غرض انکسار ہے اور تکلف کا ترک کرنا اور ہر تمام بائیں انکسار کی ہیں اسوا سے کہ صلیے جب تکلف کو دور کر تا ہے تو اسکی نگاہ ایسی ہوتی ہے

المواضع سواء قصدوا ولم يقصدوا وما ينبغي له ايضا ان يكون ما بين قدميه في حال القيام قد باربع اصابع مضمومة
 يترتبه في برابر صدركه يانه كرسه اور منحنى كوي بهي جا بهر كه دونو پاؤں كے بیچ میں قیام كے وقت برابر چار ملی ہوئی اور انگلیوں كے فرق ركے
 ويكره له التمايل على يمينه مرة وعلى يساره اخرى لانه من العبث المنان في الخشوع يترنا الله عمل الخاشعين
 اور كروه بهر كه كسي انهي با نوبه چكيجا دے اور كسي با يمين پراسواستے كه به سبب عبث انكسار كے خلاف جراتي ميں آسان كر عمل خاشعين كا سا

المجلس الرابع والخمسون في بيان فضيلة الجماعة وذكر الوعيد في تركها قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم صلاة الجماعة تفضل صلاة الفدين سبع وعشرين درجة هذا الحديث من صحاح
 مسلم عليه وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز منفرہ کی نماز پر شتائیس درجہ بڑھتی ہے یہ حدیث صحاح کی

المصابيح رواه ابن عمر في معنى ان الصلاة مع الجماعة تزيد في الثواب على صلاة المنفر بسبع وعشرين درجة
 صحيح صحیحون میں سے ابن عمر کی روایت سے اور ايسے ہی معنی میں کہ جماعت کی نماز ثواب میں منفرہ کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہے

فعلی هذا ينبغي للمؤمن ان يداوم على أداء الصلوات الخمس بالجماعة لينال الثواب الموعود فان الجماعة فيها
 اس روایت کے موافق مومن کو لازم ہے کہ ہمیشہ پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کیا کرے تاکہ ثواب وعدہ کیا ہو پاوے کیونکہ نماز میں جماعت

سنة مؤكدة غاية التاكيد في قوة الواجب حتى لو تركها اهل بلدة يجب قتالهم بالسلاح لكونها من شعائر
 سنت مؤکدہ بہت تاکید سے قریب واجب کے ہر بیان تاکہ اگر کسی شہر والے جماعت جوڑ دین تو اذکو شہار سے قتل کرنا واجب ہے اس واسطے کہ جماعت اسلام

الاسلام وخصائصه التي لم تكن في سائر الأديان وان تركها بعض من هو بغير عذر يجب تعزيره ولا يقبل
 کی نشانی اور ایسی خاص عبادت ہے کہ تمام دینوں میں نہیں ہے اور اگر جماعت کو کوئی شخص بلا عذر ترک کر دے تو اسکو تعزیر دینی واجب ہے اور اس کی

شهادته وياتم الجيران بالسكوت عنه والمطر والطين والبرد الشديد والظلمة الشدة غد وتكرار الفقه
 گواہی جنہر نہیں اور ايسے ہمسائے گنگلا ہوتے ہیں اگر چہ بہن اور سنیہ اور کچیڑ کی کثرت اور جاڑے کی سخت اور زانہ ہیرے کی زیادت غد سے اور فقہ کی بحث

ومطالعة كتبه ليس بعذر وقيل عذر اذا لم يكن عن تكاسل وقلة مبالاة بها ولم يواظب على تركها واختلف العلماء
 اور فقہ کی کتابوں کا مطالعہ عذر نہیں ہے اور کوئی کتاب جو عذر ہے اگر شکی ہے اور جماعت کی شہادہ الی سے ہو اور ترک جماعت کی عادت نکولے اور غلامی گہر کے

في اقامتها في البيت والاصح انها كاقامتها في المسجد الا في الفضيلة ومن فاتته في مسجد لا يجب عليه الطلب
 اور جماعت کرنے میں اختلاف کرتے ہیں صحیح ہے کہ گہر کے اندر جماعت ہی ایسی ہے جیسے مسجد میں پہلوتنی فضیلت نہیں اور جگہ جگہ کی مسجد میں اقامت لگی تو اولیٰ واجب نہیں کہ

في مسجد اخر بل ان جاء الى مسجد اخر وصل مع الجماعة فهو حسن وان صلى في مسجد فهو حسن وان دخل منزله
 اور مسجد میں تاشش کرے بلکہ اگر اور مسجد میں گیا اور جماعت کی نماز پڑھی تو بہتر ہے اور اگر انبی مسجد میں پڑھ لی تو بھی بہتر ہے اور اگر اپنے گھر میں جا کر اپنے

وان تساو وافي العدة والقراءة فاورهم وان تساو وافي هذه الاوصاف الثلاثة فكبرهم سوا وان تساو وافي هذه الاربعة
 اور اگر علم اور قرأت میں برابر ہوں تو پڑھا بہتر ہے اور اگر ان تینوں اوصاف میں برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو اور اگر ان چاروں اوصاف میں برابر ہوں

الفاستق کر اہل تخریج لاندہ لایہتم لامردینہ مع ان تقدیمہ للامامة تعظیملہ وقد وجب اہانتہ شرعاً و کذا
 کہ وہ تخریج سے کیونکہ وہ اپنے دین کا اہتمام نہیں کرتا باوجودیکہ اس کے آگے بڑھانا اس کے لیے اس میں اور کسی تعظیم ہوتی ہے اور شرع میں اسکی اہانتہ واجب ہے اور ایسے ہی
 یکرہ تقدیم المبتدع و ہذا اذالم یؤد بدعتہ الی حد الکفر و اما اذا ذلت لیلہ فلا کلام فی عدم جواز تقدیمہ
 جہتی کا امام کرنا کہ وہ ہے یہ جب تک ہے کہ اسکی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو اور اگر کفر تک پہنچے تو پھر اسکی اہانتہ کے ناجائز نہیں کچھ کلام نہیں ہے
 و من دخل المسجد رأى ان الجماعة قد قامت فانه يقوم بانقص الجانبين من الصف حتى يصيد الامام بخذاء وسط
 اور جو شخص مسجد میں آیا اور دیکھا کہ جماعت کھڑی ہو گئی تو پھر یہ شخص صف میں اور ہر جا کھڑا ہو ہر آدمی کہ ہوں تاکہ امام صف کے بیچ میں ہو جاوے
 الصف فان استويا يقوم في الجانب الايمن والقيام في الصف الاول افضل من الثاني وفي الثاني افضل من الثالث
 اور اگر دونوں جانب برابر ہوں تو دہنی طرف جا کھڑا ہو اور پہلے صف میں کھڑا ہونا دوسری صف سے افضل ہے اور دوسرے میں تیسری صف سے
 هكذا الى اخر الصفون لما روى في الاخبار ان الله تعالى اذا انزل الرحمة على الجماعة ينزلها اولاً على الامام ثم يتبعها و رعبه
 ایسی ہے آخر صفوں تک اس واسطے کہ حدیثوں میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب جماعت پر رحمت نازل کرتا ہے تو پہلے امام پر اور اس سے پھر کھڑا ہونے
 الی من بعد انہ فی الصف الاول ثم الی الميامن ثم الی الصف الثاني و روى انه عليه الصلوة والسلام قل یکتب
 جو اسے سید ہے پھر پہلی صف میں ہے پھر اسکی دہنی طرف پھر بائیں طرف پھر دوسری صف پر اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اس کے واسطے
 للذي خلف الامام بحدانته مائة صلوة وللذي في الجانب الايمن سبعون وللذي في الجانب الايسر خمسون وللذي
 جو امام کے پیچھے سید ہے ہر سو نمازیں لکھی جاتی ہیں اور اس کے لیے جو دہنی طرف ہوتا ہے پچتر نمازیں اور اس کے لیے جو بائیں طرف ہے پچاس نمازیں اور اس کے لیے
 في سائر الصفون خمس وعشرون و من دخل المسجد رأى ان الصف الاول قد تكامل فانه لا يترأخو فيه لانه ايداء والقيام
 جو اور تمام صفوں میں ہے پچیس نمازیں اور جو شخص مسجد میں آیا دیکھا کہ پہلی صف پوری ہو چکی تو یہ شخص اون میں نہ دھے کیونکہ ایذا رسانی ہے اور
 في الصف الثاني خير من الايداء وان وجد في الصف الاول فرجة دون الثاني فخرق الثاني ذلحمة لهم لتقصيرهم وارتكابهم
 اور دہنی میں کھڑا ہونا ایذا دینے سے بہتر ہے اور اگر پہلی صف میں کچھ باقی باقی ہو اور دوسری میں نہیں تو دوسری کو چھڑ کر پہلا جاؤ اس واسطے کہ اب اسکی کچھ عزت نہیں کیونکہ اونوں کا تصور اور گناہ
 الاثر حيث لو سجد والصف الاول فان السنة اتمام الصف الاول ثم الذي يليه فما كان من نقص فليكن في الصف
 اختیار کیا کہ صف اول کو پوری بھی کیونکہ طریق سنون یہ ہے کہ پہلی صف اول کو پوری ہر لین پھر اس کے باقی کو پھر اگر کچھ نقصان رہے تو سب سے پہلی
 الاخير لما روى انه عليه السلام قال اتقوا الصف لمقدم ثم الذي يليه فما كان من نقص فليكن في الصف المؤخر و روى
 صف میں ہوا اس واسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا پوری کرو اگلی صف کو پھر اس کے باقی کو پھر اگر نقصان باقی رہے تو جا پھر پہلی صف میں ہو اور
 عن عائشة انه عليه الصلوة والسلام قال لا يزال قوم يتأخرون عن الصف الاول حتى يؤخرهم الله في النار يعني ان
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا ہمیشہ آدمی صف اول سے پیچھے ہٹنے جاتے ہیں بیان تک کہ انکو ہٹا کر اللہ آگ میں ڈال دیتا ہے مراد یہ ہے
 التأخر عن الصف الاول تأخر عن الخير والثواب فمن تأخر عن الخير والثواب يتأخر عن رحمة الله تعالى وعن دخول
 کہ صف اول سے ہٹے رہنا خیر اور ثواب سے ہٹ رہنا ہے پھر جو شخص خیر اور ثواب سے ہٹ رہا وہ رحمت الہی اور دخول جنت سے
 الجنة فيلزم دخوله في النار الا ان يغفر الله تعالى له والسنة ايضا تسوية الصفوف والترص فيها والمقاربة بينها
 ہے اور اب اس کا دوزخ میں داخل ہونا لازم آیا مگر یہ اللہ اسکو بخش دے اور صفوں کی سیدھا کرنا اور استوار کرنا اور خوب لکھ کر ہوا طریق سنون سے
 لما روى عن النبي انه عليه الصلوة والسلام قال سواوا صفوفكم فان تسوية الصفوف من تمام الصلوة و في رواية
 اس واسطے کہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا برابر کرو اپنے صفوں کو بیشک صفوں کا سیدھا کرنا نامی نماز سے ہے اور ایک روایت میں
 من اقامة الصلوة وعن النعمان بن بشير انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسوي صفوفنا حتى كأنما يسوي
 ہے نماز کی درستگی میں سے ہر اور نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آدمی صفوں کو سیدھا کیا کرتے تھے یہاں تک کہ جیسے

القداح فرأى رجلا بادي صده من لصف فقال عباد الله تسوا واصفوا فكموا ولما لفن الله بين وجوهكم قتل المراد
 بترسید یا کرتے ہیں پہرا کی شخص کو دیکھا کہ سینہ صاف سے باہر نکالے ہوئے تھا فرمایا اے بندگان الہی اپنی سنین سیدھی کر دینیں اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے بگلا دیگا یعنی کہتے ہیں
 بالوجوه القلوب بدلیل قوله عليه السلام في حديث آخر لا تختلفوا فختلف قلوبكم فان اختلاف القلوب يفضي الى
 چہرے سے مراد دل میں اس لیل سے کہ ایک اور حدیث میں آیا ہے آگے پیچھے ہونا بہر تمہارے دل مختلف ہو جائیگی نئے شک وہ دن کے اختلاف سے
 اختلاف الوجوه باعراض بعضهم عن بعض لان تقدم الخارج عن الصف تفوق على الداخل فيه و تاخر الخارج عنه
 چہرے مختلف ہو جائے ہیں کیونکہ ہر ایک دوسرے سے پیچھے یا آگے ہونے والا صنف کے برابر والے سے باہر ہو جاتا ہے اور پیچھے کو
 ايداء لمن خلفه وكلاهما سبب للبغض والعداوة فكانه عليه الصلوة والسلام قال ان لم تتفقوا في الظاهر عند اقامة
 ہونے والا اپنے سے پیچھے کو ایذا پہنچا دے گا اور دو باتیں باعث بغض اور عداوت کی ہیں پس گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا دیکھا اگر تم ظاہر میں ہر وقت قائم ہونے
 الصلوة بالجماعة ولم تطيعوا امر الله تعالى ورسوله فيهما يقع بينكم العداوة والبغضاء وكفى عن ان الله عليه الصلوة
 جماعت نماز کے اتفاق نہ کرو گے اور اس میں اللہ اور رسول کریم کی اطاعت نہ کرو گے تو تمہارے بیچ میں عداوت اور دشمنی پیدا ہو جائیگی اور اللہ تعالیٰ کہ نہیں علیہ الصلوة والسلام نے
 والسلام قال كصوا صفو فكموا و بالاعتناق فالذي نفسي بيده اني لا ارى لشيطان يدخل في خلل الصف
 فرمایا اپنی صفیں استوار کرو اور مل جل کر کھڑے ہو کرو اور گردنیں برابر رکھا کرو قسم ہے ادا کی جسکے قبضے میں میری جان ہے شیطان کو میں نہیں کہتا ہوں کہ وہ صف کے جھڑاؤ میں گھسے گا
 كانها الخذف ولخذف بفتح الحاء المهملة والذال المعجمة غنم سوح صغار من غنم الحجاز فكان الشيطان تبصر ليدخل
 گویا سیاہ بکر کا بچہ ہے اور خذف حارثہ فقط اور ذال بالفتحة کے زبر سے سیاہ بکر یا بچہ کی چوٹی کی بجزیروں میں گویا شیطان یہ تاکتا رہتا ہے کہ صف کے
 في خلل الصف ويشوش على المصلين ويقطع عليهم صلواتهم ومن اتى الجماعة ليكره له القيام خلف الصف وحده مت وجده
 جھڑاؤ میں گھس کر نماز پڑھنے کے دل پریشان اور اذنی نماز خراب کر دی اور جو شخص جماعت میں لے تو اس کو صف کے پیچھے ایلا کھڑا ہونا مکروہ ہے جب تک صف میں
 في الصف فحبه وان لم يوجد في الصف فرجة ينتظر الى الركوع فان جاء واحد يقو احداهما في جنب الآخر يجذاه الامام
 جگہ لے اور اگر صف میں جگہ نہ لے تو رکوع تک منتظر کھڑا رہے اگر کوئی اور آگیا تو دو نو برابر برابر امام کی سیدہ پر کھڑے ہو جائیں
 والا يجذب واحد من الصف الى نفسه فيقف في جنبه لكن الاولى في زماننا القيام وحده جذاه الامام لغلبة الجهل
 اور نہیں تو صف میں ایک کو اپنے پاس کھینچ کر آگے برابر کھڑا ہو جائے اور اس زمانے میں اسے یہ کہہ کر تنہا امام کی سیدہ پر کھڑا ہو جاوے گا کیونکہ لوگوں پر جہالت غالب ہے
 على الناس فلو جرح احد افسد الصلوة ومن يصل مع واحد يقيم عن يمينه ولا يجوز للمقتدى ان يتقدم على امامه
 اگر کسی کو پیچھے کھینچ لیا تو وہ نمازنا سدا کر دیگا اور جو شخص ایک کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کو اپنے دائیں طرف کھڑا کرے اور مقتدی کو جائز نہیں ہے کہ امام سے آگے بڑھ کر کھڑا ہو
 والمعتد موضع القدم حتى لو كان المقتدى اطول من امامه بحيث يقع سجوده قدام الامام لكن قدمه غير متقدمة
 اور اس میں اعتبار قدم کی جگہ کا ہے بیان تک کہ اگر مقتدی امام سے اتنا لمبا ہو کہ اس کا سجدہ امام سے آگے واقع ہوتا ہو پورا سجدہ امام کے قدم سے آگے پڑا ہو
 على قدم الامام يجوز والمعتد في القدم العقب حتى لو كان عقب المقتدى غير متقدم على عقب الامام لكن قدمه
 تو جائز ہے اور قدم میں ایڑی کا اعتبار ہے بیان تک کہ اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے پڑ ہی جاتی تو وہ سے بر قدم مقتدی کا
 اطول من قدم الامام بحيث يقع اصابعه قدام اصابع الامام يجوز وعن محمد يجعل المقتدى الواحد اصابعه
 امام کے قدم سے اتنا دراز ہو کہ اس کی انگلیوں سے بڑھ جائی ہیں تو جائز ہے اور امام محمد سے روایت ہے کہ ایلا مقتدی اپنی انگلیاں
 عند عقب الامام ومن يصل مع الاثنين يتقدم عليهما وعن ابى يوسف انه يتوسطهما فلو قام الواحد خلفه او عن
 امام کی ایڑی کی پاس آگے اور جو شخص دو مقتدیوں کے ساتھ نماز پڑھے تو ان سے آگے بڑھ کر کھڑا ہو اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ دو نو کے درمیان کھڑا ہو پس اگر ایک مقتدی کو پیچھے کھڑا کیا جائے
 يسارة يكره ولو توسط الاثنين لا يكره ولو توسط الاكثر يكره ومن دخل المسجد وجد الامام في الجهر بالقراءة يتقدم
 ملحق نہ کر دے اور امام دو کے بیچ میں کھڑا ہو جاوے تو مکروہ نہیں اور اگر دو سے زیادہ کرے بیچ میں کھڑا ہو تو مکروہ ہے اور جو شخص مسجد میں آگے امام کو قرائت کر رہا ہو تو اس کے پیچھے کھڑا ہو جائے

فی القيام والقعود والركوع والجلود بل السنة ان يصلح السنة في بيته وهو افضل او في خارج المسجد او خلف اسطوخ انة
 اور قيام اور قعود اور ركوع اور سجود میں اونکی مخالفت کیے جاگے طریق سنوں کے کہ سنن اپنے گھر میں پڑھے یا مسجد میں پڑھے یا کسی اور جگہ پڑھے
 او ما شبه ذلك في كونه حائلا لان الاتيان بها خلف الصف من غير حائل مكرهة وفي خلال الصف اشد كراهة وكبره
 یا اسکے مانند کسی اور چیز کی آؤٹ میں پڑھے اس لیے کہ سنتوں کا پڑھنا صف کے پیچھے بدوئی میں ہونے کی چیز ہے اور صف کے اندر مکرر بہت ہی گہرے اور آگے پڑھنا
 للامام ان يثقل على القوم بالطويل الزائد عن حد اقل السنة في القراءة والاذكار على وجه يحصل السمل للقوم لان
 کہ قوم پر قرأت اور اذکار میں کم درجہ سنوں زیادہ پڑھا کر اتنا بوجھ ڈالے کہ قوم کو ملالت آئی لگی اس واسطے کہ اس صورت میں جماعت نغرت کرے نہیں کہ
 ذلك سبب للتنفیر عن الجماعة والتنفیر عن الجماعة يؤدي احرام الثواب الزائد على صلوة الفرض بسبع وعشرين رجة و
 اور جماعت سے نغرت کرنے میں اس ثواب سے محروم ہو جائے جو ایک کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہے اور
 يكون مكرها لكن لا ينعى ان ينقص عن قدر اقل السنة في القراءة والتسبيحات لله ولا ينعى عن معدن فيه وسنة القراءة
 کر وہ بدوئی لگتا لیکن یہ نہیں چاہی کہ قرأت اور تسبیحات میں کم درجہ سنوں سے گھٹا دے یا الہی شاید اس واسطے کہ اذکار میں کوئی عذر نہیں ہے اور نبی
 فی صلوة الفجر فی الركعتین دناها بعد الفاتحة اربعون آية ووسطها ستون آية واعلاما مائة آية لما روى عليه السلام
 نماز میں دو رکعت کے اندر قرأت سنوں اور بعد سورۃ فاتحہ کو چالیس آیتیں اور بیچکا درجہ ساٹھ آیتیں اور اعلیٰ درجہ سو آیتیں ہیں اس واسطے کہ روایت گہری علیہ السلام
 كان يقرأ في صلوة الصبح بعد الفاتحة مقادرا رربعين آية وستين آية او مائة آية واحيانا كان يقرأ سورة ق واحيانا
 صبح کی نماز میں بعد سورۃ فاتحہ کے تخمیناً چالیس آیتیں یا ساٹھ آیتیں یا سو آیتیں پڑھا کرتے تھے اور بعض دفعہ سورۃ ق پڑھتے تھے اور کبھی
 كان يقرأ سورة الروم وقد ثبت على ما ذكره في سفر السعادة ان ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ بالتخفيف
 سورۃ روم پڑھتے اور ثابت ہو چکا ہے پناچ سفر السعادت میں مذکور ہے کہ ابن عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخوف و تخفیف کے لیے فرمایا کرتے تھے
 ويؤمنا بالصفت ويعلم من هذا ان قراءة والصفحة من باب التخفيف الذي امر به النبي صلى الله عليه وسلم وادنى ما
 اور آپ امت میں والصفات پڑھتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والصفات کا پڑھنا تخفیف میں داخل ہے جبکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اور کہیں
 يحصل به السنة في تسبيحات الركوع والسجود ثلاث لما روى انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ركع احدكم فليقل
 اور سجدوں کی تسبیحات میں ادنیٰ درجہ صحت کا تین بار ہے اس واسطے کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی رکوع کرے
 ثلاث مرات سبحان ربى العظيم وذلك ادناه واذا سجد فليقل سبحان ربى الاعلى ثلاث مرات ذلك ادناه والمراد ادنى ما
 تو تین بار سبحان ربی العظیم کے اور یہ ادنیٰ مرتبہ ہے اور جب سجدہ کرے تو تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کے اور یہ مرتبہ ہے اور مراد یہ ہے کہ ادنیٰ
 يحصل به السنة ولذلك يكره النقص عن الثلث ان زاد على الثلث فهو افضل لان الثلث اذا كان الادنى فلا شك
 جس میں سنت ادا ہو جاوے اور اس ہی لیے تین بار سے کم کتنا کر وہ ہر اور اگر تین بار سے زیادہ کے تو افضل ہے اس لیے کہ تین مرتبہ جب ادنیٰ درجہ ہو تو بیکار
 ان الزيادة على الادنى تكون افضل لكن الامام لا يزيد على الثلث الا برضى الجماعة فاذا زاد برضاها فالسنة ان يختار
 ادنیٰ مرتبہ پر زیادہ کتنا افضل ہو گیا ہے امام تین بار سے زیادہ بدون مرضی جماعت کے نہ پڑھا دے یہ جب اونکی مرضی سے زیادہ پڑھا دے تو پھر سنوں کے طاق پر
 على وتروها ما خسر او سبغ لان الثلث لما كان الادنى وكان المستحب الا يثارنا سبحان يكون الا وسط خسا ولا اكمل
 ختم کرے اور وہ یا تو بائیس جو یا سات اس لیے کہ تین مرتبہ جب ادنیٰ پڑھا اور یا تیار بہر حال مستحب ہے تو مناسب ہوا کہ بیچ کا درجہ بائیس دفعہ اور کامل مرتبہ
 سبعا ویکرہ للامام ان يعاجهم عن اكمال اقل السنة في تسبيحات الركوع والجلود وقراءة التشهد لكن لو رفع الامام راسه
 سات دفعہ اور امام کو کر وہ ہر کہ جلد ہی کر کہ قوم کو ادنیٰ مرتبہ سنت کا رکوع اور سجدوں کی تسبیحات میں اور تشهد کے پڑھنے میں پورا کرنے دے لیکن اگر امام رکوع اور سجود میں
 من الركوع والسجود قبل ان يسبح للمقدي ثلثا فانه يتابعه واما لو قام الامام من القعدة الاولى الى الركعة الثالثة قبل ان
 اس سے پہلے سر اٹھاوے کہ مقصدی تین بار تسبیح کے مقصدی متابع ہی کرے ہاں اگر امام قعدہ اولے سے تیسری رکعت کے لیے اٹھتا ہے تو اس سے پہلے کہ امام کو

یتو المقدی التہد فانہ یتیمہ ثم یقوم وان قام قبل ان یتیمہ یجوز و کذا لو سلم الامام فی القعدۃ الاخرۃ قبل ان
 کہ شد ہی تشہد پورا کرنے تو اب شد ہی تشہد پورا کرے پر کھڑا ہوا اور اگر پورا کرنے سے پہلے کھڑا ہو جائے تو یہی جائز ہے اور ایسے ہی اگر امام قعدہ اخیرہ میں اس سے پہلے
 یتو المقدی التہد فانہ یتیمہ ثم یسلم وان سلم قبل ان یتیمہ یجوز ولو سلم الامام قبل اتیان المقدی بالصلوة
 سلام پیر کے کہ شد ہی تشہد پورا کرے تو اب شد ہی تشہد پورا کرے پر سلام پیر اور اگر تشہد پورا کرنے سے پہلے سلام پیر تو یہی جائز ہے اور اگر امام نے سلام اس سے پہلے پیر کے مقدی ورود

والدعاء یتابعہ لانہا سنة بخلاف التہد فانہ واجب للمجلس الخامس والخمسون فی بیان صلوة
 اور دعا پڑھنے تو اب امام کی متابعت ہی کرے اس واسطے کہ یہ سنت پر خلاف تشہد کے کہ یہ واجب ہے مجلس پچھن نماز

الجنائزہ و کیفیتہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتہم علی المیت فخصوا لہ الدعاء هذا الحدیث من حسان المصابیح
 جنازہ اور اسکی کیفیت کے بیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مرد سے پر نماز پڑھو تو اس کے لیے خالص دعا کرو یہ حدیث منہاج کی حسن
 رواہ ابوہریرۃ وقد ذکر فیہ الصلوۃ علی المیت مع اخلاص الدعاء لہ فیہا فلا بد من معرفتہا وہی فرض کفایۃ لقولہ تعالیٰ
 حدیث میں ہے ابوہریرہ کی روایت سے اور بیشک اس میں نماز جنازہ کا ذکر ہے کہ اس میں مرگے واسطے خالص دعا ہو سو اسکی معرفت ضروری اور وہ دلیل اس آیت کے فرض کفایۃ

وَصَلِّ عَلَیْہُمْ اِنْ صَلَاتُکَ سَکَنَ لَہُمْ فَانہ تعالیٰ امر ہانی ہذہ الایۃ فتكون فرضاً وانما كانت فرضیتہا علی الکفایۃ
 اور نماز پڑھو اور نہر بیشک تیری نماز اس کے لیے آسودگی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں امر فرمایا تو فرض ہو گئی اور اسکی فرضیت علی الکفایۃ صحیح ہے

لان فی یجبہا علی الجمیع استحالة او حرجا فاکتفی بالبعض ولو کان احدکم الافضل ان تكون بالجماعة ویقصد
 کہ عام خلق پر واجب کرنے میں تو بہت دشواری اور حرج ہے ناچار بعض پر اتکا کیا گیا اگرچہ ایک ہی شخص ہو چہر افضل ہے ہر کہ نماز جنازہ جماعت ہو اور جتنی

کثر تھم لہما روی عن ابن عباس نہ علیہ الصلوۃ والسلام قال ما من رجل یموت فیقوم علی جنازتہ اربعون رجلاً
 زیادہ ہو سوتہر اس واسطے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مرد سے پہر اسکی جنازہ سے پچھالیس مرد مومن جو

لا یشراکون یا اللہ شیئاً الا شفعمہم اللہ فیہ و فی حدیث اخر فی ایتہ ام المؤمنین عائشۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام
 کچھ شریک نہیں کرنے ہیں کھڑے ہوں پر اللہ اسکی شفاعت اس کے حق میں مان ہی لیتا ہے اور ایک اور حدیث میں ام المؤمنین عائشہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے

قال ما مہیت یصل علیہ امۃ من المسلمین یبلغون مائۃ کلہم یشفعون لہ الا شفعمہم اللہ فیہ و سبب وجوبہا
 فرمایا جو مرد کہ اوپر ایک جماعت مسلمانوں کی جو توبہ کی پونج جاوے نماز پڑھے وہ سب اسکی شفاعت کریں تو انکی شفاعت اسکی حق میں اس قبول ہی کرتا ہے اور جو

للمیت لا ضافتہا الیہ اذ یقال صلوة الجنائزۃ و شرط صحتها شرائط الصلوۃ و اسلام المیت و طہارتہ
 اس نماز کا میت کے لیے اس واسطے ہے کہ میت کی طرف منسوب ہے کیونکہ صلوة الجنائزہ کسلائی ہے اور اسکی صحت کے لیے نماز کی سنی شرطیں ہیں اور اگر مسلمان نہ ہو

و کونہ امام المصلی و رکعہا القیام عند عدم العذر و اربع تکبیرات و الدعاء الا ان الامام یتحملہ عن المسبوق
 اور نماز پڑھنے کے سامنے ہونا اور اس نماز کا رکن قیام ہے اگر کوئی عذر نہ ہو اور چار تکبیریں اور دعا اتنا ہے کہ امام مسبوق کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے

فانہ اذا خشی ان ترفع الجنائزۃ یترک الدعاء و یتکفی بالتکبیرات و لو ترک واحداً من ہذہ التکبیرات لا یجوز
 پس یہ خون ہو کہ جنازہ اور بٹالین کے تو دعا مانگوں رکھی اور تکبیرات سے ہر اتکا کرے اور اگر کوئی ان چاروں تکبیرات میں ایک کو ہی نہ کرے دیکھا تو اسکی نماز

صلوۃ لکون کل تکبیرۃ منہا قائمۃ مقام رکعۃ و لہذا قبل اربع کا ربع الظہر فعمل الدعاء ینبغی ان یکون بعد
 جائز ہوگی اس واسطے کہ اس میں ہر ایک تکبیر قائم مقام ایک ایک رکعت کے ہے اور اس ہی لیے کہا کرتے ہیں بیجا رہن جیسی لہر کی چاروں درد دعا کا عمل سنا ہے ہر تکبیر میں

ثلث تکبیرات لکون البدایۃ بالثناء علی اللہ تعالیٰ ثم بالصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سنة الدعاء و ارجح
 کے بعد جو اس واسطے کہ اول اللہ تعالیٰ کی ثناء پڑھنی سے اللہ علیہ وسلم پر ورود دعا کا طریقہ اور چہر بہر دسا

للقبول ینبغی ان یکون بعد التکبیر الاولی الثناء علی اللہ تعالیٰ کما فی سائر الصلوات و بعد التکبیرۃ الثانیۃ الصلوۃ
 قبولیت کا ہر اس لیے لازم ہے ہی ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی ثناء ہو وے چنانچہ تمام نمازوں میں ہوتی ہے اور دوسری تکبیر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کافی ما بعد التہجد و بعد لتکبیرۃ الثالثة الدعاء لنفسه وللسائر المؤمنین
در دو سو سے بھی تہجد کے بعد پڑھتے ہیں اور تیسری تکبیر کے بعد دعائے حق بین اور مردے کے لیے اور تمام مؤمنین کے واسطے

و بعد لتکبیرۃ الرابعة التسلیم و لیس بعد ہا دعاء سوی السلام لانہ او ان التحلل و ذلك بالسلام لا غیر بنوی
اور جو تہجد کے بعد سلام اور اس کے بعد سو سلام کے کوئی دعا نہیں ہے اس لیے کہ اب وقت نماز سے فارغ ہو چکا ہو سو فقط سلام سے فارغ ہوتے ہیں

بہ المیت مع القوم و صفة الدعاء ان یقول اللہم اغفر لہمنا و میتنا و شہدنا و غائبنا و صغیرنا و کبیرنا
سلام میں قوم سمیت مردے کی نیت کرے اور دعا یہ پڑھے اللہ تعالیٰ نے ہماری بخشش کے لیے کیا ہے کہ اس کو اور مردہ کو اور بچے کو اور چھوٹے اور بڑے کو

و ذکرنا و انشانا اللہم من احویتہ منا فاجہ علی الاسلام و من توفیتہ منا فوفہ علی الایمان و خیر ہذا
اور مرد اور عورت کو الٹی پیم میں جسکو تو زندہ رکھے تو اسکو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسکو تو موت دیدے تو اسکو ایمان بخیرت و اور اس مرد کو

المیت بالرحم و اللراحمۃ و الرضوان اللہم ان کان محسنًا فزد فی احسانہ وان کان مسیئًا فمجا و زعنا
ساتھ آرام اور راحت اور پسندیدگی کے خاص کر الٹی اگر یہ نیکو کار ہے تو اس کی بھلائی زیادہ کر دے اور اگر گنہگار ہے تو اسکو معاف کر

و کفینہ الامن و البشری و الکرامة و الرزقی برحمتک یا ارحم الراحمین و یجوز غیرہ من الادعیہ اذ لیس لہ دعاء
اور اسکو امن اور بشارت اور بزرگی اور قربت اپنی رحمت عنایت کامرستی بجز زیادہ ہرمان اور سو اس دعا کے اور ہی عاملین جائز ہیں اس لیے کہ اس میں کوئی دعا

معین وان کان المیت صبیا او عجونا لا یتغفر لہما اذ لا ذنب لہما بل یقول بعد قوله و من توفیتہ منا
معین ہیں ہے اور اگر وہ بیت بچہ ہو یا دیوانہ ہو تو ان کے لیے آمرزش کی دعائیں جاہلی سوا اس کے کہ اگر حق میں کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ اس قول کے بعد من توفیتہ منا

فتوفہ علی الایمان اللہم اجعلہ لنا اجرًا و ذخرًا اللہم اجعلہ لنا شافعًا و مشفعًا برحمتک
تو تو علی ایمان یہ دعا پڑھے الٹی اسکو پھر اس لیے میر منزل بنا دے الٹی اسکو پھر اس لیے سفارش اور سفارش نہل کیا جوتنا

یا ارحم الراحمین و من جاء بعد ما کبر الامام لا یفتاحہ لا یکبر بل یمکت حتی یکبر الامام الثانية فیکبر معہ و یقول
اور جسک زیادہ ہرمان اور جو شخص ایسے وقت آوے کہ امام تکبیر تحریر ہو چکا ہو تو یہیں تکبیر شروع کرے کہ امام کا کبر یا کبر امام کے ساتھ تکبیر کے

هذا التکبیر فی حقہ تکبیرۃ الافتتاح فیصید مسبوقا بتکبیرۃ فاذا سلم الامام یقضیہما قبل ان ترفع الجنائزہ و
یہ تکبیر اس کے حق میں بجا ہے تکبیر تحریر کی ہوگی سو یہ شخص لہذا اس تکبیر کی مسبوق ہوگا جب امام اسلام پیکرے تو اسکو تہجد کے اٹھنے سے پہلے اٹھا کر لے اور

ان جاء بعد ما کبر الامام تکبیرتین لا یکبر حتی یکبر الامام الثالثة فیکبر معہ فیصید مسبوقا بتکبیرتین فاذا سلم
اگر ایسے وقت آیا کہ امام دو تکبیر ہو چکا ہو تو یہی اتنی تکبیر نہ کرے کہ امام تیسری تکبیر کے اب اس کے ساتھ تکبیر کے اب دو تکبیر کا مسبوق ہو چکا ہے جب امام سلام پیرے

الامام یقضیہما قبل ان ترفع الجنائزہ و ان جاء بعد ما کبر الامام ثلثا لا یکبر حتی کبر الامام الرابعة فیکبر معہ فیصید
تو دو تکبیرین جنائزہ کے اٹھنے سے پہلے اٹھا کر لے اور اگر ایسے وقت آیا کہ امام تین تکبیر سے فارغ ہو چکا ہو تو یہی تکبیر اتنی کہ امام چوتھی تکبیر کے اب اس کے ساتھ تکبیر کے سو یہ شخص

مسبوقا بثلت تکبیرات فاذا سلم الامام یقضیہن متوالیۃ بلا دعاء قبل ان ترفع الجنائزہ اذ لو رفعت قبل ان تمام
تین تکبیر کا مسبوق ہو چکا ہے جب امام سلام پیرے تو تکبیرین پہلے در پہ بغیر دعا کے جنائزہ کو اٹھنے سے پہلے اٹھا کر لے اس واسطے کہ اگر جنائزہ تکبیرین پوری ہونے سے پہلے

تبطل صلواتہ و ان جاء بعد ما کبر الامام الرابعة فقد فاتہ صلوة الجنائزہ بخلاف من کان حاضرا
اور ثالین کے تو اسکی نماز باطل ہو جائیگی اور اگر ایسے وقت آیا کہ امام چوتھی تکبیر ہو چکا ہو اس کے لیے جنائزہ کی سازش ہوئی برطلان اسکو جو حاضر ہے

فانسا بالصف ولم یکبر مع الامام لغفلتہ اولکونہ مشغولا بالنیۃ فانه یکبر ولا ینتظر تکبیر الامام لانہ
من کلمہ ہو پر امام کے ساتھ سبب غفلت کے یا نیت کے مشغول ہے تکبیر نہ کرنے یا سو یہ شخص تکبیر کے امام کی تکبیر کرنے کا منتظر ہے کہ تکبیر شخص

مترک المدرك لثلاث التکبیرۃ اذ لا یمکنہ ان یکبر معہ الا جرح و ان لم یکبر الا اولی حتی یکبر الامام الثانية
گو یا اس تکبیر کا مد رک ہے اس واسطے کہ یہ امام کے ساتھ ہر دن حرکت تکبیر نہیں کر سکتا اور اگر اسے تکبیر ادنیٰ بھی اتنی کہ امام نے دوسری تکبیر کہی

تکبیر

یکبر مع الامام ولا یکبر للاولیٰ حتی یسلم الامام لانه لو کبر للاولیٰ یكون قضاء والمسبوق لا یشغل بقضاء ما قد سبق
 تو اب امام کے شامل تکبیر کے اور تکبیر اگلے نہ کرے جب تک کہ امام سلام پیرے اسیے کہ اگر اب تکبیر اگلے کیگا تو قضا ہو گی اور مسبوق کو گذشتہ کی قضا میں امام کی فراغت
 قبل فراغ الامام وان لم یکبر حتی یکبر الامام اربعاً یکبر هو للافتتاح قبل ان یسلم الامام و اذا سلم الامام یکبر ثلاثاً
 پہلے نہ گنا چاہیے اور اگر تکبیر اگلے نہ کرے اتنی کہ امام نے پارہن پوری کر دیں تو اب یشخص امام کے سلام پہلے تکبیر اٹھائے کہ اور جب امام سلام پیرے تو تینوں تکبیر میں
 مستابعا بلا دعاء قبل ان ترفع الجنائزہ وان کبر مع الامام التکبیرۃ الاولیٰ ولم یکبر الثانية والثالثة یکبر ہما ثم یکبر
 پہلے دونوں دعا کے جنازہ کے اٹھانے سے پہلے کہ امام کے ساتھ تکبیر اگلے تو کہ اور دوسری اور تیسری تکبیر نہ کہے تو پہلے دو تکبیر میں کے پیر امام کے ساتھ
 مع الامام الرابعة وقال ابو یوسف من جاء بعد ما کبر الامام تکبیرۃ الافتتاح یکبر كما جاء ولا ینتظر التکبیرۃ الثانية
 ہی تکبیر کے اور امام ابو یوسف کہتے ہیں جو شخص ایسے وقت آیا کہ امام تکبیر اگلے کو چکا تو اتنے ہی تکبیر کو چکا تو امام کے سلام سے پہلے تکبیر افتتاح کے
 قال ابراہیم الحلبي في شرح النية وبقوله ناخذ وان جاء بعد ما کبر الامام الرابعة یکبر للافتتاح قبل ان یسلم
 ابراہیم علی بن شیبہ کی کتاب میں لکھا ہے اور ایسے وقت کہ امام چوتھی تکبیر کو چکا تو امام کے سلام سے پہلے تکبیر افتتاح کے
 الامام و اذا سلم يقضی ثلاث تکبیرات عنده قال ابراہیم الحلبي وعليه الفتوى ومن قبل ان یصل علیہ یصل
 اور جب امام سلام پیرے تو تینوں تکبیر میں قضا کرے امام ابو یوسف کے نزدیک ابراہیم علی بن شیبہ کتاب میں لکھا ہے اور جو مردہ نماز جنازہ سے پہلے دن جو گیا ہو تو اسکی
 علی قبرہ ما لم یفسخه اقامة للواجب بقدر الامکان والمعتبر فی معرفة عدم تفسخه الكبر الراي علی الصحیح لانه
 قبر پر نماز پڑھیں جب تک کہ اسنو تکبیر امکان واجب اور جو جاؤ اور کہنے اور نہ کہنے کے باب میں صحیح مذہب پر غالب ہے معتبر ہے اسیے کہ یہ حکم
 یختلف باختلاف الازمان من الحر والبرد وباختلاف حال الميت من السمن والهزال واولی الناس بالامامة فی الصلوة
 باعتبار اختلاف زمانہ گرمی اور جھارے اور باعتبار اختلاف حال مردہ کے موٹاپے اور ڈبے پن میں کیساں نہیں ہوتی اور بتلا جنازہ کی امامت کر لیتے ہیں اور
 علیہ السلطان ان حضر ثم القاضی ثم الامام المحلی ثم الولی علی ترتیب العصبیات فی الارث فان سبباً لعصوبة فیه
 سلطان ہے اگر ہر وقت موجود ہو پھر قاضی پھر امام قوم کا پھر ولی ترتیب عصبیات وراثت کے اعتبار سے بیشک سبب عصوبت کا ارث میں
 اولاً البنوة ثم الابوة ثم الاخوة ثم العمومة واذ انتہی الحق الیہ یجوز له ان یاذن لغيره ان یصل علیہ ولس
 اول بنوت ہے پھر ابوت پھر اخوت پھر عمومت اور جب امامت کسی حق ٹھہرے تو اسکو اختیار ہے کہ امامت کے لیے اور کسیکو اجازت دیدہ اور اور کسیکو
 لغيره ان یصل یغیر ذنہ وان صلغیرہ یغیر ذنہ فله ان یعید ان شاء وبعده ما صل علیہ هو او من کان مقدماً علیہ من
 یہ اختیار نہیں ہے کہ اسکی بے اجازت نماز پڑھا دے اور اگر غیر شخص نے بے اجازت نماز پڑھا دی تو ولی کو اختیار ہے اگر چاہے تو آپ پر پڑھ لے اور اگر ولی یا جو ولی سے قسم ہے یہ
 السلطان او غیرہ لا یصل علیہ غیرہ اذ یصلوۃ من صوا ولی یتادی حوالہ المیت ویسقط فرض صلوة الجنائزہ فلو صل علیہ غیرہ
 سلطان وغیرہ نماز پڑھیں ہو تو اسکی اختیار اعادہ کا باقی نہیں ہے اسوائے کہ جب تک نماز پڑھی ایسے کہ جو واسطہ ادرحق میت کے اولیٰ ہر فریضت نماز جنازہ کی اور جو ولی نہ
 بعد یكون نفلاً والتفعل بها غیر مشروع وطفن ان صل علیہ مرة قبل اذن الوالی لا یصل علیہ مرة اخرى مع الوالی ولو
 بعد اسکی اور کوئی نماز پڑھی ہوگی اور نفل نماز جنازہ کا شرع سے ثابت نہیں ہے اولیٰ ہی لیے جو شخص ایک بار برون اجازت ولی کو نماز جنازہ پڑھ چکا ہو تو دوسری دفعہ ولی کو ساتھ
 او صی بان یصل علیہ فلان فالوصية باطلة ولس له ان یصل علیہ الا برضی ولیہ وان لو یکن له ولی فالجیران اولی
 مردہ کی وصیت کی ہو کہ سیری نماز جنازہ فلا شخص پڑھا تو یہ وصیت باطل ہے اور اولیٰ کو برون رضامندی ولی کو اختیار نہیں ہے اگر میت کا کوئی ولی نہیں ہے تو ہمسایہ اولیٰ ہے
 ویقوم الامام بمجذاء صد المیت ذکر ان المیت او انشی لان الصد اشرف الاعضاء فی البدن لكونه مع القلب الذی
 اور امام میت کے مقابل سینہ کے کثیر اور مردہ مردہ ہو یا عورت ہو اسیے کہ سینہ بدن میں سب اعضا سے اشرف ہے اسوائے کہ سینہ میں دل ہے
 فیه نورا لایمان فیکون القيام بان ائہ اشارة الی ان الشفاعة له انما یكون لاجل ايمانه لیغفورا به عن عصیانه
 جس میں نور ایمان کا نور ہوتا ہے اسکی مقابل کھڑے ہونے میں اشارہ ہے کہ شفاعت اس مردہ کی اس بیان کو واسطے ہے تاکہ اسکی شفاعت سے پھر دور دگار درگذرے

وآو وضعوا رأس الميت مما يلي يسار الامام يجوز لكن لو تعد وة يكونون مسيئين وليتخبان يصفوا ثلاثة صفوف
 اور اگر قوم نے میت کا سر امام کے بائیں ہاتھ کے متصل کر دیا تو بھی جائز ہے پر اگر کسی قصداً ایسا کیا تو سب نطاوار میں اور سترت سے کہیں صغیر بناوین
 حتی لو كانوا سبعة يتقدم احد هو الامامة ويقف ثلاثة وراة واثان وراءهم وواحد وراتهما وفضل
 بیان ہے کہ اگر ہر ایسی لوگ سات ہوں تو ایک شخص امامت کے لیے آگے بڑھے اور تین آدمی اوکے پیچھے کھڑے ہوں اور دو انکے پیچھے اور ایک ان دو کے پیچھے اور
 الصفوف في صلوة الجنائزہ اخرها وفي سائر الصلوات اولها ووجه الميت صحیحہ يوم الجمعة لکساء تاخيره الی
 نماز جنازہ کے تمام صفوں میں افضل پھیلی صف ہوتی جو اور تمام نمازوں میں اول صف افضل ہے اور اگر جنازہ جمعہ کو ان صبح کے وقت تیار ہو گیا ہو تو پھر جب وقت تک تاخیر کرنی
 وقت الجمعة ليصل عليه جمع عظیم بعد الجمعة ولا يجوز الصلوة عليه عند طلوع الشمس وعند استوائها
 تاکہ اوسپر جمعہ کے بعد انبوه کثیر نماز پڑھے مگر وہ ہے اور نماز جنازہ طلوع آفتاب کے وقت اور زوال کے وقت

وعند غروبها ان حضر قبل هذه الاوقات وان حضر فيها يجوز من غير كراهة لانها تؤدى كما وجبت لان
 اور غروب کے وقت جائز نہیں ہے اگر جنازہ اون اوقات سے پہلے موجود ہو چکا ہو اور اگر ان ہی اوقات میں آیا ہو تو بلا کراہت جائز ہے ایسی کہ جیسے واجب ہوئی دینی ہی اور اون اسکا
 الوجوب بالحضور وهو افضل والتاخير مكره لقوله عليه السلام لا تؤخرون وذكورها الجنائزہ ولو حضن بعد
 کہ جنازہ کے موجود ہونے سے نماز واجب ہوتی ہے اور افضل ہے اور تاخیر مکروہ ہے واسطے ارشاد نبوی علیہ السلام کے دیکر کرنا اور اس میں جنازہ کو ذکر فرمایا اور اگر جنازہ بعد
 غروب الشمس يبدأ بالمغرب ثم بصلوة الجنائزہ ثم بسنة المغرب وقيل يقدم سنة المغرب ايضا ويكره الصلوة على
 غروب آفتاب کے موجود ہونے سے نماز واجب ہوتی ہے اور افضل ہے اور تاخیر مکروہ ہے واسطے ارشاد نبوی علیہ السلام کے دیکر کرنا اور اس میں جنازہ کو ذکر فرمایا اور اگر جنازہ بعد
 الجنائزہ في المسجد ان كانت الجنائزہ فيه وان كانت الجنائزہ والامام وبعض القوم خارج المسجد والباقي فيه
 مکروہ ہے اگر جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر جنازہ اور امام اور کچھ لوگ مسجد سے باہر ہوں اور باقی مسجد میں ہوں

لا يكره ولو كان الامام على غير طهارة والقوم على طهارة تعاد الصلوة لعدم صحتها واما لو كان الامام على طهارة
 تو مکروہ نہیں ہے اور اگر امام نے وضو ہو اور تمام قوم با وضو ہو تو نماز دوبارہ پڑھیں اس لیے کہ وہ نماز صحیح نہیں ہوتی اور اگر امام با وضو ہو
 والقوم على غير طهارة فلا تعاد لان صلوة الامام صحیحہ وها يلحق الميت ويسقط فرض صلوة الجنائزہ لعدم
 اور قوم تمام بے وضو ہوں تو اعادہ نہیں ہے اس لیے کہ امام کی نماز صحیح ہو گئی ہے اور اس میں میت کا حق ادا ہو گیا اور فرضیت نماز جنازہ کی ذمہ داری ختم ہو گئی

كون الجماعة شرط فيها وان لم يوجد من يصل عليه من الرجال وصلت عليه النساء وحدثهن جماعة يجوز
 کیونکہ اس نماز میں جماعت شرط نہیں ہے اور اگر مردوں میں سے کوئی نماز پڑھنے والا میرٹھوا اور نہ ہی عورتوں نے جماعت کر کر نماز پڑھی تو جائز ہے
 وان امت المرأة الرجال فيها لا تعاد لان صلوة الرجال وان كانت فاسدة لكن صلواتها صحیحہ وها يلحق الميت
 اور اگر عورت نے نماز جنازہ میں مردوں کی امامت کی تو اعادہ نہیں ہے اس واسطے کہ مردوں کی نماز اگرچہ فاسد ہوئی ہے اور اس عورت کی نماز تو صحیح ہوئی اور میت کا حق پورا ہو گیا
 ويتأدى فرض صلوة الجنائزہ فلا تعاد لان تکرارها غير مشروع وعندنا ومن ولد وظهر منه عند ولادته
 اور نماز جنازہ کی فرضیت ادا ہو گئی ہے اور اعادہ نہ ہو گا ایسے کہ اس کا گوارا مشروع میں جائز ہے ایک ثابت نہیں ہے اور جو بچہ پیدا ہونے سے اور پیدا ہوتے ہو سے

ما يدل على حيوته من رفع صوت او تحريك عضو يستعمل ويغسل ويصل عليه وان لم يظهر منه عند ولادته
 کوئی نشان زندگی کا علامہ ہو جیسے رونکی آواز یا کسی عضو کا ہلانا تو اس کا نام مقرر کر نیچے اور نملادین گے اور نماز جنازہ پڑھیں گے اور اگر پیدا ہوتے ہو سے

ما يدل على حيوته لا يصل عليه واختلف في تسميته وغسله والمختار انه يسمى ويغسل ويدسج في خرقة
 کوئی نشان زندگی کا علامہ نہ ہو تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں گے اور اس کے نام معین کرنے میں اور نملادین میں اختلاف ہے اور مختار ہے کہ نام رکھیں اور نملادین اور کپڑے میں لپیٹ کر

ويدفن تكفيا لبني آدم ولو سبى صبي ومات ان لم يسب معه احد او يه يصل عليه لكونه تعالى للسا
 واسطے تعظیم غی آدم کے دن کر دین اور اگر کوئی بچہ پڑا ہو اور مر جائے تو اگر اس کے ساتھ کسی نام رکھیں اور نملادین اور کپڑے میں لپیٹ کر

اول الدار وان سبی مع احد ابویہ لا یصل علیہ لکونه کافر اتبع لمن سبی معه من احد ابویہ الا ان یقر هو بالاسلام وهو
یا ملک کاتبی اور اگر وہ کسی یا باپ کے ساتھ گناہوں کو نہ کرے تو نہ نماز پڑھیں کیونکہ وہ اباب میں جس کے ساتھ گرفتار ہوا ہے اس کی تبعیت میں کافر ہے ان گروہ کو اسلام کا اقرار کرتا ہوا اور وہ
یعقل صفته المذكورة فی قوله علیہ الصلوٰۃ والسلام لجبریل علیہ السلام حین سألہ عن الایمان ان تو من بالله وملكته وكتبه و
اسلام کی صفت جس حدیث میں مذکور ہے جاتا ہوا کہ نبی علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام کو سبب امت نبی علیہ السلام سے صفت ایمان کی پوچھی تو فرمایا کہ یقین کرے تو اللہ کا اور ذکر فرشتوں کا اور وحی کتاب کا
رسولہ والیوم الآخر وبالقدخیرہ وشر او یسلم من سبی معه من احد ابویہ فحینئذ یصل علیہ اذ قد جاء فیہ الخبر ان الولد
رسولوں کا اور قیامت کے دن کا اور نیک و بد کو اندازہ کرنے کا یا اور کل اباب جس کے ساتھ گرفتار ہوا ہے اس سے سبب نماز پڑھیں اس لیے کہ اس اب میں حدیث ہے کہ پھر
یتبع خیر الابویں ینا وازفات فی دار الاسلام بعد موت ابیہ فیہا لا یصل علیہ لتقرب التبعية بموت ابیہ ومن مات فی السفینة
اباب میں یا اعتبار میں ایک ایسے کا تابع ہوتا ہے اور اگر وہ چاہے اور اسلام میں پڑھنے اور اباب کو دار الاسلام میں جو ان اب سبب نماز پڑھیں کیونکہ اباب کی موت ایسی تبعیت ہے اور جو شخص جہاز میں ہے
ولم یکن فیہا ارض یغسل ویصل علیہ ویلقی فی البحر ومن قتل فی حدا او قصاص یغسل ویصل علیہ لما روی ان ما عذا
اور کسی جہاز میں ہے تو غسل دیکر اور کفن کرے اور نماز پڑھے اور زمین والین اور جو شخص حد یا قصاص میں لڑا ہے تو اس کو نماز پڑھیں اور اس سبب نماز پڑھیں کیونکہ روایت ہے کہ ماثر کو
لما حججنا یمہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ قتل ما عذک ما یقتل الکلاب فمات امری اصنع به فقال النبی علیہ الصلوٰۃ
جب رحیم کیا تو اس کے چپے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پوچھا کہ یا رسول اللہ ما عذک کی موت آرا گیا اب جو حکم ہو کر دن پس نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام لا تفل هذا لانه تاب توبة لو قمت علی اهل الارض لو سقتموا ذهب غسله وکفنه وصل علیہ ومن یقتل من
والسلام نے فرمایا یہ بت کہ کیونکہ اس نے توبہ کی تھی اور اگر تمام کافرین کے باشندوں نے توبہ کر لی تو سب کو کافی ہو تو جو اس کو نماز اور کفن کے اور نماز پڑھے اور جو شخص
البغاة وقطاع الطرق لا یغسل ولا یصل علیہ لما روی ان علیا رضی اللہ عنہ لم یغسل البغاة ولم یصل علیہم فقیل لہ اھم
باغیوں میں یا سب تو ان میں مارا جاوے تو نہ غسل میں اور نہ اس سبب نماز پڑھیں کیونکہ روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نہ باغیوں کو غسل دیا اور نہ نماز پڑھی پھر کسی نے اس سے پوچھا کیا
کفار فقال لا بل ہم یغوا علینا اشار الی انہ انما ترک غسلهم والصلوٰۃ علیہم لیس لیسون عقوبتهم وجر غیرہم قیل ہذا فی
یہ لوگ کافر ہیں جو اب دیا نہیں بلکہ ہم سے باغی ہیں یہ اشارہ ہے کہ ان کا غسل اور نماز بناوٹ کے لیے ترک ہوئی ہے اگر ان کو نماز اور اور کو خوف ہو کوئی کتا ہے کہ
حق من یقتل فی حال المحاربة قبل ان تضع الحرب اوزارہا لمن یقتل بعد ثبوت ید الامر علیہ فانه یغسل ویصل علیہ قال لیس لیس
یہ سزا اس باغی کے حق میں جو عین جنگ میں لڑائی میں متوقف ہونے سے پہلے مارا جاوے اور کسی سزا میں نہ جلاوڑا قبض ہونے امام کے ارادے کو غسل ہی نہیں اور نماز ہی پڑھیں نہیں
ہذا تفصیل حسن اخذہ الکبار من المشائخ ومشاخنا جعلوا حکم المقتولین بالمعصیة حکم اهل البغی وکذا حکم
کتا ہے یہ فرق خوب ہے اس کو پڑھی ہوئے مشائخ نے اختیار کیا ہے اور ہمارے مشائخ نے معصیت کے مقتولوں کو کفرا باغیوں میں داخل کیا ہے اور ایسے ہی جو شخص
الواقفین الناظرین الیہم اذا صابہم جرا وسہم وما توافی تلك الحالة لا یصل علیہم وان ماتوا بعد تفرقہم یصل علیہم ومن یقتل
کفر سے رہ کر باغیوں کا تماشا دیکھو اگر اس کے پیغمبر یا پیر علیک اور اسی حالت میں مجاہد ہو تو اسے بھی نماز پڑھیں اور اگر بعد چلے جائے مرنے تو اسے نماز پڑھیں اور جو شخص اپنے
نفسہ عدا یصل علیہ عند ابی حنیفة ومحمد وهو الاصح کہ وہ وان کان باغیا علی نفسه الا انہ یرساع فی الارض بالفساد
میں عدا آپ قتل کرے طرفین کے نزدیک اور سبب نماز پڑھیں اور یہی اصح ہے اس واسطے کہ اگرچہ یہ شخص اپنی جان پر باغی ہے مگر اسے ملک میں پھنسا دینا بھیلا یا
بل هو فاسق کافر فاسق المسلمین ومن یقتلہ السبع او یحترق بالنار او یتردی من الجبل او یموت تحت ہدم یغسل ویصل علیہ ومن
بلکہ فاسق ہے اور مسلمان فاسق ہوتے ہیں اور جو درندہ ہاڈا لے یا آگ میں چلے جاوے یا پھاڑ پھری کرے یا کھانسی ہو یا مکان سے پڑے تو اس کو نماز پڑھیں اور نماز پڑھیں اور جو شخص اپنے
یقتلہ اهل الحرب واهل البغی او قطع الطريق ولم یکن جنبا لا یغسل لکونه شهیدا بل یصل علیہ ویدفن بدنه وثیابہ التي قتل
حربی لوگ یا باغی یا سبب نماز پڑھیں اور وہ جنب ہوتا ہے جو غسل نہیں دینا اس لیے کہ وہ شہید ہے بلکہ اس کو نماز پڑھیں اور خون آلودہ اور نین کپڑوں میں دفن کر دین
فیہا الامالیس من جنس الکفر کالفرو والحشو والحف والقلنسوة فان کان ما علیہ من الثیاب ناقصا عن کفن السنة یزاد علیہ
میں قتل ہو لے بجز اس کے جو کفن کی قسم کا ہو جسے پستین اور پینڈا رکبڑ اور موزہ اور ٹوپی اور اگر اس کے بدن کے کپڑے مقدار کفن سنوں سے کم ہوں تو زیادہ کر دین

فانما یصل علیہم فقیل لہ اھم
اور نماز پڑھیں کیونکہ روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نہ باغیوں کو غسل دیا اور نہ نماز پڑھی پھر کسی نے اس سے پوچھا کیا
یہ لوگ کافر ہیں جو اب دیا نہیں بلکہ ہم سے باغی ہیں یہ اشارہ ہے کہ ان کا غسل اور نماز بناوٹ کے لیے ترک ہوئی ہے اگر ان کو نماز اور اور کو خوف ہو کوئی کتا ہے کہ
یہ سزا اس باغی کے حق میں جو عین جنگ میں لڑائی میں متوقف ہونے سے پہلے مارا جاوے اور کسی سزا میں نہ جلاوڑا قبض ہونے امام کے ارادے کو غسل ہی نہیں اور نماز ہی پڑھیں نہیں
کتا ہے یہ فرق خوب ہے اس کو پڑھی ہوئے مشائخ نے اختیار کیا ہے اور ہمارے مشائخ نے معصیت کے مقتولوں کو کفرا باغیوں میں داخل کیا ہے اور ایسے ہی جو شخص
کفر سے رہ کر باغیوں کا تماشا دیکھو اگر اس کے پیغمبر یا پیر علیک اور اسی حالت میں مجاہد ہو تو اسے بھی نماز پڑھیں اور اگر بعد چلے جائے مرنے تو اسے نماز پڑھیں اور جو شخص اپنے
نفسہ عدا یصل علیہ عند ابی حنیفة ومحمد وهو الاصح کہ وہ وان کان باغیا علی نفسه الا انہ یرساع فی الارض بالفساد
میں عدا آپ قتل کرے طرفین کے نزدیک اور سبب نماز پڑھیں اور یہی اصح ہے اس واسطے کہ اگرچہ یہ شخص اپنی جان پر باغی ہے مگر اسے ملک میں پھنسا دینا بھیلا یا
بل هو فاسق کافر فاسق المسلمین ومن یقتلہ السبع او یحترق بالنار او یتردی من الجبل او یموت تحت ہدم یغسل ویصل علیہ ومن
بلکہ فاسق ہے اور مسلمان فاسق ہوتے ہیں اور جو درندہ ہاڈا لے یا آگ میں چلے جاوے یا پھاڑ پھری کرے یا کھانسی ہو یا مکان سے پڑے تو اس کو نماز پڑھیں اور نماز پڑھیں اور جو شخص اپنے
یقتلہ اهل الحرب واهل البغی او قطع الطريق ولم یکن جنبا لا یغسل لکونه شهیدا بل یصل علیہ ویدفن بدنه وثیابہ التي قتل
حربی لوگ یا باغی یا سبب نماز پڑھیں اور وہ جنب ہوتا ہے جو غسل نہیں دینا اس لیے کہ وہ شہید ہے بلکہ اس کو نماز پڑھیں اور خون آلودہ اور نین کپڑوں میں دفن کر دین
فیہا الامالیس من جنس الکفر کالفرو والحشو والحف والقلنسوة فان کان ما علیہ من الثیاب ناقصا عن کفن السنة یزاد علیہ
میں قتل ہو لے بجز اس کے جو کفن کی قسم کا ہو جسے پستین اور پینڈا رکبڑ اور موزہ اور ٹوپی اور اگر اس کے بدن کے کپڑے مقدار کفن سنوں سے کم ہوں تو زیادہ کر دین

وان كان زائدا ينقص منه مراعاة السنة ولا يصل على عضو الا اذا كان في حكم الكل بان يوجد كثر الميتة او
 اور اگر بڑھی ہوں تو دسے رعایت سنت کی کم کر دین اور مقتول کے عضو پر نمانہ نہیں ہے بان جب بھی کہ وہ عضو کل کے حکم میں ہو اسطور کہ آدھ سے زیادہ ہو
 نصفه مع رأسه بخلاف ما لو وجد رأسه او نصفه مشقوقا بالطول فانه لا يغسل ولا يصل عليه والمصلوب
 سمیت آدھا ہو بخلاف اوس مقتول کے چکا فقط سر ہے اتوار کے یا آدھا طول کی جانب سے چھایا ہوا ایسے کے لیے نہ غسل ہو اور نہ نماز اور رسولی دیالو
 يترك على خشيته ثلثة ايام عقوبة له وزجر الغيرة ثم لما تولى ثلثة ايام يغسل بينه وبين اهله ليدفوا ولو
 تین دن تک رسولی پر لٹکا رہے اوسکی یہ لکھی شراب اور اور دیکھے لیے خوف پر تین دن پورے ہو جاویں تو اوسکے وارثوں کو اجازت دین تاکہ اوسکو دفن کریں اور اگر
 مات كافرا ولم يكن له ولي من الكفار وله قريب مسلم يغسله القريب المسلم ويدفنه لما روى ان عليا مات ابوه
 کوئی کافر مر جاوے اور اوس کا کوئی کافر وارث نہوا اور اوس کا مسلمان ہو تو وہ ہی مسلمان اوسکو غسل دی کر دے گا کیونکہ روایت ہے کہ علیؑ کا باپ مر گیا
 جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ان عمك الضال قد مات فقال له النبي صلى الله عليه وسلم
 تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا بچھا گمراہ مر گیا آپ نے فرمایا

اذ هلك غسله وكفنه ووارثه لكن لا يغسل كغسل المسلم بل يصب عليه الماء ويفل غسيل الثوب النجس من
 جاو اوسکو غسلنا اور کفنا کر دے پورا اوسکو مسلمانوں کی طرح نہ اٹلا دین بلکہ اوس پر پانی بھا دین جیسے گندہ کپڑے کو دہوتے ہیں
 غير وضوء ولا بداية من التيامن ويلت في خرقة من غير مراعاة سنة الكفن ويحفر حفرة من غير حياء ويلقى فيها
 نہ تو وضو کریں اور نہ دہنی طرف سے شروع کریں پیر کپڑے میں پیشین کفن میں پھر رعایت سنت کی نہ کریں اور گڑھا بوندن لحد کے کو ذکر ال دیوبن

ولا يوضع ويجوز دفعه الى اهل دينه وان كان له ولي من الكفار لا ينبغي للمسلم ان يتولى امره بل يغلى بينه وبينهم
 اور مردہ کی طرح نہ اتاریں اور جائز ہے کہ اوس کا لاشہ اوسکی ملت و النکو حوالہ لکروں اور اگر کفار میں کوئی اوس کا وارث ہو تو اب مسلمان کو نہیں چاہیے کہ اوس کا روبرو کا ذمہ اوسکو لے کر حوالہ کریں
 ليصنعوا به ما يصنعون بموتاهم هذا اذا لم يكن كفرا بالارتداد وما اذا كان كفرا بالارتداد فلا يدفع الى اهل
 وہ جسطور اپنے مرد و نکو کرتے ہوں سوا اوسکو کریں یہ جب ہی کہ اوس کا کفر ارتداد کا نہوا اور اگر وہ مرتد ہو کر کافر ہوا ہے تو اوسکی ملت والوں کو بھلے دین میں

الدين الذي انتقل اليه بل يلقى في حفرة كالكلب بلا غسل ولا كفن يسرنا الله تعالى النجاة من وال الا ان يلبطف وكما
 لگیا ہے نہ دیوبن بلکہ کتے کے مثال بے غسل اور بے کفن گرتے ہیں ذالدين الی بھو زوال ایمان سے بھنا اپنے لطف و کرم سے آسان کر

المجلس السادس والخمسون في بيان قوله عليه السلام من كان اخر كلامه

لا اله الا الله دخل الجنة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان اخر كلامه لا اله الا الله
 لا اله الا الله ہے وہ جنتی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا بچھلا بول لا اله الا الله ہو
 دخل الجنة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه معاذ بن جبل ومعاذ ان كل من كان اخر كلامه عند الموت
 وہ جنتی ہی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے معاذ بن جبل کی روایت سے اہم معنی یہ ہیں کہ جس کا آخر کلام مرتے وقت کلمہ توحید ہو
 كلمة التوحيد يدخل الجنة اما قبل ان يعذب بعفو ذنوبه او بعد ان يعذب بقدر ذنوبه فعليه هذا كل من
 وہ جنت میں داخل ہوگا یا تو نے عذاب اگر خطا میں معاف ہو میں یا لگتا ہوں کے برابر عذاب بہت کر اس بیان کے موافق

تتيسر من حياته ينبغي له ان يكثر الاستغفار ويتوب عن ذنوبه ويستحضر في ذهنه ان هذا اخر اوقاته من الدنيا
 جسکو توقع زلیت کی نہ رہی تو اوسکو چاہیے کہ استغفار بہت کیا کرے اور اپنے گناہوں کو بکرسے اور اپنے دل میں ہی خیال رکھو کہ دنیا میں سے میری ہی وقت آخر ہے
 ويجتهد ان يختم بخير ويسارع في قضاء دينه لئلا يبقى في قبره مرثنا بدنيته لما اخبر به النبي عليه الصلوة والسلام
 اور یہ بہت کرے کہ اسوقت کو خیر بہ تمام کرے اور جلد ہی سے اپنا قرض اتار دے تاکہ قبر کے اندر قرض میں الجھانہ نہ رہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے

وقال نضر المؤمن معلقة بدئته حتى يرضى عنه ويبادرنى داء سائر الحقوق الى اهلها من رحال المطالم والودائع والعهود
 من غير ما سوسن كى جان قرض بين اهل بيتى سے جب تک فرض خواہ راضى ہووے اور جلدی سے تمام مقدار حق ادا کوی نہاں لیا ہو آپیک اور انتین اور کئی ہوئی چیزیں بجا
 واستحلال اهلہ من نوجتہ ووالدیہ واولادہ وعلمانہ وجيرانہ واصلد قائه وکل من کان معه معاملة ومصحابة
 اور اپنے اہل سے یعنی اپنی بیوی اور باپ اور اولاد اور غلاموں اور ہسالیوں اور دوستوں سے اور جبکہ ساتھ کچھ معاملہ ہوتا ہو یا پیشینی ہو حق سمان کرانے
 ویوصی بما لا یتکمن من ادا ئہ فی الحال حتی لو کان علیہ حق من حقوق اللہ تعالیٰ کا لصلوة والزکوۃ والصوم والحج
 اور حق کہ بالفعل ادا نہیں ہو سکتا اور مکی وصیت کر دے یہاں تک کہ اگر اسکے ذمے حقوق اللہ ہوں جیسے نماز اور زکوۃ اور روزے اور حج وغیرہ
 وغیرہا یجب علیہ ان یوصی لہذہ الحقوق بثلث مالہ ان احتجیر الیہ وان لم یکن علیہ حق من ہذہ الحقوق لا
 تو اس پر واجب کہ اسے ان حق کے توائی ال میں وصیت کر دے اگر مال کی حاجت ہووے اور اگر اسکے ذمے ایسے حقوق نہیں ہوں تو وصیر اور
 یجب علیہ الوصیۃ بل ینبغی لہ ان ینظر الی حال الورثۃ فانہم ان کا نوا صغارا فالفضل لہ ترک الوصیۃ ولذلک
 کوئی وصیت واجب نہیں ہے بلکہ وصیہ چاہیے کہ ورثہ کے حال کو لیا نکرے کیونکہ اگر ورثہ بچے ہیں تو افضل ہے کہ وصیت نہ کرے اور ایسی ہے
 لو کانوا کبارا وھم فقراء ولا یتغنون بحصتھم من التركة کان ترک الوصیۃ افضل لہ وان کانوا اذنیاء ولا یتغنون
 اگر بالغ ہوں لیکن ایسے محتاج کہ ترک زمین سے اپنا اپنا حصہ لیکر بھی غنی نہ ہوں تو بھی وصیت نہ کرے فی افضل ہے اور اگر غنی ہوں یا ترک زمین سے
 بحصتھم من التركة فالفضل لہ ان یوصی باقل من الثلث فیما هو طاعة لامعصیۃ فیہ فیبدل من لیس ارض
 اپنا اپنا حصہ لیکر غنی ہو جائے تو اب افضل یہ ہے کہ توائی مال سے کم کی ایسی وصیت کرے جو طاعت ہو اور میں کوئی معصیت نہ ہو بلکہ قرابت میں ایسے شروع کرے جو وارث نہ ہو
 قرابتہم ان لہم یکنوا فقراء بل کانوا اغنیاء فبالجدان وقد الاستغناء عند الجھیفۃ علی ما ذکر فی قضایا الخلاء والبر
 اگر وہ محتاج ہوں اور اگر وہ محتاج نہ ہوں بلکہ غنی ہوں ہسالیوں سے شروع کرے اور مقدار استغناء کی امام ابو حنیفہ کے نزدیک وفاق اسکے جو خلاصہ ہذا ہے کہ عیال میں مذکور ہی ہے
 ان یقے لكل وارث بعد الوصیۃ اربعة آلاف وعن الفضل عشرة آلاف وبعد الوصیۃ ینبغی لہ ان یحسین
 کہ وصیت اور اگر چار ہزار ہر ایک وارث کے لیے بیچ چھ ہزار فضلی سے یہ روایت ہے کہ دس ہزار بچے رہیں اور وصیت کرنے کے بعد چاہیے کہ ہر ایک
 ظنہ باللہ تعالیٰ بانہ یرحمہ ویغفر ذنوبہ ویستخیر فی ذہنہ انہ حقیر فی مخلوقاتہ تعالیٰ وانہ
 بناب الہی من درست کرے کہ مجھ پر اللہ رحمت ہی کرے گا اور میرے گناہ ساف ہی کرے گا اور اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ او کے مخلوقات میں سے کینہوں
 تعالیٰ اغنی عن عذابہ وطاعته ویبغی لہ ان یكون مشغولا بقراءة آیات من القرآن
 اور اللہ تعالیٰ کو میرے عذاب اور طاعت کی کچھ پروا نہیں ہے اور چاہیے کہ قرآن شریف کی وہ آیات جنہیں رطہ اور امید داری ہے پڑھی
 العظیم فی الرجاء او یقرأ غیرہ عندہ وھو یسم وکذلک لیستقری احادیث الرجاء او یقرأ
 یا اے اس اور لوگ پڑھیں یا سننا سے اور ایسے ہی رہا کی مدینین پڑھی یا اور لوگ اسکے پاس پڑھیں
 غیرہا عندہ وھو یسم وحکایات الصالحین واثارہم عند الموت ویبغی لہ ان یحافظ علی الصلوۃ
 اور یہ سننا سے اور مسلمان کے قصے اور اذکار کے مرتے دم کی حالات سننے اور اسکو چاہیے کہ بیچکا نماز کی اور
 الخمس وغیرہا من وظائف الدین بقدر طاقتہ فانہ اذا عجز عن القیام فی الصلوۃ
 اور سوائے اسکے اور وظائف دین کی طاقت کے موافق محافظت کیے جاوے بیشک اگر وہ نماز میں قیام سے ہٹ کر رہے
 یصلی قاعدا برکوع وسجود وان لم یقدر علی الرکوع والسجود یصلی بالایماء قاعدا ویجعل
 تو بیٹھ کر رکوع اور سجود کے ساتھ پڑھے اور اگر رکوع اور سجود کی قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر اشارہ سے پڑھے اب سجدہ کہ بلند رکوع کے
 سجودہ اخفض من رکوعہ لیحصل الفرق بینہما وان لم یقدر علی القعود یصلی بالایماء
 بہت کرے تاکہ دونوں فرق رہے اور اگر بیٹھنے کی قدرت نہ ہو تو رکوع سے پڑھا اشارہ سے پڑھے

مضطجعا او مستلقا لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها ويحتمل النجاسات ما استطاع
 حاجت لیکن ایسے کہ طاعت بقدر طاقت ہوتی ہے اس آیت سے تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جو اسکی گنجائش ہے آگندگی سے جہاں تک ہو سکے نیکی
 حتی اذا عجز عن استعمال الماء يصلع بالنميم اذا كان على بدنه او ثوبه او موضع صلواته نجاسة وعجز عن اذلتها يصلع معها
 یا تنگ کہ اگر پانی استعمال کر کے تو تم سے تازہ ہی اور اگر اس کے بدن پر یا کپڑے پر یا نماز کی جگہ پر گندگی ہو اور پاؤں کے ٹکڑے تو ایسی ہی نماز پڑھے
 ولا يترك الصلوة ولا يؤخرها عن وقتها مادام عقله ثابتا خوفا من حضور اجل بفته وقد حصل منه التقصير في اتيان
 نہ تو نماز کو بالکل تھارے اور نہ وقت سے تاخیر کرے جب تک کہ اسکی عقل قائم ہو کیونکہ یہ خوف ہے کہ ناگاہ موت ایسے وقت نہ آجائے کہ بقدر طاقت
 ما وجب عليه بقدر استطاعته ويلوذ من التسهل في ذلك اذ من اقم القبايح ان يكون اخر عهده من الدنيا الخ
 واجبات کے ادا کرنے سے قاصر ہو اور اس وقت میں تسستی سے مذکورے کیونکہ یہ بڑی غیامت ہے کہ دنیا میں جو
 هي فرعة الاخيرة التفريط فيما وجب عليه او ندب اليه وليجتهد في ختم عمره باكمل الحالات ويوصي اهله واصحابه
 آخرت کا کیت ہے اسکی آخری تین واجبات یا مستحبات کی ادائیگی کو تا ہی باقی چھ اور چالیس کی اپنی حالت پر تمام کرے اور اپنی اہل اور اصحاب کو
 بالصبر والاحتمال على ما يصدر منه في مرضه ويوصيه باصبر وترك البكاء عليه ويقول له قد صح انه عليه الصلوة
 ان حرکات پر جو اسکی بیماری میں واقع ہوں صبر اور تحمل کی وصیت کرے اور وصیت کرے کہ اگر کوئی پوچھنا نہیں اور اسطور نہیں کہ صحیح روایت ہے کہ نبی علیہ السلام
 والسلام قال الميت يعذب ببكاء اهله عليه فاياكم يا اجبائي والسعي في اسباب عذاب ابني ويوصيه ايضا باجتنا ب
 نے فرمایا ہے میت کو اسکی اہل کے رونے سے عذاب ہوتا ہے سو اے میرے عزیزوں میں سہی کرنے سے بچو اور یہ وصیت کرے کہ ماتم میں
 ماجرت به العادة من البدع في الجنائز ويؤكد عليه ذلك ويلبغى له ان يقون في وقت بعد وقت حتى ايتوهني تقصيرا
 جو جو عادات رسم ہو رہی ہیں ہرگز نہ کرنی چاہئیں اور نو سبنا کبہ کر دے اور چاہیے کہ دم بہ دم یہ سمجھاتا رہے جب تک میرا تصور کوئی
 في شيء نهوني عليه بهر فوق فاني معرض للخفلة والكسل والاهمال واذا قصرت فشطوني وعاونوني على اهبة سفري
 معلوم ہو تو مجھ کو نہی سے جہاد یا کرو کیونکہ میں اب غفلت اور کاپلی اور تسستی میں مبتلا ہوں اور جب مجھے کوئی قصور ہو تو مجھ کو بچاؤ اور اس سفر کے سامان پر میری مدد کرو
 هذا فاذا حضر الموت يوجه نحو القبلة على شقه الا من قال الربيعي والمختار في زماننا ان يلقى على اهاه وقد ما
 یہ جب دم بھلنے لگے تو داہنی کرہٹ پر اسکا موٹھ قبضہ کی طرف پیر میں زمیعی کتا ہے مختار اس زمانے میں یہ ہے کہ چیت لٹا کر اس کے پاؤں
 الى القبلة ويرفع راسه قليلا ليكون وجهه الى القبلة دون السماء وانما اختير ذلك وان كان الاول سنة لكونه
 قبضہ کی طرف کر کے کچھ تھوڑا سا اس کا سر اوہاڑیں تاکہ اس کا منہ قبضہ کی طرف ہو جاوے آسمان کی طرف نہ ہو بلکہ اسے چھتار چیلر ہے اگرچہ صورت اول سنون ہے کہ
 ايسر لخروج الروح ويلقن الشهادة لانه موضع يتعرض الشيطان فيه لافساد اعتقاده فيحتاج الى مدركه ومنه على
 واسطے نزع روح کے آسان ہو اور کلمہ شہادت تلقین کریں کیونکہ اس وقت شیطان اور کلمہ اعتقاد خراب کر سکتا ہے اور اب التوحید یاد دلائی دالے کی
 التوحيد وكيفية التلقين ان يذكر عنده كلمة التوحيد ولا يؤمر بها مخافة ان ينضج ويردها لكون الحال صعبا
 حاجت ہے اور تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اسکو تھما کر کلمہ تو مید پڑھیں اسکو کہیں کہ کلمہ توحید یہ خوف ہے کہ دل تنگ ہو کر رو کر دے کیونکہ اس پر سختی کا وقت ہے
 عليه واذا قالها مرة لا تعاد عليه الا ان يتكلم بكلام اخر فينشد يلقن مرة اخرى حتى يكون آخر كلامه كلمة التوحيد
 اور جب وہ ایک بار ہی پڑھے تو پھر پھر اعداہ کریں ان کو اس کے بعد اور بات چیت کے جو تواب دوبارہ تلقین کریں تاکہ اس کے آخر کلام کو توحید ہو
 واما التلقين بعد الموت فقد اختلفوا فيه فقل يلقن لظاهر ما روى عن ابى سعيد الخدرى انه عليه الصلوة والسلام
 اور بعد موت کے جو تلقین کرتے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ کوئی کتا ہے تلقین کرنا چاہیے باعتبار ظاہر معنون روایت ابو سعید خدری کے کہ نبی علیہ السلام نے
 قال لقنوا موتاكم لا اله الا الله وقيل لا يلقن لعدم الفائدة فيه بعد الموت لانه ان مات مؤمنا لا يحتاج الى التلقين
 فرمایا اپنی موت کو لا اله الا الله تلقین کیا کرو اور کوئی کتا ہے تلقین کریں کیونکہ بعد موت کے اس میں کچھ فائدہ نہیں اسلیے کہ اگر وہ ایمان سے مرگے تو اب تلقین کی کیا حاجت ہے

البدن من الدرن والنجاسة ثم ماء السدا والحذر ليزول ما على البدن لكونه ابلغ في التنظيف ثم ماء فيه
بیل کہیں نجاست سے سو بیگ کرپول جا کر پوری آفتان کی جو شس لیے ہوئے ہونے سے کہ جو بن رہے سو چھوٹ جاوے کیونکہ اس میں لطافت خوب ہوتی ہے اور نور

کافوران وجد تطيبا لبدن الميت ثم يغسل رأسه وحيتته بالخطم لانه ابلغ في استخراج الوسخ لكونه مثل الصابون والتنظيف
کافور ملی ہوئی ہونے سے اگر میرے سو کر میت کے بدن میں خوشبو ہو جاوے اور اس کے سر اور دالہ ہی گل خیر میں دھو دین کیونکہ اس میں تل خوب چھوٹتا ہے ایسے کہ غلطی سے صابون کرانہ نہ تیار کیا
وان لم يوجد فالصابون ثم يصبغ على يساره ويغسل حتى يصل الماء الى ما يلي التخت منه ولا يكت على وجهه ليغسل ظمسه
اور اگر یہ نہ ملے تو صابون سے صابون پر بائیں کر وٹ پر لٹا کر اتنا سلا دین کہ پانی سینے کی طرف تھے تک بہ جاوے اور پیٹھ دھونے کے لیے منہ کو بل اندر کر دین

ثم يجلسه الفاسل ويستند اليه ويمس بطنه برفق وان خرج منه شيء يغسله ولا يعيد غسله ولا وضوءه لان غسله
پھر ادر کو سلائے والا اپنے سارے سر بیجا کر نرم نرم پیٹ کو ملے اور اگر پیٹ میں کچھ نکلے تو دھو کر اس کو غسل کا اعادہ کر اور نہ وضو کا اس واسطے کہ اس کا غسل
عزها بالنص هو قوله عليه الصلوة والسلام للمسلم على المسلم ستة حقوق وذكر منها غسله بعد موته وقد حصل مرة فلا يعاد
جو نص ہے اس حدیث میں ثابت ہوا ہے واسطے سلمان کے سلمان پر حجہ حق ہیں اور میں غسل سبت کو بھی ذکر فرمایا سو ایک بار ہو لیا پر اعادہ نہیں ہے

ثم يثقف بتورب لئلا يتل اكلانه ويجعل على رأسه وحيتته الخوط وهو عطر مركب من اشياء طيبة ولا باس سبائر انواع الطيب
پھر کبڑے سے پونچھ دین تاکہ کفن تر ہو جاوے اور اس کے سر اور دالہ ہی پر اگر کچھ خوشبو مرکب لگا دین حنوط خوشبو پر کسی خوشبو کے پونچھنے سے مرکب ہو جائے اور سب سب کچھ خوشبو دیکھا

غير الزعفران والورد فانهما يكرهان في حق الرجال دون النساء ويجعل الكافر على مساجده وهي جهنمته وانفه ويداها
سوائے زعفران اور ورس کچھ ڈر نہیں ہے یہ دونوں مردوں کے حق میں مردوں کو اور عورتوں کو لیکر وہ نہیں اور مساجد پر کافر لٹکا دین اور مساجد اسکی پیشانی پر اور ناک اور دونوں ہاتھوں

رکتاه وقد ما لانه كان يسجد بهذه الاعضاء فكانت اولى بزيادة الكرامة ولا يسهج شعرة وحيتته ولا يقصر ظفراه
دونوں گھٹنے اور دونوں قدم ایسے کہ ان اعضا پر سجدہ کرتا تھا سو واسطے زیادتی تعلیم کے یہ ہر اعضا لایق ترین اور بالوں میں اور ارضی میں گلشن کرین اور نہ ناخن تراشیں

وشعرة لان هذه الاشياء انما تفعل للزينة وقد استغنى عنها وما كروى انه عليه الصلوة والسلام قال اصنعوا موتاكم
اور نہ بال کترین کیونکہ یہ سامان زینت کے ہیں سو اسکی کچھ حاجت نہیں رہی اور یہ جو روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سنگار بناؤ اپنے موتا کا

كما تصنعون بعزم سكون على التطيب والتطهر لا على التقبص وازالة الجزء لكون ذلك غير مسنون في الميت كروى
جیسے سنگار کرتی ہو اپنی دلہنوں کو سو محمول ہے خوشبو اور ظہارت بجز ناقص کرنے پر اور خبر کی دور کرنے پر نہیں کیونکہ یہ اس وقت کے حق میں غیر مسنون ہیں اور

عن ابى حنيفة والى يوسف ان الظفران كان منكم افلا اس باخذة ومن مات ولم يوجد ماء ليغسل يده ويصلى عليه نحو
ابو حنیفہ اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ ناخن اگر ٹوٹا ہوا ہو تو اسے کرنے کا کچھ مصلحت نہیں اور اگر کوئی شخص مر جاوے اور پانی غسل کو نہ ہا تو اس کو اسکو تم کرا دین اور نماز پڑھیں پھر

ان وجد ماء يغسل فتعاد صلوته وقيل لا تعاد وان جردى الماء على الميت او اصابه مطر عن ابى يوسف انه لا يفت عن الغسل
اگر پانی مل جاوے تو سلا دین اور نماز دوبارہ پڑھیں اور کوئی کتا ہی کہ پرن پڑھیں اور اگر میت پر غصہ بخورد پانی پھر گیا یا سبھ میں بیگ گیا تو ابو یوسف سے روایت ہے کہ قائم مقام غسل کا نہیں

لانا امرنا بالغسل وجريان الماء واصابة المطر ليس بغسل والغرق يغسل ثلاثا في قول ابى يوسف وعند محمد في رواية از نوى
کیونکہ جبکہ حکم غسل سے کاہن اور پانی کا بہنا اور نہی میں بیگنا کچھ غسل نہیں ہے اور وہ دے ہوئے کو ابو یوسف کے قول پر تین بار غسل دین اور محمد کے قول کے موافق ایک روایت میں اگر

الغسل عند الاخر ابر من الماء يغسل مرتين فان لم ينو يغسل ثلاثا وتى رواية عنه يغسل مرة واحدة وغاسل الميت
پانی میں سے نکالتے ہوئے غسل کی نیت کی ہو تو پھر دوبارہ سلا دین اور اگر نیت غسل کی نیت کی تو تین بار سلا دین اور ایک روایت میں اٹھنے کے ایک ہا نماز میں بار سلا دین اور

ينبغي ان يكون على طهارة وان يكون اقرب الناس اليه وان لم يوجد فاهل الورع والصلاح واذ لم يغسله ليكن لكل واحد
ہا یہی کہ وضو ہو اور نیت کا سبب زیادہ تر قریب ہو اور اگر ایسا شخص موجود نہ ہو تو کوئی خدا ترس اور پرہیزگار ہو اور جب نہلا لیکن تو کفن پنا دین اور ہر ایک

من الرجل والمرأة كفن السنة وكفن الكفاية وكفن الضرورة في حقه ما يوجد وكفن السنة للرجل قميص وازاد ولفاف
کے لیے تھوڑا سا روایک تو کفن سنت ہے اور ایک کفن کفایت ہے اور نماز جاری لا دونوں کے لیے وہی جو میرا تھا اور کفن سنت مرد کا قمیص یعنی کفنی اور تھوڑا سا روایک کفنی

ویضعه علی عاتقه الا یسرا ثم بالمؤخر الا یسرا یضعه علی عاتقه الا یسرا فلا یفضل لبقية الناس مشیر خلفه لانه ابلغ
 لاین موٹھے پر رکھے پر پہلی بارچن جانب اپنے بائیں موڑے پر رکھے اور باقی لوگوں کو ہر افضل ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلیں کہو کہ برکت پڑے
 فی الاعتازة اذا بلغوا قبره یکره لهم الجلوس قبل وضعه علی الارض لایکره بعد وضعه هذا فی حق من عیشی مع الجنائز
 کے پرست خوب اور جب قبر کے پاس بوجھیں تو انکو کورہ ہے کہ جنازہ چینی اور تار سے پیٹے بیٹھ جائیں اور جب میں پراقتار میں تو کورہ نہیں ہونا اور کورہ میں جو جنازہ کے ساتھ ساتھ جاتے ہیں
 واما لو ذهب قوم الی المصلی وجلسوا ینتظرونها فیها فالصیح انہم لا یقومون قبل الوضع وکذا من کان قد اعد علی
 اور اگر ایک قوم آگے جا کر نماز گاہ میں اس کے منتظر بیٹھے ہوں پر اس جنازہ کو وہاں ٹیکر آگے تو صحیح یہ ہے کہ یہ قوم جنازہ نہیں پرکھنے سے بلکہ کورہ نہیں اور ایسی ہی جو چھٹے چھٹے
 الطريق فرت به الجنائز الا اذا اراد ان یتبعها وما ورد فی الاحادیث من القيام لها منسوخ ولا ینبغی لمن یتبعها
 اور وہاں کو جنازہ آجا وہاں اگر کسی کے ساتھ جائے گا اور وہ کورہ جو صدیقوں میں جنازہ کے لیے کھڑا ہونا یا پیر سو سنوں پر اور ساتھ جائیوں کو نہیں چاہیے
 ان یرجع قبل ان یصل علیها وبعد ان یصل علیها قالوا لا یرجع الا باذن اهلها و ذکر فی المخط ان الرقیق یعد الرجوع
 کہ نماز جنازہ سے پہلے جگر چلے آوین اور بعد نماز کے بھی کہتے ہیں کہ دون اجازت ولی جنازہ کے مجاہدین اور مخط میں کورہ پر کہ غلام کو مصافقہ نہیں کرے اجازت
 بغیر ذلک وهو الاوجه والاولی علی ما ذکر فی شرح المنیة و یختم القبر و یختلف فی مقدار عمقه فقیل قدر نصف القامة
 دے میت کے چلبا جاوے اور موافق مذکور شرح منیہ کے یہی ٹیک اور اولے ہی اور قبر کو دین اور اس کے گرا دین اختلاف ہر کوئی کہتا ہے بقدر نیم قد آدم
 وقیل الی الصدر وان زاد والی القامة فهو افضل واحسن ثم افاضل فیہ اللحد وهو ان یخسر فی جانب القبلة منھا
 اور کوئی کتاب ہے سینہ تک اور اگر برابر قد آدم گہری کریں تو افضل اور احسن ہے پر اس میں اگر کورہ یعنی بنی بناوین تو بہت افضل ہے لہذا یہ سوتلہ کہ قبر کے اندر تہ کی طرف
 حفرة ویوضع المیت فیها وان كانت الارض خوة فلا یاس بالشق وهو ان یخسر فی وسط الارض حفرة کالنهش ینبج جانباھا
 گہرا گودا کرے اور مردہ کو کس دین اور اگر زمین پس پس کورہ ہو تو شق کا کچھ مصافقہ نہیں شق سے کہ قبر کے بیچوں بیچ نہر کے وضع پر گڈا کورہ دین اور اسکی دونوں پہلو
 باللبن ویوضع المیت فیھا وتقف باللبن ولا یس السقف المیت السنة ان یوضع المیت فی قبره من جانب القبلة
 کچی ایٹھ سے چن کر اس کے اندر مردہ کو رکھیں اور کچی اینٹ پاٹھین اور چھتے سے دور ہے اور طریق سنون یہ ہے کہ بہت کورہ میں قبلہ کی طرف سے ادا دین
 ولا تعیین فی عدہ الواضعین بل المعتبر حصول الکفاية وتراکانوا وشفعا ویقول جمعہم عند الوضع بسم اللہ و علی
 اور ادا دین والے والے کئی مقرر نہیں سے بلکہ یہی معتبر ہے کہ جعفر کلابت کریں طاق ہوں یا جنت اور ادا دین وقت سب کے سب یہ ہے بسم اللہ و علی
 طة رسول اللہ ویوجه الی القبلة ولا یلقی علی ظهرة وتحل العقدة لانھا كانت لحوزة انتشار الکفن وقد حصل
 مذہ رسول اللہ و بہت کا منہ قبلہ کی طرف پہر دین بہت نہ پڑا دین اور گورہ کول دین کیونکہ گورہ تو اس لیے تھی کہ کفن نہ کھل جاوے سو
 الامن منه ویسوی اللبن والقصب علی اللحد ویکرہ الاجر والخشب نہ الا حکما من البناء والقبر موضع البلاء والفناء و
 اس سے نچیت ہوئے اور لحد پر کچی اینٹ یا بانس پہلا دین اور کچی اینٹ اور کڑیاں کورہ ہوں کیونکہ یہ دونوں جانی کی مضبوطی کے واسطے ہیں اور قبر کھینکے اور فنا کی جگہ اور
 ذوالرحم الحرم ولی یوضع المرأة فان لو یکن قائل لصلاح من الاجانب ویسعی قبرھا بثوب حال الوضع حتی یجعل اللبن
 عورت کو انا دین کے لیے عورت غرض دے لے ہی اگر موجود نہ تو اجنبی برہیز گارا اور عورت کی قبر پر ادا دین ہونے سے پہلے کورہ کو چاہا چلیں کپڑہ سے
 ونحوہ علی اللحد ان یسعی علی السور ولا یسعی قبر الرجل لان یسعی حالہم علی الکشف ثم یعال علیہ التراب ویسعی القبر
 کورہ کے زمین اس لیے کہ عورتوں کے حال سے مناسب ہے اور مرد کی قبر پر وہ نہیں چاہیے کہ مردوں کے حال سے ضرور مناسب ہے اور سپرٹی کھیل میں اور قبر کلابت
 قد سبہ ولا یسط ولا یزاد علی التراب اللدی خرج عن القبر ولا یاس برش الماء علیہ کیلا ینتشر التراب بالرجح ویکرہ ان یسعی
 اونٹ کی سی بیٹ بناوین اور ہوا کورہ دین اور دوا پری شق اس کے قبر کی گدی ہوئی کے ملا دین اور سپرٹانی چھڑکنے کا کچھ مصافقہ نہیں تاکہ مٹی آجاوے اور جادو اور کورہ ہر کورہ اور سپرٹانی
 علیہ بیت اوقبة او نحو ذلک وکذا یکرہ وطؤہ والجلوس علیہ والنوم لیدیہ والصلوة الیہ ماروی عن مرثد النون
 بارج وغیر بناوین اور ایسے ہی یا کمال کرنا اور سپرٹانی اور اس کے پاس سونا اور اسکی طرف کونماز پڑھنی کورہ ہے کیونکہ وہ ایسے ہی مرثد غوی سے

انه عليه الصلوة والسلام قال لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها ويكره الذبح عنده لما روى عن انس انه عليه الصلوة
كربى عليه السلام نے فرمایا کہ قبر پرست بیٹھو اور نہ اسکی طرف کو نماز پڑھو اور قبر کے پاس نہ بچ کر نہ کروہ ہے کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
والسلام قال لا تعتر في الاسلام وهو الذي كان يعقر عند القبر بقرة او شاة ويكره اتخاذ الضيافة من اهل الميت لكن
فرمایا کہ اسلام میں تعتر نہیں ہے اور عقر وہ گائے یا بکری ہے جو قبر پر لجا کر ذبح کرتے تھے اور میت کے اہل سے صحابی کا لینا کر وہ سے کھن

يستحب ليجان الميت واقربائه الا بعد تهيبة الطعام لهم والحاحهم في الاكل لما روى عن ابن مسعود انه عليه السلام
میت کے مسایون اور دور کے ماتہ داروں کو کھانا تیار کرنا اہل میت کی واسطے اور اذکوہ پخت کھلانا ستم سے اس واسطے کہ ابن مسعود روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
لما جاءه نفي جعفر بن ابى طالب قال اصنعوا لى جعفر طعاما فقد اتاهم ما يشغلهم ويستحب التعزية لما روى عن ابن مسعود
جب خبر مرگ جعفر بن ابی طالب کے گئے تو فرمایا واسطے عیال جعفر کے کھانا تیار کرو کہ انکو ایسی خبر آئی کہ وہیں مشغول ہیں اور تعزیت ستم سے اسلئے کہ ابن مسعود روایت

انه عليه الصلوة والسلام قال من عزى مصابفاه مثل اجرة وكيفية التعزية ان يقال لمن مات له قريب اعظم الله
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسے نصیب زدہ کی تعزیت کی تو اذکوہ اذکوا اذکوا جبر ہے اور کیفیت تعزیت کہ یہ ہے کہ اذکوا جبر کا ترجمہ کیا ہو کہ خدا تمکو اجر عظیم

اجراك واحسن عزاك وغفر لیتك ان كان الميت مكفوا والا يقول وغفر لیتك من مات ولحميد بن ايامان وضع
عزایت کرے اور تیری عزایت کرے اور تیری میت کو بخش دے یہ جب کہ اگر میت مکلف ہو اور نہیں تو یہ کہے تیری میت کو بخش دے اور جو شخص مر جاوے چند روز دفن نہ ہوا سہو کہ

في التابوت ليحمل من مصر الى مصر اخر فساله زيد بن لايسل لان السؤال لا يكون الا فيما يستقر فيه الميت حتى لو اكله
تابوت میں رکھا رہے تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں لجاوے سو جب تک دفن نہ ہو گا سوال شکر نکیر کا ہی ہو گا اس واسطے کہ سوال ہوتا ہے جہاں میت قرار پورے یا تاکہ اگر اذکوہ

السبع يكون السؤال في بطنه وهو لكل ذي روح من بنى آدم حتى الرضيع فانه يسئل فيلهمه الله الجواب وهل للانبياء
دوڑہ کہا جاوے تو سوال اس کے پیٹ میں ہو گا اور سوال نبی آدم میں ہر ایک جاندار سے ہوتا ہے یہاں تک اور ہر پتھریے سے ہی سوال ہوتا ہے سو اللہ تعالیٰ اسکو جواب سکھاتا ہے اور آیا انبیاء سے

في القبر سؤال قد ذكرني الظهيرية ان الزاهد الصفار قال ليس في هذا نص ولا خبر دليل نفي ذلك عنهم او ظهر لي خبرنا
قبر میں سوال ہوتا ہے سو ظہیر میں نہ کوئی ہے نہ کوئی کتاب اس باب میں نہ کوئی نص ہے اور نہ کوئی خبر اور اسکے نفی کی دلیل ظاہر ہے اسلئے کہ

الله تعالى حسن الخاتمة عند الممان المجلس السابع والخمسون في بيان جواز زيارة القبور وعدم جوازها

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نهيتكم عن زيارة القبور فزروها هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه بريدة
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمکو قبروں پر جانے سے منع کیا تھا سو اب قبروں کی زیارت کیا کرو یہ حدیث صحیح کی صحیح حدیثوں میں ہے بريدة کی روایت سے

وفيه تصريح بوقوع النهي في اوائل الاسلام عن زيارة القبور لكونها مبداء عبادة الاصنام وكان ابتداء ذلك
اور اس میں تصریح ہے کہ اوائل اسلام میں زیارت قبور سے نہایت منع کیا گیا کیونکہ یہ سبب بت پرستی کا ہے کہ پہلے پہل ہے

الداء العضال في قوم نوح النبي عليه السلام كما اخبر الله تعالى في كتابه وقال نوح ربي اهبهم حصونى واتبعوا امن
سخت مرض نوح نبی علیہ السلام کی تباہی ہوا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ انہی کتاب میں خبر دیتا ہے کہ نوح نے اسے رجب کر انہوں سے کہا کہ تم مانا اور مانا ایسے کا

لم يزدوا ماله و ولداه الا خسارا ومكروا مكرا كبيرا و قالوا لا تدرن الهتكم ولا تدرون و اولادهم و اولادهم و اولادهم
جسکو اسکے ال اور اولاد سے اور بڑا ٹوٹا اور داد کیا ہے بڑا داد اور بولے نہ چھوڑو اپنے ٹاکر ڈکھو اور نہ چھوڑو یو دو کو اور نہ سوا کو اور نہ بیغز نہ

و يعوق و نسرا قال ابن عباس وغيره من السلف كان هؤلاء قوما صالحين في قوم نوح النبي عليه السلام فلما ماتوا عكف
اور یوق اور نسرا قال ابن عباس وغیرہ من السلف کہتے ہیں کہ یہ لوگ نوح نبی علیہ السلام کی امت میں صلحا تھے جب یہ مر گئے تو

الناس على قبورهم ثم صوروا تماثيلهم ثم طال عليهم الامد فعدوا وهو فلما كان منشا عبادة الاصنام من جهة القبور
لوگوں نے انہی قبروں پر پتھر رکھنا اختیار کیا پھر انکی صورت کی تصویریں بنالیں پھر انکی صورت کی تصویریں بنالیں پھر انکی صورت کی تصویریں بنالیں پھر انکی صورت کی تصویریں بنالیں



نعم النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اصحابہ فی اوائل الاسلام عن زیارة القبور سنداً لذریعة الشریک لکن مع حدیث العہد
تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے یار و نیکو اوائل اسلام میں زیارت قبور سے منع کر دیا تاکہ شرک کا وسیلہ نہ ہو جائے کیونکہ اون کو کفر بیور سے جو سے زمانہ
یا کفر تمہا تمکن التوحید فی قلوبہم اذن لہم فی زیارتہا و علمہم کیفیتہا تارۃ بفعلہ و تارۃ بقونہ و ذلک فی الاحادیث
تو اگر زمانہ پر جب توحید اور کفر دونوں میں جمع تھی تو ان کو زیارت قبور کی اجازت دی اور ان کی کیفیت سکھا و کہیں کہا کہ کسی منکر اور یہ مضمون بستہ حدیثوں میں
الکثیرۃ بعضہا فی الاذن و بعضہا فی التعلیم و فی ضمنہا بیان الفائدة اما التي فی الاذن فمنہا ما روٰی عن ابی سعید
جو بعضے در باب اذن میں اور بعضے در باب تعلیم اور ان کے ضمن میں فوائد کا بیان ہے جو کہ در باب اذن میں آدن میں سے ایک یہ ہے ابو سعید کی روایت سے
انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انی کنت نھیتکم عن زیارة القبور فزوروا فیہا عبادۃ و منها ما روٰی عن علی بن ابی طالب
کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ اس میں عبرت پیدا ہوتی ہے اور ایک یہ ہے علی ابن ابی طالب کے روایت سے
انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انی کنت نھیتکم عن زیارة القبور فزوروا فیہا فانہم لکن کما الاخرة و منها ما روٰی
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ تم کو آخرت کا اور دلائی ہے اور ایک یہ ہے
عن ابی سعید و انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال کنت نھیتکم عن زیارة القبور فزوروا فیہا فانہم لکن کما الاخرة و منها ما روٰی
ابن مسعود کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ دنیا چھوڑاتی ہے اور ایک یہ ہے
ما روٰی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال زوروا القبور فانہم لکن کما الاخرة و منها ما روٰی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام
ابی ہریرہ کی روایت سے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قبور کی زیارت کیا کرو کیونکہ موت کا اور دلائی ہے اور ایک یہ ہے بیہ کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
قال کنت نھیتکم عن زیارة القبور فسن ارا ان یزوروا فیہا و لا تقولوا ہجرا و اما التي فی التعلیم فمنہا ما روٰی عن ابی ہریرۃ
میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب جو شخص زیارت قبور کا ارادہ کرے تو زیارت کرے اور بیوہ و بکا کرے اور وہ بیٹھیں جو تعلیم کے واسطے ہیں سو ایک تو یہ ہے بیہ کی روایت سے
انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یعلمہم اذا خرجوا الی المقابر ان یقولوا السلام علیکم یا اهل الدیار من المؤمنین و المسلمین
کہ نبی علیہ السلام کہتے تھے جب کوئی مقابر پر جاتا کہ کو سلام علیکم اے اہل قبور اے مسلمانین اور مسلمانین
وانا ان شاء اللہ بکمل احقون انتم لنا سلف و نحن لکم تبع نسئل اللہ لنا و لکم العافیۃ و منها ما روٰی عن ام المؤمنین
اور ہم اللہ تعالیٰ تمہارے پاس آتے ہیں تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم تمہاری تابع ہیں اور ہم اللہ سے واسطے اپنی اور تمہاری عافیت مانگتے ہیں اور ایک یہ ہے ام المؤمنین
عائشہؓ انہا قالت لیسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف اقول یا رسول اللہ فی زیارة القبور قال قولی السلام علی
عائشہ کی روایت سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ میں زیارت قبور میں کیا کیا کروں آپ نے فرمایا کہ سلام
اهل الدیار من المؤمنین و المسلمین و یرحمہم اللہ المستقدمین منا و منکم و المستأخرین انا ان شاء اللہ بکمل احقون و منها
اہل دیار ہر مسلمانین اور مسلمانین پر رحمت اور اللہ رحمت کرے انہوں پر ہم میں اور تم میں سے اور پچھلے ہر اور ہم اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہیں اور ایک یہ ہے
ما روٰی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خرج الی المقبرۃ فقال السلام علیکم دار قوم مؤمنین و انا ان شاء اللہ عن
ابو ہریرہ کی روایت سے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مقبرہ کو تشریف لے گئے سو آپ نے فرمایا سلام قبر اے دار قوم مؤمنین اور ہم اللہ سے
قریب منکم للاحقون و منها ما روٰی عن ابن عباس انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مر بقبور المدینۃ فاقبل علیہم فقال
جنت سے ملنے والے ہیں اور ایک یہ ہے ابن عباس کی روایت سے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف کے مقابر پر گئے سو انہوں نے ہر شوجہ جو کر فرمایا
السلام علیکم یا اهل القبور یغفر اللہ لنا و لکم انتم سلفنا و نحن باکثر فآنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یلین فی ہذا الحدیث
سلام قبر اے اہل قبور غنا بخشے ہو اور تم کو ہم ہمارے آگے اور ہم تمہارے پیچھے ہیں تب تک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان احادیث میں
فائدة زیارة القبور وہی احسان الزائر الی نفسه و الی اهل القبور اما احسانہ الی نفسه فقد کرم الموت و الاخرة و الزهد
زیارت قبور کا فائدہ وہی احسان کرنے والے کو اپنے اور وہ زیارت کرنے والے کے حق میں اور ہاں قبور کے حق میں ہلائی ہے جسے حق میں تو ہلائی ہے موت کا اور آخرت کا یا دکرنا اور ترک کرنا

للدنیا والآخرۃ والاعتبار واما احسانه الی اهل القبور فالسلام علیہم والدعاء لهم بالرحمة والمغفرة وسؤال العافیة
 ویسألون عنہم اور پند پیری اور عبرت اور اہل قبور کے حق میں بھلائی یہ جو اور پند سلام پہنچانا اور ان کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا کرنی اور عافیت کا سوال کرنا
 قال عامة العلماء هذا فی حق الرجال واما النساء فلا یجوز لهن ان ینخرجن الی المقابر لاروی عنہا انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 عامر عطا کتے ہیں یہ مردوں کے حق میں ہے اور عورتیں سوا ان کو حلال نہیں کہ مقابر میں جا کر میں اس لیے کہ ابو ہریرہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
 لعن وارات القبور و ذکرہ نصاب الاحتساب ان لقاضی سئل عن جواز خروجه للمرأة الی المقابر فقال لا تسئل عن
 بزوان میں جانی والی عدوتوں پر لعنت کی اور نصاب احتساب میں مذکور ہے کہ قاضی سے کہیں پوچھا کہ آیا عورتوں کو مقابر میں جانا جائز ہے قاضی نے جواب دیا ایسے مقام میں
 الجواز فی مثل هذا وانما تسئلہ عن مقدار ما یلحقہا من اللعن فانہا لما کونت الخروج کانت فی لعنة الله تعالیٰ
 جو ادا کیا پھرتا ہے یہ پوچھو کہ عورتوں پر کتنی لعنت برستی ہے بیشک جب عورت جانے کی نیت کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے
 و ملئکتہ و اذا خرجت لحقہا الشیاطین و اذا التت القبر یلعنہا روح اللیت اذا رجعت تكون فی لعنة الله تعالیٰ
 فرشتے کو لعنتیں داخل ہوتی ہیں اور جب چل پڑتی ہے تو شیاطین اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور جب قبر پر پہنچتی ہے تو شیطان اس کے ساتھ آتا ہے اور جب وہ لوٹتی ہے تو شیطان اس کے ساتھ
 و ملئکتہ حتی تقود الی منزلہا و قد روی فی الخبر ایما امرأة اخرجت الی مقبرة یلعنہا ملئکتہ السموات السبع و الارضین
 رہتی ہے جب تک اپنے گھر میں دس اور درایت صدیث میں جو عورت مقبرہ کو جاتی ہے تو اس پر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے فرشتے لعنت
 السبع و ایما امرأة دعت للیت بخیر ولو تخرج من بیتہا یعطیہا الله تعالیٰ ثواب حجة و عمرہ و سعی عن سلمان و امیرہ
 کرتے ہیں اور جو عورت میت کے لیے گھر میں بھیجی ہوئی دعا خیر کرتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ ثواب ایک حج اور عمرہ عطا فرماتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ روایت ہے
 انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب دار فانت ابنتہ فاطمة رف فقال لها من این
 کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک روز مسجد سے باہر آ کر اپنے گھر کے دروازے پر ٹھہر گئے اس میں حضرت کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں آپ نے پوچھا کہاں سے
 حثت فقالت خرجت الی منزل فلانة التي ماتت فقال هل ذهبت قبرها فقالت معاذ الله ان افعل شیئا بعد
 آتی ہو عرض کیا فلا فی عورت کے گھر گئے تھے وہ جو گئی ہے فرمایا کیا اس کی قبر پر گئے تھے عرض کیا خدائے میں رکھے اس کے میں ایسا کام کروں بعد
 ما سمعت منك ما سمعت فقال لو ذهبت قبرها لقریحی رائحة الجنة فقل هذا کل من یرید ان یرى القبور من الرجال
 اس کے کہ میں سن چکی ہوں آپ سے جو کچھ آپ نے فرمایا اگر تو قبر پر جاتی تو جنت کی خوشبو سنو گیتے اس بیان کے مطابق جو مرد زیارت قبور کا ارادہ کرے
 ینبغی ان یرى قبور من یرید ان یرى القبور من الرجال ان یسلم علی اهلہا و یخاطبہم
 تو اس کو چاہیے کہ اپنا حصہ زیارت قبور میں بہائیم کی طرح قبر کا طواف بھی پڑھیں اور اسے بکھیرے کہ جب قبر پر آدمی تو مقبور پر سلام بھیجے اور حاضر دیکھے من
 خطاب الحاضریں ویسأل لهم الرحمة والمغفرة والعافیة كما تقدم فی الاحادیث ثم یعتذر من کان تحت التراب وانقطع
 خطاب کرے اور ان کے لیے خداسی رحمت اور مغفرت اور عافیت مانگی چنانچہ اوپر احادیث میں آچھا ہے پیراد کے حال جو جو جھٹی تے وہ کہ اہل و احباب سے
 عن الال و الاحباب و انه حین دخل القبر و ابتلی بالسؤال هل صاب الجواب کان قبره روضة من ریاض الجنة
 جو اہل و احباب سے عبرت پکڑے گی کہ یہ جو قبر میں داخل ہو سوال جواب میں گھر گھر آتا ہے اچھا جواب دیا کہ اس کی قبر بہشت کی بلوغ کا ایک چمن ہوگی ہو
 او اخطأ فی الجواب کان قبره حفرة من حفرة النار ثم یجعل نفسه کانه مات و دخل القبر و ذهب عنہ مالہ و اهلہ و
 یا جواب میں جو کہ گیا کہ اس کی قبر ایک گڑھا دونوں کے گڑھوں میں ہوگی جو پیرا بنی ذات کو یہ تصور کرے کہ گویا میں مر گیا اور قبر میں داخل ہوا اور تمام مال اور اہل اور
 ولدہ و معارفہ و بقی و حید فریدا و هو الان یسئل فسادا عجیب ما ذایکون حالہ و یکون مشغولاً بهذا الاعتبار ما دام
 اولاد اور دوست چوت گئے اور میں اکیلا تنہا رہ گیا اور اب گویا مجھے سوال ہو رہا ہے اب کیا جواب دوں اور میرا کیا حال ہو گا اس ہی عبرت میں مشغول رہیے بیشک
 هناك و یعلق بمولاہ فی الخلاص من هذه الامور الخظیرة العظیمة و یلجأ الیہ و اما قراءة القرآن هناك فجو ذہا بعض
 وہاں رہے اور اپنے مولے کو ان امور ناریت خوفناک کی رستگاری کے واسطے عطا فرمائیے اور اس کی طرف انکار سے اور قرآن پڑھنا بعض علماء حاضر بتاتے ہیں

العلماء وضعها البعض الاخر وقالوا لا بد للزائر ان يكون مشغولا بالاعتبار وقراءة القرآن يحتاج صاحبها الى التدبر
 ۱۔ یعنی منع کرتے ہیں یہی کہتے ہیں زائر کو چاہیے کہ عبرت میں گھاسے اور تسلسل میں پڑھنے والے کو اس میں غور
 واحضار الفکر فیما يتعلق والاعتبار والفکر لا یجتمعان فی قلب واحد فی زمان واحد فان قال قائل انی اعتبر فی وقت
 اور فکر لگانا چاہیے جو بڑھتا ہے اور عبرت اور فکر دونوں ایک دل کے اندر ایک وقت خاص میں جمع نہیں ہوتے اگر کوئی عرض کرے کہ ایک وقت عبرت ہوتی ہے
 واقرا فی وقت اخر والقرآن اذا قرئت ینزل الرحمة فیرجی ان یلحق باهل القبور من تلك الرحمة شیء ینفعهم فالجواب عنہ
 اور دوسرے وقت قرآن پڑھتا ہوں اور اعمال یہ ہے کہ قرآن پڑھنے وقت اللہ کی رحمت اور تری ہوا اب امید ہے کہ اس رحمت میں کچھ ایسا ہو کہ پھیر فائدہ بخشے اور اس کے جواب
 من وجوه الاول ان قراءة القرآن وان كانت عبادة لكن كون الزائر مشغولا بما تقدم عن الفکر والاعتبار فی الموت سؤال
 میں اول یہ کہ قرآن کا پڑھنا اگرچہ عبادت ہے پر زائر کا اس وقت سچ میں اور موت کے خوف میں اور شکر کیسے سوال وغیرہ میں
 للملکین فیغفر لک عبادة ايضا والوقت ليس محلا الا لهذه العبادة فقط فلا یخرج من عبادة الی عبادة اخرى لا سيما
 مشغول رہتا ہی عبادت ہے اور یہ وقت صرف اس ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو چھوڑ کر دوسرے اختیار کرنے کی چاہت خاص کر
 لاجل الغير والثانی انه لو قرأ فی بیتی واهدی ثوابها الیهم بان قال بلسانه بعد فراغه من قرأته اللهم اجعل ثواب ما
 دوسرے کے واسطے دوسرا جواب یہ ہے کہ زائر اگر اپنے گھر میں قرآن پڑھے اور ثواب اہل قبور کو پہنچا کر دے اسطور کہ قرآن پڑھنے سے فارغ ہو کر نہ جائے بلکہ اس قدر عبادت کا ثواب
 قرأته لاهل القبور لوصول الیهم ان هذا دعاء بوصول الثواب الیهم والدعاء یصل بلا خلو ولا یحتاج ان یقرأ علی قبورهم
 اہل قبور کو پہنچا کر دے تو اللہ یہ ثواب ان کو ملے گا کیونکہ اہل قبور کو ثواب یعنی کی دعا ہے اور دعا بلا خلاف پونہم ہی سوا اسکی کیا حاجت ہے کہ قرآن پڑھ کر ثواب پہنچا کر دے
 والثالث ان قراءته علی قبورهم قد یكون سببا لعذاب بعضهم اذ کلمت الیہ لعلہ یعمل بها یقال له اما قرأتها اما سمعتها
 پڑھ کر ثواب ہے کہ قبروں پر قرآن پڑھنے سے کہیں کسی دہ کو عذاب بھی ہو سکتا ہے اس واسطے کہ جب ایسی بات کہی جائے کہ وہ سنا لے اور وہ اس سے کلمت الیہ لعلہ یعمل بها یقال له اما قرأتها اما سمعتها
 فکیف خالفها ولم یعمل بها فیعذب لاجل مخالفتها والرابع ان السنة لو ترد بها وكفی بها منعاً فاذا كان كذلك فاللائق
 پڑھنے اسکی خلاف کیوں کیا اور اس پر عمل کیوں کیا سو اس مخالفت کے باعث عذاب ہوتا ہے اور جو تھا جواب یہ کہ حدیث میں نہیں آیا اور منع کرنا بھی کافی ہے جب یہ آجہوئی تو زائر کو
 بالزائر ان یتبع السنة ویقف عند ما شرع له ولا یتعدا لیکون محسناً الی نفسه والی اهل القبور لان زیارة القبور
 لائق ہے کہ سنت کا تابع رہے اور شرع پر توقف کرے تجاوز کرے تاکہ اپنا اور اہل قبور کا محسن ہو کہ اسے کہ زیارت قبور کی
 نوعان زیارة شرعیة وزیارة بدعیة اما الزیارة الشرعیة التي اذن فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم المقصود
 دو طرح ہے زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے ایسے مقصود
 منها شیئان احدهما راجع الی الزائر وهو الاعتناء والاعتبار والثانی راجع الی اهل القبور وهو ان یسلم علیہم ان الزائر یدعو
 اس سے دو باتیں ہیں ایک تو فائدہ زائر کا ہے یعنی نپہ پیری اور عبرت اور دوسرا فائدہ اہل قبور کے ہے یعنی زیارت اور سلام پہنچا کر دے اور اولیٰ علیہ خیر
 واما الزیارة البدعیة فهي زیارة القبور لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبيلها واستلامها وتعفیر الخدود
 کرے اور زیارت بدعی یہ ہے کہ قبروں میں نماز پڑھنی کو چاہے اور انکی طواف کرے اور قبروں کے بوسہ اور چومنے کو اور منہ پر
 علیہا واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغانة بهم وسؤالهم النصر والرزق والعافية والولد وقضاء الدين وتفریح
 ملے کو اور ان کی منی لینے کو اور اہل قبور کو پکار کر ان سے دعا مانگنے کو اور ان سے باری اور رزق اور عافیت اور اولاد اور اداسے فرمیں اور کسنا
 الکریات واغاثة اللفغان وغير ذلك من الحاجات التي كان عبادة الاصنام یتساءلون من اصنامهم فان اصل
 سختیوں کا اور امداد بجا رہوں کی اور سوا اسکے اور اور حاجتیں جو بہت بہت سے اپنے تئوں سے مانگتے ہیں بیشک اصل
 هذه الزیارة البدعیة الشریکة ماخوذ منهم وليس بشیء من ذلك مشرکاً باتفاق علماء المسلمین اذ لو یفعله رسول رب
 اس زیارت بدعی شریک کے بت پرستوں سے لی ہوئی ہے اور کوئی امر ان میں سے باتفاق تمام علماء المسلمین کے جائز نہیں ہے اس واسطے کہ نہ تو یہ رسول رب



الغلمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر امة الدین بل قد انکر الصحابة ما هو دون ذلك بكثير كما روي عن
 الصحابة من انهم لم يروا رسول الله صلى الله عليه وسلم في طريق مكة ثم رأى الناس يذهبون مذنباً فقال ابن يذهب هو كلاء
 منذ ورن سوید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو کبھی نہ کیا اور نہ ہی کسی نے اس سے کہا کہ نماز کیوں نہ کی جائے
 فقيل مجد اصلي فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو يصلون فيه فقال انما هلك من كان قبلكم بمثل
 کسی نے جواب دیا اس مسجد میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی سو ہر لوگ بھی وہاں نماز پڑھیں گے جس پر پہلی امتیں ایسی ہی باتوں سے ہلکے ہوئے
 هذا كانوا يتبعون آثار انبياءهم ويتخذونها كنائس وبيعاً فمن ادركته الصلوة في هذه المساكن فليصلها فيها ومن
 ہیں کہ اپنے اپنے انبیاء کے آثار پر گئے رہتے تھے اور اس ہی کو کئی اور بیچ قیاد تھا وہاں اپنے گھر میں جو وقت نماز کا ان مسجد میں نہ تھا وہی وہاں نماز پڑھتے اور جس کو
 لا فليمنع ولا يتعد لها وكذلك لما بلغه ان الناس يتناولون الشجرة التي يبيع تحتها النبي عليه الصلوة والسلام راسل اليها
 وقت نماز تھا تو وہاں سے انہوں نے انکار کیا اور ان کو اس کے آگے اور پیچھے سے روک دیا اور ان کو بتایا کہ یہاں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے
 فقطعها فاذا كان عمر قبل هذا بالشجرة التي يبيع تحتها النبي عليه الصلوة والسلام وذكرها الله تعالى في القرآن حيث
 پس جب عمر نے اس درخت کا یہ حال دیکھا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیعت کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن میں کیا ہے جہاں
 قال لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فماذا يكون حكمه فيما عداها ولقد جرد السلف الصالحون
 کہا ہے اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے کے لیے آئے اور ان کی بیعت اس درخت کے نیچے آئی تو کیا اصل سے اور بیشک سلف صالح نے
 التوحيد وهو جازا منه حتى كانت الصحابة والتابعون حيث كانت الحجرة النبوية منفصلة عن المسجد الى ان من الوليد
 توحید کو قبول کیا ہے اور توحید کی جانب کو حمایت کی ہے یہاں تک کہ صحابہ اور تابعین کے واسطے کہ حجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ تھا وہاں جہاں اللہ کے عہد میں
 لم يعد الملك لا يدخل فيها احد للصلاة ولا للدعاء ولا للشيء اخر مما هو من جنس العبادة بل كانوا يفعلون جميع
 کوئی اور حجر میں نہیں گستاخانہ تو واسطے نماز کے اور نہ واسطے دعا کے اور نہ کسی اور کام کو جو عبادت کی جنس کا ہو بلکہ وہ لوگ یہ تمام عبادت
 ذلك في المسجد وكان احد هو اذا سلم على النبي عليه السلام واداء الدعاء استقبال القبلة وجعل ظهره الى جدار القبر
 مسجد میں کیا کرتے تھے اور ہر ایک کا یہ حال تھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر روضہ پڑھ کر دعا مانگتا تو قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا اور اپنی پشت قبر شریف کی دیوار کی طرف کر لیتا
 ثم دعا وهذا مما لا نزاع فيه بين العلماء وانما نزع عمر في وقت السلام عليه قال ابو حنيفة يستقبل القبلة عند السلام
 تو دعا مانگتا اور یہ تو وہ وقت ہے کہ اس میں علماء کو کچھ بحث نہیں ہے بحث اس میں ہے کہ وہ دعا پڑھتا ہے یا نہیں اس کا جواب امام ابو حنیفہ کہتے ہیں بروقت درود کے ہی قبلہ کی طرف متوجہ کرنا
 ايضا ولا يستقبل القبلة وقال غيره لا يستقبل القبلة عند الدعاء بل قالوا انه يستقبل القبلة وقت الدعاء ولا يستقبل
 یہاں ہے اور قبر کی طرف متوجہ نہیں چاہیے اور اور کہتے ہیں دعائیں استقبال قبر کے لئے بلکہ کہتے ہیں دعائیں قبلہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور قبر کی طرف
 القبلة حتى لا يكون الدعاء عند القبلة فان الدعاء عبادة كما ثبت بالحديث المرفوع ان الدعاء هو العبادة والسلف الصالحون
 نماز کر کے کہتا ہے دعا قبر کی طرف متوجہ ہو کر دعا عبادت ہوتی ہے جہاں حدیث مرفوع سے ثابت ہے کہ دعا عبادت ہی ہے اور سلف صالح
 من الصحابة والتابعين جعلوا العبادة خالصة لله تعالى ولم يفعلوا عند القبور شيئا منها الا ما اذن فيه النبي عليه الصلوة
 نے صحابہ اور تابعین نے عبادت کو خاص طور پر اللہ کے لیے ہی کیا اور انہوں نے عبادت میں قبروں پر کچھ نہیں کیا مگر وہ جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 والسلام من السلام على اصحابها وسؤال الرحمة والمغفرة والعافية من الله له وسبب ذلك ان الميت اذا قطع
 عبادت دی ہے یعنی اہل قبور پر سلام اور اللہ سے دعا کرنے کی رحمت اور مغفرت اور آرام مانگنا اور سبب اس کا یہ ہے کہ میت کے اعمال تو منقطع
 عنه وهو يحتاج الى من يدعو له ويشفع لاجله ولهذا اشرف في الصلوة عليه من الدعاء له جوبا وندبا ما لو بشرع
 ہے بلکہ بن تو اب اس کو یہ حاجت ہے کہ کوئی اس کے لیے دعا مانگے اور شفاعت کرے اور اس ہی لیے میت کے واسطے نماز جنازہ میں وہ دعا جو پڑھائی جائے تاکہ اس کو

مثله فی الدعاء للخی فانما لئلا نأخذنا الی جنازة ندعو له ولشغف کاجله فبعد الدفن اولی ان ندعوله ونشغف لانه
 ومانده کے واسطے جائز نہیں سو ہم لوگ جب تک جنازہ پر کہہ رہے ہو کہ اے اللہ اسے دعا خیر اگلی ہوں اور اسکی شفاعت کرتی ہوں دفن کر لیتے ہو تب تک دعا کہہ کر لے دعا اگلی ہوں
 فی قبر بعد الدفن شد احتیاجا الی الدعاء له منه علی نعشه لانه حیث ان مرض للسؤال غیر علی ما روی عن عثمان بن
 قبر کے اندر بعد دفن کے دعا کا بہت ہی محتاج ہو کہ اتنا نعش پر نہیں تھا کہ یہ دعا کہہ کر اسکو سوال وغیرہ درپیش ہوتی ہیں موافق روایت عثمان بن
 بن عفان انه علیه الصلوة والسلام کان اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه وقال استغفر الاخیک واسألوا لهما
 بن عفان کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کرنا فرما رہے ہوتے تو اس ہی عجب توقف کر کر فرماتے سفرت انکو اپنے باپ کے اور یہ دعا کہہ کر وہ
 التثبیت فانه الآن یسئل وروی عن سفیان الثوری انه قال اذا سئل المیت من ربک یقول ائی له الشیطان فی صوراة
 ثابت رہے کہ یہ کتاب اس سے سوال ہو رہی اور سفیان ثوری نے کہا کہ وہ کہتا تھا جب میت سے سوال ہوگا تو اسکو یہ کہے کہ تیرا رب کون ہے تو اسکو شیطاں موت بنا کر نظر آئے ہوں
 ویشیر الی نفسه انی انا ربک قال الترمذی هذا فتنة عظیمة ولذلك کان النبی علیہ الصلوة والسلام یدعو بالثبات
 اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تیرا رب میں ہوں ترمذی کہتا ہے یہ بڑا فتنہ ہے اس ہی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم غبات کی دعا مانگا کرتے تھے
 الھدی عند المسئلة منطوقه وافتح ابواب السماء لرحمہ وکان یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقال اللهم
 کہ آئی سوال کے وقت اسکی بات کو ثابت رکھو اور اسکی روح پر آسمان کے دروازے کھول دے اور بت نیک جانے تک میت کو لے کر اندر نہ کرنا کہ لیں انکی
 اعذہ من الشیطن الرجیم فخذہ سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اهل القبور بضعا وعشرین سنة وهذا
 اسکو شیطاں راندہ سے بچا پس یہی طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل قبور کے حق میں تھے اور بیس سال رہا
 سنة الخلفاء الراشدين وطریقة جمیع الصحابة والتابعین فبدل اهل البدع والضلال قولہ الذی قیل
 اور یہ ہی طریق خلفاء راشدین اور طریق تمام صحابہ اور تابعین کا ہے پھر اگر وہ بتعیون نے وہ بات جو اون سے کہی گئی تھی بدل کر لے
 لهم فانھم قصدوا الزیارة التي شرعها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسانا الی المیت والی الزائر وموافقا لھما بالمیت و
 انکی مراد زیارت سے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت اور زائر کے حق میں لیک سمجھا کر جائز رکھا ہے یہ ہے کہ میت کے وسیلے سے سوال اور
 الاستعانة به ولس هذا الفتنة التي قال فیہا عبد اللہ بن مسعود کیف اذا البتکم فتنة ہم فیہا الکبیر وینشأ
 استعانت کرنا اور یہ وہی فتنة ہے جس میں عبد اللہ بن مسعود نے کہا ہے کیا حال ہو گا جب تمکو فتنة ڈھانپ لے گا جس میں بڑا بڑا ہو جاوے
 فیہ الصغیر تجری علی الناس یتخذونها سنة اذا غیرت قیل غیرت السنة قال ابن القیوم فی اغاثتہ هذا یدل
 اور بچہ جوان ہو جاوے لوگوں پر جو گزرے گا اسکو سنت ٹھہرا لینگے اگر اسکو بدل لیں تو یہ کہیں سنت بدل ڈالے انہیں ہم اپنے اغانہ میں کہتا ہے ابن مسعود کے
 علی العمل اذا جرى علی خلاف السنة فلا اعتبار ولا التفات الیہ وقد جرى العمل علی خلاف السنة منذ من طویل
 اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عمل طریق سنت کے خلاف ہونے لگے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور نہ اس طرف کچھ توجہ ہے اور نہ اس عمل پر تلافی سنت
 فاذا كان لا بد ان تكون شدید التوقی من محدثات الامور ان اتفق علیہ الجھق فلا یغرنک اطباقھم علی ما حدث بعد
 سو اب خواہ مخواہ محدثات امور یعنی بدعات سے بہت ہی بچا جائے اگر چہ اس پر جمہور متفق ہوں اور نئے اتفاق پر نہ ہوں کہ بدعات پر جو بعد
 الصحابة بل ینبغی ان تكون حربا علی التفتیش عن احوالھم واعمالھم فان اعلی الناس اقربھم الی اللہ اشھم بہم
 صحابہ کے پیدا ہوئی ہیں کہ کہتا ہے بلکہ محکوم لاین ہے کہ انکے احوال اور اعمال کو خوب تفتیش کرنا ہی کیونکہ سب میں بڑا عالم اللہ تعالیٰ کا بڑا مقرب وہ ہے جو انکے ساتھ
 واعلمھم بطریقھم اذ منھم أخذ الدین وھم اصول فی نقل الشریعة من صاحب الشریع فلا یدلک ان لا تکثرت بمخالفاتک
 اور انکو طریقہ سے خوب واقف ہو سوائے کہ دین اونی کو حاصل ہو آ رہی صاحب شریع کی فریبت نقل کرنے میں اصل ہیں جھگڑا نہ ہو کہ اگر انہیں صریح مخالفات
 لاهل عصرک فی موافقتک لاهل عصر النبی علیہ السلام اذ قد جاء فی الحدیث ان الخلف الناس فعلمک بالسواد الاعظم
 صحابہ کی موافقت میں کچھ فکر کرے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمیوں میں در راہ ہو جاوے تو بڑے انبوا کو لو

بہت ہی محتاج ہو کہ اتنا نعش پر نہیں تھا کہ یہ دعا کہہ کر اسکو سوال وغیرہ درپیش ہوتی ہیں موافق روایت عثمان بن عفان

اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عمل طریق سنت کے خلاف ہونے لگے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور نہ اس طرف کچھ توجہ ہے اور نہ اس عمل پر تلافی سنت

قال عبد الرحمن بن اسمعيل المعروف بابي شامة حيث جاء الامير بنزوم الجماعة فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان
 عبد الرحمن بن اسمعيل جو ابو شامة مشہور ہی کھتا ہے جس کو لازم جماعت کا حکم ہے تو مراد اس سے لزوم حق کی جانب کا اور حق کا اتباع ہے اگرچہ
 المقصود قليلا والمخالف له كثيرا الا ان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل
 حق والے توڑے اور اسکی مخالف بہت ہوں یا در سے حق وہ ہے جس پر جماعت اولے سہی ہے یعنی صحابہ اور انکو بعد جو باطل بہت پس گیا اس کا
 بعد هو وقد قال الفضيل بن عياض ما معناه انهم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلال
 کچھ اعتبار نہیں اور فضیل بن عیاض نے ایسا ہی کہہ کر معنی اور کچھ میں راہ ہدایت پر نگاہ اور کچھ چلنے والوں کی کمی سے تھک کر چلنے والوں کا اور گمراہی کے رستوں سے بچتا رہ
 ولا تغتر بكثرة الها لکن وقال ابن مسعود انت في زمان خيركم فيه المتسارع في الامور وسياق زمان بعدكم
 اور اہل کفر کی کثرت سے اہل حق کے میں آنا آداب میں مسعود کہتے ہیں تم ایسے زمانے میں ہو جس میں بہتر وہ شخص ہے جو عمل میں جلدی کرے اور تمہارا بعد ہی زمانہ آتا ہے
 خيركم فيه المثبت المتوقف لكثرة الشبهات قال الامام الغزالي لقد صدق لان من لم يثبت في هذا الزمان بل
 کہ بہتر اس میں وہ شخص ہوگا جو ثابت رہے اور توقف کرے سب کثرت شہادت کے امام غزالی کہتے ہیں کہ بیشک سچ کہا ہے ایسے کہ جو شخص اس زمانے میں ثابت رہے بلکہ
 وافق الجاهل فيما هو فيه وخاض فيما خاضوا فيه يعهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة
 مجبور کا ساتھ دے جو وہ کر رہی ہیں اور انکی فکر میں غور کرنے لگے تو ہلاک ہو چکا جیسے وہ ہلاک ہو چکے ہیں کی اصل اور عمدگی اور استواری
 العبادة والتلاوة والمجاهدة بالجموع وغيره وانما هو باحترازه من الافات والعاهات التي تاتي عليه من البدع و
 عبادت اور تلاوت کی کثرت سے اور ہمو کے پیالے سے کچھ مجاہدہ کرنے سے نہیں جو دین کی استواری صرف ان آفات اور مصائب کے بچنے سے ہے جو اوپر بدعتیں اور
 المحدثات التي تؤدي الى تبطله وتغيره كما تبدل وتغير اديان الرسل عليهم السلام من قبل بسبب ذلك فعلى هذا
 نئی نئی باتیں گذرتی ہیں جس میں تمام بدل بدل جاتا ہے جیسے پہلی رسل علیہم السلام کے دین اس ہی سبب بدل گئے ہیں اس بیان کے موافق
 ينبغي للمؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة تصيمه على شيء وكثرة عبادته انه على الحق فان تصيمه عليه وعده رجوعه
 مومن شخص کو مجاہدہ کرنے میں اگر اپنی قوت تصیم سے کسی شے پر اور اپنی کثرت عبادت سے استدلال کرے کہ وہ حق ہے کیونکہ اس کی تصیم کسی بات پر اور اس میں رجوع کرنا
 عنه ولو نشر المناسك لا يدل على كونه على الحق فيه لان جزاه وتصيمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث
 اگر جو دوزخ میں پہل جاوے پر یہ دلالت نہیں کرتا کہ اس باب میں حق ہے کیونکہ اور کسی جزم اور تصیم اس پر ایسے نہیں ہے کہ وہ حق ہے بلکہ اس جہت سے ہے
 نشأته بين قوم يدينون به وللنشأة والمخالطة اثر عظيم في تصيم شيء حقا كان او باطلا الا ترى ان مثل هذا
 کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہے کہ وہ اس کو دنیاوی سوجانے ہیں اور یہ پیش اور رہنی اپنے اور صحبت کو ہر شے کی تصیم میں حق ہو یا باطل ٹھہرائی ٹھہرا کر دیکھتا نہیں کہ ایسی
 التصيم يوجد عامة من ذوى الجهل المركب كاليهود والنصارى فمن في مضاهير ان كان كذلك فلو اجب على كل
 تصیم عام لوگ جہل مرکب میں جیسے یوں اور نصاریٰ اور جو ابھی مثال ہیں سب میں موجود ہے یہ حال ہے تو ہر مسلم پر اس زمانے میں
 مسلم في هذا الزمان ان يجتزعه عن الاعتزاز والميل الى شيء من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التي
 واجب ہے کہ ایسے شہادت اور بدعات اور محدثات کی رغبت سے بچتا رہے اور اپنے دین کو عادات سے بچائے
 استأنس بها وتزى عليها فانها سوقا تل قل من سلم من افترها وظهر له الحق معها الا ترى ان قرئنا لاجل العوائد التي فيها
 مالوف ہوا ہے اور اس میں پرورش یافتہ ہی بچاؤ کیونکہ یہ نہر قابل ہے اسکی آفت سے کہ تم بچے ہیں اور حال میں جو کچھ ظاہر ہوتا ہے کیا دیکھتا نہیں قریش نے انہیں عادتوں کے کارسگی الفتن
 نفوسهم انكر ا على النبي صلى الله عليه وسلم ما جاء به من الهدى والبيان كان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم ولذلك
 انکی جان گئی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکی اہمیت اور بیان کو مانا اور اس ہی سبب کافر ہو گئے اور سرکشی کی اور اس ہی لیے
 كان ابن مسعود يقول اياكم وما يحدث من البدع فان الدين لا يذهب عمرة من القلوب بل الشيطان يحدث لكو
 ابن مسعود کہتے تھے نبی بدعت سے بچو کیونکہ دین اکیبارگی دونوں میں نہیں جاوگا بلکہ شیطان تمہارے لیے بدعتیں نکالتا جاوے گا

بدعاً حتى يذهب الايمان من قلوبكم نَسئَلُ الله تعالى ان يرزقنا الحق حقا ويرزقنا اتباعه ويرزقنا الباطل باطلا و
آخر ہوتے ہوتے نماز سے دنوں میں ایمان نکل جاوے گا ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ ہمیں حق کو حق قرار دے اور باطل کو باطل قرار دے اور

يرزقنا اجتنابه المجلس الثامن والخمسون في بيان ذكر الموت ولزوم الاستعداد له قال رسول الله
اس سے اجتناب نصیب کرے آمناؤں میں مجلس موت کی یادگاری اور اسکی تیاری کی لزوم میں رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم اكثر واذا ذكرها زمر اللذات الموت هذا الحديث من حسان للصايغ رواه ابو هبيرة ومضاه
سے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت کیا کرو یا دعا گاری سے لذت کھن کی بیخے موت کی یہ حدیث مصابیح کی سن حدیث میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اسکا ترجمہ ہے
ان الموت يكسر كل لذة فاكثر واذا ذكره حتى تستعد واليه فان قوله عليه الصلوة والسلام اكثر واذا ذكر
کہ موت ہر لذت کو توڑ دیتی ہے سو اسکو ہر وقت یاد رکھو تاکہ اس کے سامان میں گو بیشک قول علی السلام کا کہ اکثر ذکر رکھو

ها زمر اللذات كلام وجيز مختصر لكن جمع فيها جميع المواظف فان من ذكر الموت حقيقة ينقص عليه لذة الحاضرة
لذات توڑنے والے کا کلام نہایت مختصر ہے پر اس میں تمام مواظف لائے ہیں کیونکہ ہر شخص حقیقت میں موت کو یاد رکھو گا تو اس پر لذت حاصل نہ ہو جائے گی

ويمنعه من تمنيتها في المستقبل ويزهد في ما كان يؤمله منها لكن النفوس لسراكية والقلوب لغافلة تحتاج الى تكثير
اور اسکو آئندہ کی آرزو سے بند کر دیتی اور جو امیدیں پکا تا ہوگا وہ سب چھوڑا دینی پر نفوس سستہ اور غافل ہونے کو یہ حاجت ہے

اللفظ وتطويل الوعظ والا فقه قوله عليه الصلوة والسلام اكثر واذا ذكرها زمر اللذات الموت مع قوله تعالى كل نفس ذائقة
کہ عبارت دراز اور دغظ طویل ہو نہیں تو حدیث کی اس جملہ میں زیادہ کر دیا دعا گاری لذت توڑنے والے کی ہر قسمی ہرگز اس آیت کا ہر جان بھنے والی ہے

الموت ما يكفي السامع له والناظر فيه لان ذكر الموت يورث استئثار الانزعاج عن هذه الدار الفانية والتوجه في كل
موت کو اس قدر مضمون ہے کہ سمجھنے والیکو اور غور کرنے والے کو کافی ہے ایسے کہ موت کو یاد کرنے میں اس ارغمانی سوا کچھ نیکے اور

لحظة الى الدار الباقية اذ قد قال العلماء الموت ليس بعدم محض فناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقة
لحظہ اور باقی کی طرف متوجہ رہنے کی عقل پیدا ہوتی ہے اس واسطے کہ علمائے کتبہ کہتے ہیں کہ موت سزا عدم اور صرف فانی نہیں بلکہ موت کیلئے تعلق روح کا بہت شہوت جانا اور

عنده وتبدل من حال الى حال وانتقال من دار الى دار وهو من اعظم المصائب قد سماه الله تعالى مصيبة حيث
ہر سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسرے حال پر بدل جانا اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جانا اور موت سب سے بڑی مصیبت ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اسکا نام صیبت لکھ کر بیان

قال قاصصا بئكم مصيبة الموت فالمت هو المصيبة العظمى واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكير فيه
فرمایا تجر آؤسہ بئہر صیبت موت کی نہیں موت ہی بڑی صیبت ہے اور اس سے بڑھ کر موت سے غفلت اور یاد نہ کرنا اور اس میں نہ کرنا لگنا باوجودیکہ

ان فيه وحده لعبرة لمن اعتبر وقد قال القرطبي في تذكرته ان الامة اجتمعت على ان الموت ليس له سن معلوم ولا زمن
موت اس میں عبرت پانے والے کو بڑی عبرت ہے اور قرطبی نے اپنے تذکرہ میں کہا ہے کہ تمام امت بالاتفاق جانتی ہے کہ موت کا کوئی سال معین نہیں اور نہ زمانہ

معلوم ولا مرض معلوم وانما كان كذلك ليكون المرء على هيبة منه مستعدا له لكن من غلب عليه حب الدنيا والادنيا
معلوم اور نہ کوئی مرض مقرر اور یہ ایسے ہوتا کہ آدمی ہر دم اوس سے ڈرتا اور سامان کرتا ہے لیکن جس پر دنیا کی محبت غالب ہوگئی اور اسکی لذتوں میں

في لذائذها لا يحالة يفتل عن ذكره ولا يذكره بل اذا ذكر عندة يكرهه وينفر عنه طبعه لان غلبه حب الدنيا في قلبه
کسپ رہا ہے بیشک اسکی یاد سے غافل ہے کسی یاد نہیں کرتا بلکہ اس کے پاس اگر موت کا ذکر آئے تو بڑا ماننا ہے اور اسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہے ایسے کہ اسکی لذتوں میں

ورسوخ علاقته فيه يمنع عن التفكير في الموت لذی هو سبب مفارقتها ولا يحب ذكره وان ذكره يذكره للتاسف على الدنيا
محبت کا غلبہ اور دنیا کے مضبوط علاقے موت کی فکر سے روکتے ہیں جو کہ سبب کی مفارقت کا ہوا اور اسکی ذکر اچھا نہیں لگتا اور اگر موت کو یاد دہی کرتا ہو تو دنیا کے تاسف پر

وليشغل بذا منه ويزيد ذكره بعدا من الله تعالى اذ قد ورد في الحديث ان من كره لقاء الله تعالى كره لقاءه ومع هذا
موت کی یاد دہان کرتا ہے اور موت کا ایسا ذکر اللہ تعالیٰ سے اور یہی دور کر دیتا ہے اسکا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو کر دے جائیگا اللہ تعالیٰ اسکی

والموت ليس له سن معلوم ولا زمن معلوم ولا مرض معلوم وانما كان كذلك ليكون المرء على هيبة منه مستعدا له لكن من غلب عليه حب الدنيا والادنيا في لذائذها لا يحالة يفتل عن ذكره ولا يذكره بل اذا ذكر عندة يكرهه وينفر عنه طبعه لان غلبه حب الدنيا في قلبه ورسوخ علاقته فيه يمنع عن التفكير في الموت لذی هو سبب مفارقتها ولا يحب ذكره وان ذكره يذكره للتاسف على الدنيا محبت کا غلبہ اور دنیا کے مضبوط علاقے موت کی فکر سے روکتے ہیں جو کہ سبب کی مفارقت کا ہوا اور اسکی ذکر اچھا نہیں لگتا اور اگر موت کو یاد دہی کرتا ہو تو دنیا کے تاسف پر وليشغل بذا منه ويزيد ذكره بعدا من الله تعالى اذ قد ورد في الحديث ان من كره لقاء الله تعالى كره لقاءه ومع هذا موت کی یاد دہان کرتا ہے اور موت کا ایسا ذکر اللہ تعالیٰ سے اور یہی دور کر دیتا ہے اسکا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو کر دے جائیگا اللہ تعالیٰ اسکی

القلوب واجبة لا سيما اذا كان قاسية فعلاجها باربعة اشياء اذ قال العلماء اذا كانت القلوب قاسية
دون كي دما كرفي واجب خاص اليه وقت بين كره سنت هو عبادين بر اور كل علاج جاريزي سے آتية كہ علمائے عرب كہ جب دل سخت ہو عبادين تو اليه
فعلي اصحابها ان يلتزموا باربعة اول حضور محاسن العلم التي يكثر فيها دعوة الخلق من الدنيا الى الآخرة ومن
لوگون كو چاہیے كہ جاريزي و كولو لازم كرلين اول علم كی ایسی مجلسوں میں حاضر ہونا جس میں خلق كی رہنمائی دینا سے آسرت كی طرف اور
المعصية الى الطاعة فان ذلك مما تلين القلوب ويجمع فيها والثاني ذكر الموت الذي هو هازم اللذات ومفرق
معصيت سے طاعت كی طرف بہت ہوتی ہو كيو كہ اس كی لون میں نرمی اور درد پیدا ہوتا ہے اور دوسرے موت كی یاد ركنا جو كہ لذتوں كو توڑتی ہزار
للجماعات وموثر للبين والبنات والثالث مشاهدة المحتضرين فان النظر الى المحتضر ومشاهدة سكراته ونزعاته
جماعات كو برنگذہ كرتی ہے اور بیجا بیٹی كو چھوڑا دیتی ہے اور تیسرے مرتے ہو دکھا حالت نزع میں كینا كيو كہ مشاہدہ كے كا اور دیکنا اور كی جيكیوں اور نزع
وتامل صورته بعد موته يقطع عن النفوس لذاتها وعن القلوب مسراتها ويمنع الاجفان من النور والابدان
اور غور كرنا اور كی موت كا بعد موت كے نفوس كو لذات سے اور قلوب كو مسرات سے اور بلكون كو غمید سے اور بدنوں كو
من الراحة ويحث على الطاعات فهذه ثلاثة امور ينبغي لمن كان قاسي القلب واسير النفس مصرا على الذنوب
آرام سے الگ كرتا ہے اور طاعات پر اور بہارتا ہے تو یقین طریقے میں چلے كہ سخت دل آدمی نفس كا غلوب گناہوں پر بٹا ہوا ان سے
ان يستعين بها على ذواته فان انتفع بها فذاك وان عظم عليه زين القلوب استحسنت واعى لذنوب
انچے دل كا علاج كے پر اگر نفع ہوا تو بس اور كیا چاہیے اور اگر دل كے عیب جم گئے اور اسباب گناہوں كے جو بگڑ گئے
فزيارة القبور يوثق في ذلك حاله يوثق الاول والثاني ولذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام في من القبور
تو پر اس میں قبور كی زیارت ایسا اثر كرتی ہے جو طریقہ اول اور ثانی اثر نہیں كرتا اور اس ہی لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قبروں كی زیارت كیا كرو
فانها تذكر الموت والآخرة وتزهد في الدنيا فان الاول سماع بالاذن والثاني اخبار بالقلب بما اليه المصير و
كيو كہ اس سے موت اور آخرت یاد آتی ہے اور دنیا چھوڑتی ہے كيو كہ اول طریقہ كالون سے سنے كا اور دوسرا طریقہ دل سے انعام كی سمجھ كا ہے اور
في مشاهدة من احضر وزيارة من قبر معائنة ولذلك كانا ابلغ من الاول والثاني وقد قال النبي صلى الله عليه
سكنے كو دیکنے میں اور قبر كی زیارت میں انعام كا معائنه ہوتا ہے اور اس ہی لیے یہ دونوں اول اور ثانی سبب نافع ہیں چاہے نبی سے اسد علیہ وسلم نے فرمایا
وسلم ليس الخبز كالمعائنة لكن الاعتبار والاتعاظ بحوال المحتضرين ممكن في كل وقت من الاوقات ولا ينفق لمن يريد علاج
سنا جو ایسے ہونے كو برابر نہیں ہوتا عبرت اور بندہ پذیری سكنے كے حال سے ہر وقت میں ہونا ممكن نہیں ہے اور جو اپنے دل كا علاج
قلبه في ساعة من الساعات واما زيارة القبور فوجودها اسرع والانتفاع بها اوسع لكن ينبغي لمن يقصد زيارة
كیا چاہے تو كھڑی كھڑی كھین مٹا سے زیارت قبور كی نو اس كا اہتمام ہونا چاہیے اور نفع اس كی بہت ہے ہر لائق یون ہے كہ قبور كی زیارت كرسے
القبور ان يختار من الزيارة البدعية التي يقصدها اكثر الناس في هذا الزمان وهي زيارة قبور بعض المتبركين
تو زیارت بدعی سے جو ہنر كھے جو كہ اس زمانے میں اكثر لوگون كو مقصود ہے یعنی شبرك لوگون كی قبر پر جا كہ
لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبيلها واستلامها وتغبير الخدود عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها
نازب ہونا اور قبروں پر طواف كرنا اور چوسنا اور بوسہ دینا اور اس پر مال ملنے اور وہاں كی ٹی لینا اور مردوں سے دعا مانگنی
والاستقامة بهم وسؤالهم النصر والرزق والولد والعافية وقضاء الديون وتفريج الكربات واغاثة اللفغان وغير
اور اون پر بوسہ ساكرنا اور ان سے امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضوں كا ادا اور سختیوں كی كشائش اور ما تو ان كی دعا مانگنی اور
ذلك من الحاجات التي كان عباد الاوثان يسئلونها من اوثانهم اذ ليس شيء منها مشروعا با اتفاق علماء المسلمين
اسكے اور حاجتیں جو بہت پرست لوگ اپنے بتوں سے مانگا كرتے ہیں اس واسطے كہ اس میں كوفی بات ہی تمام علماء اہل اسلام كے نزدیک جائز نہیں

اذ لم یفعلہ رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل یتأدب بأدابها ویكون حاضر
 کیونکہ یہ تو رسول رب العالمین نے کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین نے اور نہ کسی ائمہ دین نے بلکہ طریقے زیارت قبور کی سیکھ کر بھنور
 القلب فی اقیانہا ولا ینکح حظه منہا الطواف علیہا فقط لانہ حالۃ تشارکہ فیہا الہما لیس بل یقصد زیارتہ ووجہ اللہ تع
 الی ذکرہ الیسا نہ کہ زیارت قبور سے اس کا معنی صرف طواف ہی ہو کیونکہ زیارت تو جو پاؤں کی سی ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ مقصود واسطہ خدا تعالیٰ کا ہو
 واصلاح نفسه ودواء قلبہ ویجتنب المشی علی المقابر والجلوس علیہا ویجملع نعلیہ ان دخلہا کما جاء فی الحدیث
 اور روٹی اینٹ حال کی اور علاج اپنے دل کا اور قبروں کے اوپر چل کرے اور نہ اوپر بیٹھے اور قبروں میں جاتے ہوئے جو تکی اوتارے چنانچہ حدیث میں آیا ہے
 ویسلم علی اہلہا ویخاطبہم خطاب الحاضریں ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین فانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 اور مردوں پر سلام بھیجے اور ان سے مخاطب ہو کر کلام کرے اور کے سلام قبرائے دار قوم مؤمنین کے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کما فی یقول كذلك واذا وصل الی میت ینبغی لہ ان یاتیہ من تلقاء وجہہ ویسلم علیہ ایضا لکن اذا اراد ان یدعو
 ہی کھا کرتے تھے اور جب کسی مرد کے پاس جاؤ تو چاہیے کہ اوکے منہ کے سامنے سے جاؤ اور اس پر ہی سلام علیک کرے لیکن اگر دعا مانگنے کا قصد کرے
 یدعو فانما مستقبل القبلة وكذلك الكلام فی زیارة النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم یعتبر من کان تحت التراب
 تو رہتا ہے کہ ہر مہر کرے اور ایسی ہی گفتگو نبی علیہ السلام کی زیارت میں ہے پھر اس کے حال سے جو مٹی تلے دب گیا
 وانقطع عن اہلہ والاجاب بعد ان ناقس الاصحاب والعشائر وجمع الاموال والذخائر وحادۃ الموت فی وقت لم یحتسبہ
 اور اہل و عیال اور باروں سے جدا ہو گیا عبرت پذیر ہو ایک دن تھا کہ یاروں اور کہنے میں ملا جملہ تار اور مال اور ذخیرہ جمع کراتھا اور اذکوا لیس وقت آئی جو گمان تھا
 و فی حال لحررت قلبہ فانہ حین دخل القبر وابتلی بالسؤال هل اصاب فی الجواب کان قبرہ روضۃ من ریاض الجنة
 اور ایسے حال میں کہ تو حق مکر تھا پھر جب قبر میں گیا اور سوال میں مبتلا ہوا تو خدا نے جواب میں پورا آواز کہ اوکی قبر بہشت کا چمن ہو گئے ہو
 او اخطأ فی الجواب کان قبرہ حفرة من حفرا لندیر ان ثم یجعل نھسہ کالیہ مات ودخل القبر وذهب عنہ اہلہ وولده
 اور جواب میں پورا آواز کہ اوکی قبر ایک گڑا دوزخ کا ہو گیا ہو پھر اپنے آپ کو تصور کرے گو یا مرگے اور گور میں داخل ہو اور اولاد
 وصعاسرفہ وبقی وحیداً فریداً وهو الان یسأل فماذا یجیب وماذا ینکح حالہ ثم یتامل حال من مضی من اخوانہ واقوانہ
 اور جان پہچان سب جدا ہو گئی کیسا تنہا ہو گیا اب مجھے سوال ہو رہا ہے اب کیا جواب دوں اور یہ کیا انجام ہو گا پھر اپنی گزشتہ بہانی بندہ دن اور ہر کسی عالمین تل کرے
 الذین املوا الامال وجمعوا الاموال کیف نقطعت املہم ولن تغن عنہم اموالہم وغیر التراب محاسن وجوہہم وافترقت القبور
 جو کہ بڑی بڑی امیدیں رکھتے تھے اور خوب مال جمع کیا تھا کیونکہ ان کی امیدیں ٹوٹ گئیں اور مال متاع نے کچھ فائدہ نہ دیا اور مٹی نے ادنیٰ کچھ اپنے چہرے بگاڑ دیے اور گور میں
 اجزاء وہم وارملت بعد ہونساؤہم وشمل الیتیم او لا دھم واقسم غیرہم اموالہم ویلعن ان میلہ الی الدنیا کیسا لھو
 اور نئے اجزا بھر گئے اور انکی جو روین رہا ہو گئیں اور انکی اولاد میں بھی بھیل گئی اور انکا حال اور سوچ بانٹ لیا اور یوں یقین کرے کہ میری رغبت دنیا میں آئی ہی نہیں تھی
 وغفلتہ کفعلتہم وانہ لاشک صائر الی مصیرہم ولیتحقق ان حالہ کما لھم وان الموت القطیع والھلالک السریع بین ید یدہ
 اور میری غفلت اور انکی غفلت میں بیٹک اوس ہی جگہ جاؤ گا جہاں وہ گور میں اور میرا حال بھی اوتھکا سا حال ہونے والا ہے اور موت ناگوار اور ہلاک سریع سامنے ہو چکا ہے
 وعند ہذا التذکر والاعتبار یلین قلبہ ویخشم جوارحہ ویزول عنہ جمع الاعتبار الذنیویۃ ویقبل علی الاعمال الاخریۃ
 اس طرح کی یاد اور اعتبار سے البدل نرم ہو جاؤ گا اور اٹھ باؤ تو لاپ جاؤ گئے اور دنیا کے تمام راجے جاتے رہینگے اور اعمال اخروی پر توجہ ہو دے گا
 ویترک ہواہ ویتوجہ الی طاعة مولاه ثم ینبغی لہ فی کل حین زمان ان یکثر ذکر اقرانہ وامثالہ الذین مضوا قبلہ فیندکرا
 اور ہوا ہوس ترک کر کے مومن کی طاعت اختیار کرے گا پھر اسکو چاہیے کہ دم بدم اپنے اقران اور امثال کا جو کہ اس کے پہلے مر گئے ہیں ذکر کیا کرے
 سر رہو ونشاطہم وعیشہم وعشرتہم وطول اطلہم واعتمادہم الی القوة والشباب ومیلہم الی الضحک والتلعب
 اور انکی سرور اور نشاط اور انکی عیش اور عشرت اور بڑی بڑی امیدیں اور اونکا ہر وساقوت اور جوانی کا اور رغبت ہنسی اور کھیل کی یاد کیا کرے

ثم يتامل كيف كانت حاله وخلت منه عجايب التهور ودارهم وانقطعت آثارهم وضاعت مواهمهم ثم ينظر في نفسه فانه
 يرى سويج كيا او كما حال تناور رباب او نبي مجلس اور كبر باهر اونه غالي رنگي اور او انکا نشان ست گيا اور او کمال تباه ہو گئے ہر اپنی طرف خیال کرے کہ میرا ہی
 سيكون عاقبة امره كما قبة امره فيسي في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض الواجباب والاجتناب
 انجام یہ سے ہونے والا ہے جو انکا ہوا ہر اپنے عمل کو درست کرے جو جو انکے فاسد بر فرائض اور واجبات اپنی سمجھتے ہیں اور کرے
 عن المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات يسرنا الله التوبة والاستغفار اثناء الليل فاطراف النهار
 اور حرام اور مکروہات سے بچے اور گناہوں اور برے کام سے توبہ کرے الہی حکمران کو اور صبح شام توبہ اور استغفار کی توفیق دے

المجلس التاسع والخمسون في بيان ماهية الطاعون وعدم التقدم عليه وعدم الفرار منه
 اور نادمین مجلس ہاکی حقیقت میں اور ان کے اندر جانا اور وہاں سے جا گنا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الطاعون رجزارسل على طائفة من بني اسرائيل فاذا سمعتم به بارض فلا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون یعنی وبا عذاب جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جب تک کسی سرزمین میں وبا سنو تو

تقدموا عليه واذا وقعوا فيه فلا تخرجوا منها فرار منه هذا الحديث من صحاح المصالحين رواه اسامة بن زيد
 اوس بن زید اور مصاب و با آہ و سے اور تم وہاں ہو تو وہاں سے و با کر ڈر کے اسے مت نکلو چریت مصابح کی صحیح حدیثوں میں ہے اسامہ بن زید کی روایت ہے

والمراد بالطائفة المذكورة هو الذين امرهم الله تعالى ان يدخلوا الباب سجداً ويقولوا ارحمة من خلق الله
 اور مراد گروہ مذکورہ وہ قوم ہے جسکو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تھا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور حط یعنی معاف کہتے ہوئے اپنے چلے جاؤ سو وہ لوگ دروازے میں

حطة فخالقوا امر الله تعالى فارسل الله تعالى عليهم الطاعون فمات منهم في ساعة واحدة اربعة وعشرون الفا من
 حطہ کئے ہوئے داخل ہوئے اور نبوت ان امر الہی کے جو خلاف کیا تو اللہ تعالیٰ ان پر ذرا بھی سوا ان میں سے گھڑی ہر کے عرصے میں چوبیس ہزار

شيوخهم وكبرائهم فدل الحديث على ان سبب ظهور الطاعون هو المخالفة لامر الله تعالى وقد وقع فيه النهي عن
 بڑے بڑے آدمی مر گئے اب اس میں سے معلوم ہوا کہ سبب طاعون و با پڑنے کا وہ ہی امر الہی کی مخالفت تھی اور سجدہ میں وہاں بجز و با کی علیہ میں جائیگی مانگے

القدوم عليه وعن الفرار عنه فالنهي الاول لبيان لزوم الحذر عن التعرض للتلذذ لا يجوز للعبد ان يلتقي نفسه ل
 اور وہاں سے ہانگنے کے سببے مخالفت ہے تو اس بیان کے لیے ہے کہ تلف میں پڑنے سے بچو ایسے کہتے ہیں کہ جہاں کو جہاں نہیں ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے

التهلكة لقوله تعالى ولا تلقوا بأيديكم الى التهلكة والنهي الثاني لبيان لزوم التوكل والرضا بقضاه الله تعالى وقدره
 اس آیت سے اور نہ ڈالو اپنی ہاتھوں کو ہلاکت میں اور دوسری مخالفت واسطے بیان لزوم توکل کے ہے اور تقدیر الہی پر رضا

ولبيان ان العذاب الواقع بسبب المعصية لا يدفعه الفرار وانما يدفعه التوبة والاستغفار واختلف في هذا النهي
 اور اس بیان کے واسطے جو عذاب بسبب گناہوں نازل ہوتا ہے وہ ہانگنے سے نہیں دفع ہوتا اور اسکو تو فقط توبہ اور استغفار ہی دفع کرتی ہے اور اس میں اختلاف ہے

فقال القاضي تاج الدين السبكي من هبنا هو الذي عليه الاكثرون ان النهي عن الفرار منه للتحرير وقال بعض العلماء
 سو قاضی تاج الدین سبکی نے کہا ہمارا مذہب یہی ہے جسے اکثر علماء میں کہ وہاں ہانگنے کی نہی تحریمی ہے اور بعض علماء کہتے ہیں

هو للتنزيه والتفوق اعلى جواز الخروج لشغل غرض الفرار لقوله عليه السلام في آخر الحديث ولا تخرجوا منها فرار منه
 کہ نہی تنزیہ ہے اور بالاتفاق کہتے ہیں کہ وہاں سے چلا جانا واسطے کسی کار کے سوا ہانگنے کے جائز نہیں ہے لہذا کہ نبی علیہ السلام آخر حدیث میں فرماتے ہیں اور وہاں سے نکلو

ويدل على التحريم ما روى عن ام المؤمنين عائشة انه عليه السلام قال الفرار من الطاعون كالفرار من الزحف واخرج
 اور حدیث ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ثابت ہوتی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہاں سے ہانگنے والا ایسا ہے جیسے وہاں سے ہانگنے والا اور

ابن خزيمة في صحيحه ان الفرار منه من الكبار والله تعالى يعاقب عليه ان لم يعفوا واختلف العلماء في حكم ذلك النهي
 ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ وہاں سے ہانگنے والا ایسا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے عذاب کے لگا کر معاف کیا اور اللہ کو اس مخالفت کے حکم میں انہوں نے

كما يسلط عليهم اعداءهم من الانس حين افسدوا في الارض وبنذوا كتاب الله تعالى وراهم فهذه الحاربة طعمة من
 جبهه که اوپراونکے دشمن انسان غالب ہوجاتے ہیں جب وہ ملک میں فساد برپا کرتے ہیں اور کتبہ کتبہ ہوتے ہیں یہ ہمارے ہمسایہ ہیں
 الانس والطاعون ملحمة من الجن وكل منهما يسلط عليهم بتقدير العزيز الحكيم عقوبة لهم لمن يستحق العقوبة وشهادة
 انسان کی سے اور طاعون صنف جنگ جنات کی ہے اور یہ دونوں اوپراونکے دشمن انسان غالب ہوجاتے ہیں جب وہ ملک میں فساد برپا کرتے ہیں یہ ہمارے ہمسایہ ہیں
 لمن هو اهل لها فهذا سنة الله تعالى في العقوبات التي يقع عامة فيكون طهر المستقين وعذابا للفاجرين وقد ثبت
 شہادت کے سلسلہ ہوجاتے ہیں یہ ان عقوبات میں جو عام نازل ہوجاتی ہیں عاقبت انہی یہ ہی ہمارے ہمسایہ ہیں جو مستقیموں کے واسطے ظہارت اور بدکاروں کے لیے عذاب اور عتاب
 في الحديث ان سبب وقوع الطاعون ظهور الفاحشة وعلان المنكرات على ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال الربط
 میں ثابت ہوا ہے کہ وہ پھانسی کا سبب فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا بر ملا عمل میں آنا موافق روایت ابن عمر کے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہی نہیں
 الفاحشة في قوم قط حتى يعلنوها الا فيهم الطاعون واخرج مالك عن ابن عباس موقوفاً والطبراني مرفوعاً ما فشا
 کہ کسی قوم میں فاحشہ تو ایسا ظاہر ہو کر بر ملا ہونے لگے اور وہ پھانسی کا سبب فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا بر ملا عمل میں آنا موافق روایت ابن عباس سے موقوفاً اور طبرانی نے مرفوعاً نقل کیا ہے میں ظاہر ہوا
 الزنا في قوم قط الاكثر فيهم الموت قال ابن حجر الحكمة في ذلك ان حد الزنا في المحصن ما في الرجز بصفة مخصوصة وهي
 تہ کہیں کسی قوم میں گمراہی موت کی نذر ہوئی ہے ابن حجر کہتا ہے حکمت اسمیں یہ ہے کہ زنا کی حد محصن کو حد میں جانکا کمال میں ہونا ہے بطور خاص یعنی
 الرجز فاذا لم يقم فيه الحد يسلط عليهم الجن ليقتلوه قال السيوطي ومن تمة ذلك ان الزنا لما كان في غالب الاحوال
 سنگسار کر کے ہر جب او میں یہ حد قائم نہ ہوئی تو جن اور پیر تعینات ہوجاتا کہ او کو قتل کریں سیوطی کہتا ہے اس کے بغیر یہ ہے کہ زنا جو کہ اکثر اوقات
 يقع سرا يسلط الله عليهم عدواً يقتلهم من حيث لا يرونه وقاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم رجع المستحق وغيره
 پوشیدہ واقع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی اوپر ایسا دشمن تعینات کرتا ہے کہ پوشیدہ اور دالے ایسا کہ کچھ معلوم نہ ہو اور عذاب کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی قوم پر نازل ہوجا، تو پہلے بڑی سزا آجاتی ہے
 ثم يبعثون على نياتهم كما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال اذا نزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من كان فيهم
 پھر وہ اپنی اپنی نیتوں کے موافق مبعوث ہوتے ہیں چنانچہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب اتارے گا تو وہاں ہوا ہر سزا آجاتی ہے
 ثم يبعثون على نياتهم قال العلماء انما يصب العذاب جميع الناس لظهور المنكرات والاعلان بها وانكارها وتغيرها
 پھر وہ اپنی اپنی نیت پر مبعوث ہوتے ہیں علماء کہتے ہیں کہ تمام لوگوں کو عذاب سبب ہوجاتا ہے کہ منکرات ظاہر اور بر ملا عمل میں آتے ہیں اور منکرات کا بند کرنا اور بدکار
 يصير واجبا عليهم فمن أي ولو ينكر صار كمن فعل في استحقاق العقوبة كما روى عن ابن عباس انه قيل يا رسول الله
 اوپراونکے ہوجانا ہے ہر جو دیکھتے آئیں گے ممانعت کرے تو وہ استحقاق عقوبت میں ایسا ہے گویا کہ عمل کرتا ہے چنانچہ روایت ابن عباس سے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ
 اتهاك القرية وفيها الصالحون قال نعم قيل بجزار رسول الله قال بئها ونهم وسكو تهم عن معاصي الله تعالى ثم ان
 کیا تمام گاؤں کو تباہ ہوجاتا ہے اور اوس میں صلحا ہوتے ہیں فرمایا ان عرض کیا کس ظلم پر یا رسول اللہ فرمایا خدا کی نافرمانی پر اونہی سکتے اور پھینچتا ہے ہر جنگ و
 الطاعون وان كان يقع عذابا لهم بسبب سكو تهم عن المنكرات عند ظهورها لكن لما جعل لهم كفارة وطهارة كان لهم
 دبا اگرچہ ان کے لیے منکرات کے ظہور پر چپ رہنے کی سزا میں عذاب آتا ہے پر چونکہ ان کے لیے کفارہ اور طہارت ہے تو ان کے حق میں
 رحمة كما روى عن ام المؤمنين عائشة انه عليه الصلوة والسلام قال اذا كثرت ذنوب العبد لم يكن له ما يكفرها ابتلاء
 رحمت ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب بندہ کو گناہ بہت ہونے لگتے ہیں اور کفارہ اوس کا کچھ نہیں ہوتا
 الله تعالى بالجنون ليكفرها ويخون ان يكون في حق من لم يقصر فيما وجب عليه من الامر بالمعروف والنهي عن المنكر لزيادة
 تو اللہ تعالیٰ کفارہ کے واسطے او کو جنون میں مبتلا کر دیتا ہے اور قتال کر کے ان کے حق میں جو تمام واجبات یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں قصور کرے واسطے اخلاص
 حسنة كما جاء في الحديث ان الرجل لتكون له عند الله تعالى منزلة فما ينفعها بعمله فما يزال الله يتلوه بما يكفره
 حسنتا چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ کوئی شخص تضریر انہی میں ایک مرتبہ کے لایق ہوتا کہ او کو عمل کی برکت چنانچہ حاصل کر سکتا تو اللہ تعالیٰ او کو ہمیشہ کلمات میں مبتلا رکھتا ہے

للطالب ما تصنع يا خيك ليريق من حسناته شيء فيقول يا رب فليعمل عني و زاري ففاضت عيناه رسول الله صلى
اب تو اية بائي سے کیا معاملہ کرے گا اس کے پاس تو کوئی حسنه باقی نہیں رہا پھر وہ کہیںکا یا رب سیر وہ میرا بوجھ لینے گناہ اور گناہے پس دونوں اکھیں رسول اللہ صلی

الله عليه وسلم قال ان ذلك اليوم ليوم عظيم يحتاج الناس فيه ان يحل عنهم اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى
اللهم عليه وسلم کی ایک بڑی بات اور فرمایا بیشک وہ دن بڑا حسنت دن ہوگا تو لوگوں کو اور سوز یہ ہی حاجت ہوگی کہ ان کو گناہ اور دن بڑے جاوین پراپنے فرمایا یا رب اللہ تعالیٰ

للطالب حقه ارفع بصره فانظر الى الجنان في رفع بصره فيرى مدائن من فضة و تصور من ذهب مكللة باللؤلؤ فيقول
معنی سے فرما دیکھا گناہ اور شکر جنت کی طرف تو دیکھ پھر وہ اکھم اوتھا کر گیا دیکھتا ہر شہر کے شہر جانیدی اور عمل کے عمل سوئیے تمام موتی جڑے ہوئے پیر عرض کر گیا

لمن هذا يا رب فيقول الله تعالى هذا لمن يعطى ثمنه فيقول فمن ملك ثمنه يا رب فيقول الله تعالى انت تملكه فيقول
اکی کیس کو پھر اللہ تعالیٰ فرما دیکھا جو کوئی اکی قیمت اور اگر سے پیر عرض کر گیا اسکی قیمت کسی پیر اللہ تعالیٰ فرما دیکھا اسکی قیمت تیری پاس پیر عرض کرے گا

ثم اذ يا رب فيقول الله تعالى بعفوك عن اخيك فيقول يا رب قد عفوت عنه فيقول الله تعالى خذ بيد اخيك و ادخله
کس چیز کے پیر اللہ تعالیٰ فرما دے گا تیری اس بائی کے معافی کے پیر عرض کر گیا اکی میں بیشک اسکو معاف کیا پیر اللہ تعالیٰ فرما دیکھا ابنو بائی کا ہاتھ پکڑا اور جنت میں

الجنة ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتقوا الله و اطيعوا اذات بينكم فان الله تعالى يوصل بين المؤمنين
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور آپس میں ملاپ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ فیامت کے روز مومنوں میں

يوم القيمة قال القرطبي نقل عن شيخه هذا البعض لنا من من اراد الله تعالى ان لا يذب به و كذا ما روى عليه الصلوة
ملاپ کرے گا قرطبی اپنی استاد سے نقل کرتا ہے یہ حال کسی کسی کا پیر جو اللہ تعالیٰ عذاب بجانا چاہی اور ایسے ہی وہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام ان مناديا ينادي يوم القيمة من تحت العرش يا امة هل اذ ما كان لي قبلكم فقد هبته لكم فقيمت التبعات
والسلام پیر روایت ہو کہ ایک منادی قیامت کے دن عرش کے نیچے سے آواز دیکھا اے امت محمد کی جو میرا حق تمہارے ہونے تھا میں نے تم کو بخش دیا اب حقوق عباد باقی ہیں

فتوا هبوا فا دخلوا الجنة برحمتي فهذا ايضا البعض الناس اذ لو كان في جميعهم لما دخل احد النار و قد رح اخبار صحبة
پھر ایک دوسرے کو معاف کر کے میری رحمت سے جنت میں چلے جاؤ یہی کسی کسی کے واسطے ہو گیا کہ اگر سب کیلئے یہی ہوتو کوئی ہی دوزخ میں جاوے اور بیشک تمہارے

نقلها ثقات و لا بد من الايمان بها من كان من اهل الايمان لا يبق في النار بسبب العصيان بل يخرج منها ولو بعد حين
جو ثقافت کی روایت جو آئی ہیں اور یہی ایمان لانا ضروری ہے کہ کوئی ایمان لائے ہوئے سبب دوزخ میں نہیں پڑا ہرگز بلکہ روز سے نکلے گا اگرچہ بعد از قلیل

وزمان والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها نعمنا الله تعالى عن الدخول فيها المجلس الستون في بيان فضيلة الصبر
یا زمانہ در اندکے اور دوزخ سے باہر آجہ دن داخل ہونے نہیں چوکتا اسی ہلکو دوزخ میں جانے سے بچائیے ستا ہویں مجلس میں صبر کی فضیلت کا بیان

صبر الطاعون و عدم جواز الذم و الفحشاء قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس من احد يقع الطاعون فيمكث
موتی طاعون میں اور اسکی دفع کے لیے دعا کا نہ جائز ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی نہیں کہ طاعون واقع ہو پھر

في بلد الاصابه متسببا يعلم انه لا يصيبه الا ما كتب الله له الا كان له مثل اجر الشهيد هذا الحديث من صحاح المصابيح
اس شہر میں مہر کر تو اب کے لیے یہ سمجھ کر ٹھہرا رہو کہ جو کو وہ ہی بونچے گا جو اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہو اگر وہ اسے برابر شہید کرے گا یہ حدیث صحیح کی صحیح حدیث نہیں ہے

روته اما المؤمنين عائشة قال ان المقتضى هذا الحديث ان اجر الشهيد يكون لمن لا يخرج من البلد الذي
انہ مومنین عائشہ کی روایت سے آجہ کہتا ہے مقتضی اس حدیث کا یہ ہے کہ شہید کا اجر اسکو ہوتا ہے جو اس شہر میں ہو جہاں

وقع فيه الطاعون و يكون في حال اقامته قاصدا ثواب الله تعالى اجماعا و عدمه ما كان يقع له فهو بتقدير الله تعالى
طاعون واقع ہوا ہے جہاں طاعون اور وہاں ٹھہرا ہوا اللہ سے ثواب کا ارادہ کرے اور اسکو عدہ کا امیدوار رہے یہ سمجھ کر کہ پیر جو گذرے گا سو تقدیر اللہ سے ہے

وما يصر عنه فهو بتقدير الله تعالى غير متجرب بوقوعه معتد على ربه في كل حال فمن اتصف بهذه الصفات فمات
اور جو صل جاوے گا سو تقدیر اللہ سے ہے اس کے واقع ہونے سے دل تنگ نہو اپنے رب پر حال میں ہر وہ سا کہ یہ مومن شہر میں یہ صفات موجود ہوں پھر وہ

دعاء عليهم وبالهلاك وان كان من لوازمه الهلاك بل المراد منه حصول الشهادة لهم بكل من الاصرين لان الموت
 اگر چہ ہلاکت اور سزا لازم ہے ہر ایک اس دعا سے بوسیدان دونوں اسباب کے لئے شہادت مطلوب ہے کیونکہ موت تو ایسے ہی جیسے لگی ہوئی ہے
 امر لازم لا خلاص منه فكان محط الدعاء على جعل كل منهما سببا للموت الذي قد برة الله تعالى ولا مفر منه حتى
 کہ اور کسی اصلاحی لین ہے پس مطلب دعا کا یہ ہے کہ طعن اور طاعون سے موت آیا کرے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے اور اس کوئی بچاؤ نہیں ہے تاکہ
 يحصل بكل منهما الشهادة أما حصولها بالطعن الذي هو القتل الحاصل في الجهاد والفتن فظاهر قاصدا حصولها
 ان دو وجہ سے شہادت ہو کرے بہر حصول شہادت طعن سے جو عین جہاد میں یا فتنہ میں اسے جانے بین ظاہر ہی رہا حصول شہادت کا
 بالطاعون فلما ثبت بالحديث انه وخزاعدا اثنا من الجن فيكون شهادة بلا ريب لهذا كان الدعاء برفعه غير
 طاعون کے سوا ایسے کہ حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ طاعون کو چاہا ہمارے دشمنوں جنات کا ہے پس بیشک شہادت ہے اور اس ہی لیے اسکی رفع کی دعا جائز نہیں
 مشروع قال النبي بكرة لان معاذ الامتنع منه واعتل بان الطاعون شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه السلام
 نبی کہتا ہے کہ وہ ہر ایسے کے معاذ نہ لے دعائی اور یہ محبت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے
 على ما روى عن عبد الله بن افع ان ابا عبدة بن الجراح لما اصابه في طاعون عمواس استخلف معاذا واستند الامر
 موافق روایت عبد اللہ بن افع کے کہ ابو عبیدہ بن الجراح جب طاعون عمواس میں مبتلا ہو کر مواتو معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب کیا اور ایسی شہادت ہوئی
 فقال الناس لمعاذ ادع الله برفعه هذا السر فقال انه ليس برجز ولكنه دعوة نبيكم وموت صالحين قبلكم وشهادة
 معاذ سے کہا کہ اللہ سے دعا مانگو کہ یہ عذاب ہو جاوے معاذ نے کہا یہ عذاب نہیں ہے بلکہ یہ تمہاری نبی کی دعا ہے اور اگلے صحابہ کی موت اور شہادت سے
 يحصل لله تعالى بها من شاء منكم اللواتي ال معاذ نصيهم الا وفر من هذه الرحمة فهذا القول من معاذ صريح بان
 تم میں سے جسکو چاہے اللہ عطا فرماوے الہی معاذ کی اہل کو بڑا حصہ اس رحمت میں عطا کر اور معاذ کی یہ تقریر صریح ہے کہ
 الدعاء برفعه غير مشروع وقد صح ان معاذ اعلم الامة بالحلال والحرام وانه امام الفقهاء يوم القيمة فلو كان مشروعاً
 اس کے دور میں یہ دعا جائز نہیں ہے اور تحقیق ہو چکا ہے کہ معاذ تمام امت میں حلال اور حرام کو خوب جانتا تھا اور قیامت کے روز تمام فقہاء کا پیشوا ہوگا اگر یہ دعا
 لما حوجهم ان يسئلوه بل كان يفعل من تلقاء نفسه بل لو كان مباحا لبادر بفعله عند سؤال الرعية عنه ما ظنوا انه
 مانگتے تو لوگوں کے کہنے کی کیا حاجت بلکہ وہ خود بخود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو فوراً کرتا جب لوگوں نے اس سے عرض کیا تھا اس خیال سے کہ ہر شخص
 مصلحة لهم وقد صرح الخليل للسئلة وقال صاحب الفروع منهم لا يقننت له لانه لم يثبت القنوت في طاعون
 بہتر ہے اور جنسین نے اس مسئلہ کو حتم سے بیان کیا ہے اور صاحب فروع اد نہیں سے کہتا ہے اسکی دعائیں ایسے کہ طاعون عمواس غیر میں دعائیں ثابت نہیں ہوئی ہے
 عمواس وغيره وان الجرح وان حال الی مشروعيته فرادى لانه منع الاجتماع له وقال واما الاجتماع للدعاء برفعه كما في
 اور ابن حجر اگرچہ پسند کرتا ہے کہ لاک جائز ہے پر اجتماع کو وہ بھی منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جماعت کرنی منع کی دعا کے لیے جیسے
 الاستسقاء فبذعة حدثت بدمشق في الطاعون الكبير سنة تسع واربعين وسبعائة ولم يفد شيئا بل ازحاد الامر
 نماز استسقاء میں ہوتی ہے سو بدعت ہے دمشق میں جاری ہوئی تھی بڑے طاعون ۳۹۹ء سات سو اسیچاس میں اور کچھ فائدہ بھی نہوا بلکہ حال او وہی
 شدة ثم قال ولو انه كان مشروعاً لعلمت على السلف ولا على فقهاء الامصار واتباعهم في الاعصار الماضية فلم يبلغنا
 تباہ ہو گیا ہے اور اگر دعا جائز ہوتی تو سلف پر یہ بات پوشیدہ نہ رہتی اور نہ ملک کے فقہاء پر اور نہ انکی تلامذہ پر نہ گذشتہ میں سو اسباب میں ہجو کوئی روایت
 في ذلك خبر ولا اثر عن المحدثين ولا فرغ مسطور عن احد من الفقهاء وائمة الدين قد تمسك قوم على مشروعيته بقول
 اور نہ محدثین سے کوئی اثر اور نہ کوئی جزئی کسی فقیہ اور دین کے امام کی گئی ہوئی ہے اور ایک قوم نے جو از دعا پر لے فقہاء کے
 بعض الفقهاء ان القنوت في الصلوة كلها مشروع عند النوازل وان الاجتماع والدعاء لعموم الامراض كرواق الوان تصريحاً
 اس قول سے کہ دعا قنوت تمام نمازوں میں ہر وقتہ نزول حوادث کی مشروع ہے اور جماعت کرنی اور دعا لعموم امراض کو واسطے جائز ہے وہ قوم کہ کہیں نہیں

عمو اس حاجات
 در تمام کہ اول در
 سلام طاعون
 غلبہ در اینجا پیدا
 شدہ

بالمريض العام بمنزلة التصريح بالوباء الذي يشمل الطاعون وهو ايضا من اشد النوازل والجواب ان كلام من الوباء والنوازل
 عموم امراض كل عام لينبت له اسم لينة وبانك من جنس من طاعون هي داخل في اوريجي بڑا مادہ سے اور جواب یہ ہے کہ تمام وہا اور عوا دت
 وان كان عام يشمل الطاعون وغيره الا ان الطاعون اختص بكونه شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه الصلوة والسلام
 اگرچہ عام ہے کہ طاعون وغیرہ بھی آئین داخل ہیں برطاعون میں خاص کر شہادت ہوا جو حدیث پر اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعا ہے
 بخلاف الوباء والنوازل ولهذا شرع الدعاء برفعها ولم يشرع برفع الطاعون ولويد ذلك ورد النهي عن الفرار منه دون الوباء و
 برضائے اور عوا دت کی اور اس ہی لیے وہا اور نوازل کے رفع کی دعا مبارک سے اور طاعون کی رفع کی دعا جائز نہیں اور اس ہی کی تاکید کوئی ہے طاعون باگنی کی حالت اور
 سائر النوازل فانه قد وقع في القرن الاول مرات متعددة والصحابة يومئذ متوافرون اكارهم موجودون ولو ينقل عن
 تمام عوا دت کے کیونکہ طاعون قرن اول میں کئی بار نازل ہوا ہے اور صحابہ اور سوت بہت اور بڑی جگہ سے موجود تھے اور کسی سہرہ روایت نہیں ہے
 واحد منهم انه فعل شيئا من ذلك او امر به والمعاد من قول معاذ دعوة نبيكم حديث اللهم اجعل فناء امتي بالطعن الطاعون
 کہ کسی نے انہیں سے کچھ ہی آپ کیا ہوا کیونکہ بنا ہوا اور معاذ کا قول دعوتہ بنیام سے مراد یہ صحیفہ پر آئی کہ وہ نبی سیرت کی طعن اور طاعون سے
 والمراد بالصالحين قبلكم قد تكلم عليه الكلابي ادي فقال يجوز ان يكون المراد بهو بنى اسرائيل فان الطاعون
 اور صالحین سے جو قدماء میں اور بنی کلابی گفتگو کرتا ہے اور اسکی رائے ہے کہ ان لوگوں کو بنی اسرائیل مراد ہو سکتی ہیں کیونکہ طاعون
 وان كان قد وقع عذابا بالهوس بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها الا انه قد جعل كفارة لهم وطهر قلوبهم
 اگرچہ عذاب عذاب آیا تھا وقت ظہور اور بر ملا ہونے منکرات کے جو دم کہا ہے منع کیا پراؤ کو حق میں اور کئی دم کہا ہونے گناہ کا کفار اور طہارت تھی
 من السكوت كما كان قتل بعضهم بعضا كفارة لمن كان منهم عبد العجل فانهم تابون صالحون مستسلمون وقد علم من
 جیسے آپ بنی ایک دوسرے ہاتھ سے واسطے کفارہ کو سال پرستی کے سب قتل ہوئے کیونکہ سب تائب اور صلحا اور صلح تھے اور اس سے معلوم ہوا
 هذا ان الواجب على كل مسلم ان يسعى في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب عن
 کہ مسلم پر واجب ہے کہ اپنی ذمات کی صفائی اور اصلاح میں کوشش کرے اسطور کہ جو ذمے فرائض اور واجبات ہیں ادا کرے
 المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات والمبادرة الى ح المظالم والتخلص من التبعات وهو مطلوب في كل
 اور محرمات اور مکروہات سے بچنے اور مکنا ہون اور بجا ہون سے تو بکرے اور جو رادہ جہا کے معافی اور حقوق کو دستگیری میں جلدی کرے اور اتنی سعی تو ہر وقت
 وقت ويتأكد ذلك عند وقوع الوباء خصوصا لمن وقع به الطاعون خصوصا لا سيما الوصية من غير ان يقع فيها حيف لقوله عم
 در کار سے اور اس میں وہا کے موسم میں عموماً تاکید ہے اور جو طاعون میں مبتلا ہو اور کوزہ اور غری الخفوس وصیت میں کہ بلا قصور ہے کہ وکاست ہوا ہے ارشاد نبی علیہ السلام کے
 ما حق امر مسلم له شيء يوصي فيه يبيت ليلتين الا ووصيته مكتوبة عند فنان معناه اذا كان كاهن مسلم شي يريد ان يوصي
 نہیں اپنا کچھ خاص مسلمان ہلک کسی چیز کا قابل وصیت کرے کہ دو شب ویر کرے کہ وصیت اور کچھ نہیں اس کے پاس ہے ایک ہی شخص میں جب کسی مسلمان پاس ایسی چیز ہو کہ وہ وصیت میں
 فيه فحقه ليس الا ان يكون وصيته مكتوبة عند فنان يوصي بها يبيت ليلتين وهو يريد ان يوصي
 تو اس کا حق اور نہیں ہے کہ اسکی وصیت لکھی ہوئی اس کے پاس ہو کیونکہ کیا مانتا ہے کہ اسکی وصیت لکھی ہوئی اس کے پاس ہو اور وہ کون سے اور دو شب کی قبل
 غير مقصود بل هو تنبيه على انه لا ينبغي ان يمضي عليه زمان ان كان قليل الا ووصيته مكتوبة عند فنان لا سيما اذا
 کچھ مقصود نہیں ہے بل یہ تاکید ہے کہ ایسا نہیں چاہیے کہ اوپر کچھ زیادہ گذرے اگرچہ طویل ہو کر اسکی وصیت لکھی ہوئی اس کے پاس ہو خاص اس وقت کہ اس کے ذمے
 كان عليه دين او ودية او غير ذلك من الحقوق فحريته الوصية ويستحب تعجيلها لانه لا يامر ان يشتد مرضه فيقتل
 فرض ہوا انت یا کوئی اور حق ہو پس اب اوپر وصیت فروری ہے اور اس میں جلدی ایسے مستحب ہے کیا خبر ہے کہ میں بڑھ کر نہ بان بند ہو جاوے
 لانه يموت بغير وصية فيكون اثما بترك ما وجب عليه ان كانت الوصية واجبة عليه بان كان عليه حق من حقوق الله تع
 پر بے وصیت مر جاوے اب اپنے ذمے کا واجب ترک کرنے سے گناہگار ہو جگا اگر اوپر وصیت بائن لحاظ واجب نہیں کہ اس کے ذمے کوئی حق اور ہر

او حقوق الناس وان لم یکن علیہ من ہدین المحقین بشئ لا یجب علیہ الوصیة بل یتحب علیہا لمن کان لہ مال ولم یکن لہ
یا کوئی حق العباد باقی ہو اور اگر اس کے لئے انہیں سچے نہیں ہے تو وصیت واجب نہیں ہونے لگے اور جس وصیت کا اسکے حق میں جسکے پاس مال تو ہے

وارث جمیع المال وان کان لہ وارث فثلث المال ویستوفیہ فی الوصیة الواجبة ان یتحب الیہ وینقص منه فی الوصیة
پر وارث نہیں تمام مال سے اور اگر وارث ہے تو ہر تہائی مال اور تہائی مال وصیت واجب میں اگر وصیت ہے تو پورا کرے اور وصیت مستحب میں تہائی کرے

المستحبة وطریقہا ان ینکر ہا بلسانہ عند عدلین فی بیان قداہا وجنسہا ووصفتہا وان کتبہا وقرأہا علیہا واشہد شہما
اور طریقہ وصیت ہے کہ کاپنی زبان سے دو عدل کے سامنے ذکر کرے اور اسکی مقدار اور جنس اور وصفت بیان کرے اور اگر وصیت کرے دو لوگوں کو جو عدل اور ان کو شہادہ

علیہا کان اولیٰ لکن ینبئ لہ ان یحتمز غایة الحد وان یخص وارثا من رثتہ بشئ علی وجه التملیک والا قرار فیکون خاتمة
گواہ کرے تو بہت بہتر ہے لیکن چاہیے کہ ایسا ہرگز نہ کرے کہ خاص کسی ایک وارث کے لیے کوئی چیز معین کرے تاکہ یا اسکی لیے اقرار کر دے پورا اسکے خاتمہ کا

شراک خاتمة خیر لان اللہ تعالیٰ تولى قسمة الموارث بنفسہ واعطى کل ذی حق حقه وعینہ لہ فی کتابہ الذی انزل علی
بڑا انجام ہے اچھا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود قسمت موارث کا ذکر فرمادے اور ہر ایک حق دار کے لیے اپنی کتاب میں جو ان پر رسول پر نازل کرے

رسولہ وتوعده من عصاة وبدال حکمہ بدخول النار واللغو د فیہا فقال فی آخر آیات الموارث **وَمَنْ یَعْمَلْ لِحُبْلِ اللَّهِ حَبْلًا**
مستحبین کر چکے اور نافرمانی کے حق میں جو اس کو حکم کو تبدیل کرے دوزخ میں جانے کا ہمیشہ کے واسطے وعید فرمادے چنانچہ موارث کی آخر آیات میں اور جو کوئی نبی حکم کرے

حَدُودَہُ بَدْخَلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیہَا وَکَلَّمَ عَبْدًا بَعْثِینَ وَرَوَىٰ عَنِ ابْنِ ہُرَیْرَةَ اَنَّهُ عَلِیہُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ اَنَّ الرَّجُلَ وَالرَّأۡةَ
اسکی حدوں کو اور کور اٹل کرے آگ میں رہے اور پھر اسے اور اس کو ذلت کی مارے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بیشک ہر مرد اور عورت

لیعمل بطاعة اللہ ورتین سنة ثم یحضرہا الموت فیضاران فی الوصیة فحجب لہا النار ثم قرأ ابو ہریرة قولہ تعالیٰ **وَمَنْ یَعْمَلْ لِحُبْلِ اللَّهِ حَبْلًا**
ساتھ برس تک اللہ کی عبادت کرتے رہتے ہیں پھر جب انکی موت آتی ہے تو وصیت میں اعتدالی کرے میں آخر آیت لے دوزخ و اجنبی جاتا ہے پھر ابو ہریرہ نے یہ آیت پڑھی ہے

یوصیٰ بہا اودین غیر مضار الی آخر الا یہ یرنا اللہ تعالیٰ من الاعمال ما یوافق بضہ المجلس الحادى والستون فی بیان
جو ہوگی مگر یقین کی مبادیوں کا نقصان نہ کیا ہو آخر تک الہی ہر اعمال موافق اپنی رضا کے آسان کر کے مستحبین مجلس مبارکی بزرگی میں

فضیلة الصبر عند البلاء والمصاب **فضیلة الاستحسان عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال البلاء بالمؤمن من**
بلیات اور مصائب پر اور اس وقت اناللہ اناللہ ایسا جو ان کے بڑے محبت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ بلاؤں میں مرد

والمؤمنۃ فی نفسہ ومالہ وولده حتی یلقی اللہ تعالیٰ وما علیہ من خطیئة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواہ ابو ہریرة
اور عورت کی جان اور مال اور اولاد پر اور تیری رہتی ہے آخر ایسا تھا پھر کما دیکھو کوئی گناہ نہیں ہوتا یہ حدیث صحیح کی حسن بیخون میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سے

ومضاه ان البلاء لا یزال یلحق بالمؤمن فی نفسہ ومالہ وولده حتی یموت ولا یبقی لہ ذنب بل یكون ذنوبہ
اگے مضے یہ ہیں کہ بلا ہمیشہ مؤمن کی جان اور مال اور اولاد پر آتی رہتی ہے آخر وہ مر جاتا ہے اور اسکے ذمہ کوئی گناہ نہیں رہتا بلکہ اسکے گناہ تمام

کلہا زائلۃ عنہ بسبب ما اصابہ من البلیا والمحن وقد روی عن امر المؤمنین عائشة انہ علیہ الصلوۃ والسلام
اسے بھر جاتے ہیں کبلا اور خوشی اور شادمانی اور امر المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

قال ذالک ذنوب الصدق لم یکن لہ ما یکفرہا ابتلاء اللہ تعالیٰ بالحزن لیکفرہا وقری عن ابی موسیٰ الاشعری انہ علیہ
فرمایا جب کسی بندہ کے گناہ بہت ہو جائے ہیں اور انکا کچھ کفار نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسکو غم میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ کفار ہو جاوے اور ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ

الصلوۃ والسلام قال لا یصیب العبد نكبة فما فوقها اودونها الا بذنب ما یعفو اللہ تعالیٰ عنہ اکثر وقولہ تعالیٰ
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بندہ پر کوئی گزند بہت یا توڑا بدون گناہ کے نہیں آتا اور اللہ جو معاف کر دیتا ہے سو بہت ہرگز اور یہ آیت پڑھے

وَمَا آصَابَكُمْ مِنْ مُصِیْبَةٍ فَمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُو عَنْ کَثِیْرٍ یعنی ان ما اصابکم من مصیبة ای مصیبة کانت
جو پڑی تم پر کوئی سختی سو بلا اوس کا جو کما یا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہے بہت یعنی تمہارے جو مصیبت آتی ہے کسی بھی ہونے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وهي بسبب معاصيكم التي اكتسبتموها والله تعالى يعفو عن كثير من الذنوب فلا يعاقب عليها في الدنيا وقال **عالم المؤمنين**
 سورة قنارى نافرمانی کی نشاست سے جو تم کر چکے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہاری گناہ معاف کر دیتا ہے اور وہی نذر دنیا میں نہیں دیتا اور علی رضی اللہ عنہ کے لیے
 عند الله تعالى خمس نعمات فاولها المرض ثم المصائب فان كان ذنوبه اكثر يعذب في قبره فان كانت اكثر من ذلك
 الصبر عند البلاء نافع عتوبت میں پہلی بیماری پر صبر کرنا اور اس کے گناہ بڑھتی ہوئی تو قبر میں عذاب ہوتا ہے پھر اگر اس سے ہی زیادہ ہوتے ہیں
 يحبس على الصراط وان كانت اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها وهذا كله مختص بالمجرمين اما
 تو صراط پر رکھتا ہے اور اگر اس سے ہی بڑھتی ہوتے ہیں تو گناہوں کے موافق دوزخ میں عذاب ہوتا ہے پھر اس میں سے نکلے گا یہ تمام حال گنہگاروں کا ہے اور اس سے
 غير المجرمين من المؤمنين فانما يصيبهم المصائب في الدنيا ليرفع درجاتهم في القبر كما جاء في الحديث ان الرجل يتكون
 نے گناہوں اور مصائب دنیاوی اس لیے آتی ہیں کہ ان کے درجات عقیقے میں بلند ہو جائیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ بعضے شخص کا ایک مرتبہ
 له عند الله منزلة فما يبلغها بعمله فما يزال الله تعالى ينزلها ما يكملها حتى يبلغها اياها والا حاديت في هذا المعنى
 اس کے نزدیک مقرر ہوتا ہے سو وہ عمل کی برکت سے حاصل نہیں کر سکتا پس اللہ تعالیٰ اس کو کمزور ہوتے میں آہستہ آہستہ رکھتا ہے کہ وہ مرتبہ پالیتا ہے اور اس میں سے
 كثيرة لكن ينبغي ان يعلم ان الثواب الوارد لاهل البلاء في هذه الاحاديث وغيرها منوط بالصبر على نفس المصيبة
 بت ہیں لیکن سمجھنے کی بات ہے کہ ثواب اہل بلا کا جو ان حدیثوں میں اور اور مجھ آیا ہے اس کا ماہر صبر ہے عین مصیبت پر نہیں ہے
 على طرورى عن سفيان الثوري انه قال انما الاجر على قدر الصبر والصبر خلق كسب يتخلق به الانسان ويختص به ولا
 موافق روایت سفیان ثوری کے وہ کہتا ہے کہ اجر برابر ہے جو تمہارے ہوتا ہے اور تمہاری سیرت کسی پر جب کو مرف انسان ہی حاصل کر سکتا ہے انسان ہی تو خاص ہے
 يتصور في الملكة والبهايم وهو ثبات القلب على احكام القدر والشرع وحسن النفس عن الجرجع واللسان عن الشكوى
 نرستے اور جانوروں میں نہیں ہو سکتا یعنی تقدیر اور شرع کے احکام پر دل کا قائم رکھنا اور نفس کو بھیڑی سے اور زبان کو غلوہ شکایت سے
 والجوارح عن فعل بلا ينبغي قال الشيخ الامام عز الدين بن عبد السلام قد ظن بعض الناس ان المصائب اجور على مصيبة
 اور اعضا کو بیوقوف کا روبرو ہونا بندھنا شیخ الامام عز الدین بن عبد السلام کہتا ہے بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ بعض مصیبت زدہ مصیبت پر اجور ہوتا ہے
 وهذا خطأ لان المصائب ليس من كسبه اصلا لا مباشرة ولا تسببا وقد قال الله تعالى **انما تجزون ما كنتم تعملون**
 اور یہ گمان غلط ہے اس لیے کہ مصیبت انسان کی اختیار ہی ہرگز نہیں ہرگز باعتبار عمل کے اور باعتبار سبب کے اور بیشک اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے جو کرتے تھے
 فمن مات لده وتلف كاله واصيب ببلاء في بدنه فهذه المصائب ليست من كسبه ولا من تسببه حتى يوجر
 ہیں جس کا بیچارہ ہونے اور مال ٹٹ جانا اور بدن پر آفت آجائے تو یہ مصیبتیں اس کے اختیار سے نہیں ہیں اور نہ اس کے سبب پیدا کرنے سے تاکہ اس پر ثواب ملے
 عليها بل ان صبر عليها يكون له اجر الصابرين وان رضى بها يكون له اجر الراضين لكن قدر في الحديث انما الصبر
 بلکہ اگر اظہر ہے کہ گا تو اس کو صابری کا ثواب ملے گا اور اگر اظہر ہے کہ راضی ہو تو راضیوں کا اجر ملے گا لیکن حدیث میں یہ حکم آیا ہے کہ صبر
 عند الصدمة الاولى كما روى عن انس انه عليه السلام مر بامرأة تضحك عند قبر فقال لها اتقي الله واصبري فقالت اليك
 پہلے صدمہ پر ہوا کرتا ہے چنانچہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک عورت کے پاس کہ قبر پر روٹی تھی کئی آنے فرمایا ای عورت خدا سے ڈر اور صبر کر جو ابدی الگ رہ
 عنى فانك لو تصبت بمصیبتى ولو تعرفه فقبل لها انه النبي عليه السلام فانت النبي عليه السلام فقالت لم اعرفك يا رسول
 تمہاری مصیبت نہیں پڑھی ہے اور آپ کو اس نے پہچانا کسی نے کہا یا کہ یہ نبی علیہ السلام ہیں پھر وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا میں تم کو یا رسول اللہ
 الله فقال النبي عليه السلام انما الصبر عند الصدمة الاولى وانما قال كذلك ليعلم ما مضى عليه زمان يحصل الصبر
 پہچانا نہیں تھا پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا صبر پہلے صدمہ پر ہوتا ہے اور یہ اس لیے فرمایا کہ جب اوپر کو دیکھ کر چاہتی ہے تو پھر مصیبت زدہ کو خود بخود صبر آجاتا ہے
 لكل مصاب شقاء اماني وقال ابن مبارك المصيبة واحدة فان جزع ضا حها صارت اثنتين احداهما المصيبة نفسها
 ہر ایک مصیبت پر اور ابن مبارک کہتا ہے پہلی مصیبت ایک ہوتی ہے پھر اگر وہ بھیڑی کرے تو وہ مصیبتیں ہو جاتی ہیں ایک تو وہ ہی مصیبت

والاخرى ذهابا جرها وهو اعظم من المصيبة لنفسها فان الجزع لا يرد عاقبات ولا يرفع الحزن بل يبطل ثواب المصيبة
 ودوسه ثواب كالفوت هو جانا اور يداوس پيلے ہين مصيبت سو سخت ہر كيو نكره يصبري كذا شربت كونهين پير لاتی اور نہ غم کو دور كرتی ہر كيو نكره مصيبت ثواب باطل كرا جی ہر
 لان من يجزع على المصيبة فهو انما يشكوره ويريد ان يرتفع قضاءه وقد ردد في الحديث ان الميت ليعذب بسكاء
 ايلے كہ مصيبت پر يصبري كذا شربت كونهين پير لاتی اور نہ غم کو دور كرتی ہر كيو نكره مصيبت ثواب باطل كرا جی ہر
 اهلہ عليه وذلك اذا كان على طريق النوح وكان للميت راضيا به قبل موته واما اذا لم يكن كذلك فلا يس بالبعاء
 عذاب ہوتا ہے لیکن یہ عذاب جب ہر كيو نكره يصبري كذا شربت كونهين پير لاتی اور نہ غم کو دور كرتی ہر كيو نكره مصيبت ثواب باطل كرا جی ہر

عليه رحمة له وشفقة عليه لما هو فيه من السؤال المحتوم والعقاب الموهوم فان النبي عليه السلام حين مات
 بطور رحمت اور شفقت کے روٹھا كيا ڈر سے اسبر كرو سوال حجاب واجبي اور عقوبت موهوم بين بئلا موتاے كيو نكره نبی عليه السلام جب آپ کے
 ابنه ابراهيم بنكي وقال له عبد الرحمن بن عوف وانت تبكي يا رسول الله فقال النبي عليه السلام يا ابن عوف انهار رحمة
 بيے ابراهيم بنكي وقال له عبد الرحمن بن عوف وانت تبكي يا رسول الله فقال النبي عليه السلام يا ابن عوف انهار رحمة

جعلها الله تعالى في قلوب عباده فانما يرحم الله من عبادة الرضاء وفي حديث اخر انه عليه السلام قال القلب يحزن
 كہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلون میں ركسى ہر اور اللہ بزرگم بندوں ہی پر رحمت كرتا ہے اور ایک اور حدیث میں كہ نبی عليه السلام نے فرمایا دل غمگین ہوتا ہے
 والعين تدمع ولا نقول ما يخطئ الرب في رواية ولا نقول الا ما يرضى ربنا وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان
 اور غمگین روتی ہین اور ہم وہ كلمہ نمان كتے كہ ہر دردگار ناخوش ہو اور ایک آیت میں ہم ہر كيو نكره مصيبت ہر اور ایک اور حدیث میں كہ نبی عليه السلام نے فرمایا كہ

الله لا يعذب بدمع العين ولا يحزن القلب لكن يعذب بكدنا واثارنا الى لسانه وفي حديث اخر انه عليه السلام
 اللہ تعالیٰ آنسو سے عذاب نہیں كرتا ہر اور دل کے غم سے ہر اس عذاب كرتا ہر اور زبان کی طرف اشارہ كيا اور ایک اور حدیث میں كہ نبی عليه السلام نے
 قال ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب ودعى بدعوى الجاهلية والمراد بدعوى الجاهلية قوطم او بلاة واثورا وكاسيا
 فرمایا ہر اس مانتی نہیں ہر جو شخص منھ کو پٹے اور كریبان چیرے اور جاہلیت کی سی باتیں كے اور جاہلیت کی باتوں سے یہ اقوال مراد ہین آہا ہر كے كے كے كے كے

واناصراه ونحو ذلك وروى انه عليه السلام قال الضرب على الفخذ عند المصيبة يحط الاجر ولهذا نذبت التعزية وهو العمل
 ہر دردگار اور انھار كے اور روایت ہر كہ نبی عليه السلام نے فرمایا ان كاشنا مصيبت كے وقت ثواب كو كسو دیتا ہر اور اس ہی لیے تعزیت مستحب ہو گئی ہے
 الغراء وهو الصبر بعد الاجر والدعاء للميت المصاب بالمغفرة قال الربيعي لا بأس بتعزية اهل الميت وترغيبهم في
 صبر كاتعزيم كرا واسطے ثواب وعود كے اور دعا خیر واسطے مزدكے اور دعا مغفرت واسطے پس مذكو رباعي كتا ہر اہل میت کی تعزیت میں اور صبر كے رغبت والائے میں

الصبر لقوله عليه السلام من عزي مصابا فله مثل اجره وكيفية التعزية ان يقال لمن اصابته المصيبة
 كچھ ڈر نہیں واسطے ارشاد نبی عليه السلام كے جنے مصيبت رسيدہ كے ثواب كے نواہر كے ليے برابر كا ثواب ہے اور بقرہ تعزیت كایہ ہر كيو نكره مصيبت رسيدہ كو كے
 عظماء الله اجر ك واحد من عزائك وغفر لمتك وقال الفقيه ابو الليث ان العبد لا يدرك منزلة الاخيار الا بالصبر
 نہ انھوں كے اجر عنایت كے اور بزرگ صبر نيك كے اور بزرگ مردہ كو بخش دے اور فقہ البواليت كتا ہر كہ انسان كو درجہ اخيار كا نہیں ملتا جب تک سختی اور

على الشدة والاذى وقدم الله تعالى نبيه بالصبر فقال فاصبر كما صبر اولوا العز من الشدة والاذى كما صبر امرأته
 تكليف ہر صبر كے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے صبر كو فرماتے چنانچہ یہ كھا سو تو ظمیر ارہ بیے ظمیرے سر ہر میں رحمت والے رسول میں نبی كے كسا گویا امت كو كسا ہے
 فحجب على من كان من الامة ان يقتدى بنبيه ويصبر على ما يصيبه من الالم ويعلم ان ما دفعه الله تعالى عنه من
 سو جو امت میں داخل ہر اور ہر واجب كہ اپنی نبی کی پیروی كے كے مصيبت المم غیر ہر صبر كے اور يقين كے كے جو ابو ابلا اللہ تعالیٰ نے بندہ پر سو دفع کی ہین

البلاء اكثر مما اصابه ويحمد الله تعالى على ذلك اذ روى انه عليه السلام قال اذا مات لد العبد يقول الله تعالى
 وہ زیادہ ہین آدن م او كيو نكره نبی ہین اور اللہ تعالیٰ كا شكر بحالانا چاہیے كيو نكره روایت ہر كہ نبی عليه السلام نے فرمایا جب كسی كا ہر مانتا ہو تو اللہ تعالیٰ

للملائكة اقبضتم ولد عبدى فيقولون لخم فيقول اقبضتم بشرة قلبه فيقولون نعم فيقول ماذا قال عبدى
فرضون من هو جنتا بے کھاتے میرے پیر کو کہنے کی جان نکال لی وہ عرض کرنے میں ان پھر فرماتا ہر کیا جان لیلی اسکے دل کے فرسے کی وہ عرض کرتے ہیں ان پھر پوچھتا ہے میرے بندے کو کیا

فيقولون حملك واسترح فيقول الله تعالى ابتوا العبدى بيتا في الجنة وسموه بيت الحمد وقد ذكر ان اهل الاعمال
پھر عرض کرتے ہیں تیری حمد کی اور انا اللہ وانا الہ ما جوں کہا پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہر میرے بندے کے لیے جنت میں گھر بنا کر بیت الحمد نام رکھ دو اور مذکور ہو

من الصلوة والزكاة والصوم والحج يوفى اليهم اجورهم بالميزان ثم يوفى باهل البلاء
کہ نازی اور زکوٰۃ دینے والے اور روزہ دار اور حاجی جب قیامت کے دن حاضر کیے جاویں گے تو انکا ثواب میزان سے تو لگا پورا کیا جاویگا اور حجت پر سب کو

فلا ينصب لهم الميزان ولا ينشر لهم الديوان بل يصب الا اجر صبا فيقول اهل العافية لو ان جلوهم كانت قرصت الدنيا
جائے جاویں گے سو انکے لیے نہ ترازو کوئی ہوگی اور نہ کچھ دفتر موجود ہوگا بلکہ انکا اجر ہی اندازہ برسا یا جاویگا پھر عافیت والے آرزو کریں گے کاٹنے دنیا میں ہماری کمال

بالمقاريف يرون ما يعطى لاهل البلاء من الثواب بغير حساب فذلك قوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم
نہیں سب سے کتری جاتے کیونکہ دیکھیں گے کہ اہل بلا کو کتنا بے حساب ثواب عطا ہوا ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا

بغير حساب لهذا كان لسلف الصالح فيكون بالبلاء في الدنيا لما تحققوا ان في الصبر عليه جزا جزيل لا نهاية فان
ان گنت اور اسی لیے مستقدمین صلی دنیا میں بلا پر خوش ہوتے تھے کیونکہ انکو یقین تھا کہ بلا پر صبر کرنے میں بڑا ہی ثواب عطا ہوا ہے

قيل ان كان المراد بالصبر على البلاء الرضى به وعدم الكراهة فلا قدرة للادى عليه وان كان المراد به الفرح
اعتراض کرے کہ بلا پر صبر کرنے سے اگر مراد ہے بلا پر راضی ہو اور ناخوش نہ آوے تو یہ آدمی کے اختیار میں نہیں ہے اور اگر اس سے مراد ہے کہ بلا پر خوش ہو

بوجوده فهو ابعده من الاول فالجواب ان الشارع لم يبينه عن شئ كالايدخل تحت الوسع وانما هي عن الملكة كشيء البلاء
تو یہ اس سے بھی بعید تر معلوم ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ شارع نے ایسی قسم سے کہیں منع نہیں کیا جو اسکے اختیار میں نہ ہو مانند اس سے ہر جسکو کر سکتا ہے جیسے گریبان چیرنا

وضرب الخد والقول باللسان كالندب النياحة واما ما ذكر من فرح الصالحين به فذلك فرح شرعي ملكته من قوة
اور کلے پینا اور زبان سے بکنا جیسے چیخنا اور نوحہ کرنا اور وہ جو مذکور ہے یعنی بلا پر صلیما کی فرحت سو یہ فرح شرعی ہے

الايان اليقين مثاله مثال رجل قال له الملك كلما ضربك سوطا اعطيك مائة دينار فان ذلك الرجل كما يفرح بكثرة ضرب
ایمان اور یقین کی قوت سے حاصل ہوتی ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کو بادشاہ کے ہن تیرے کوڑا ماروں تو ہر کوڑے کے بدلے تیرا تیرا دوا دیکھا شوخین اور جوہر

الملك له مع وجود الضرب لما يفرح به من جزيل العطاء فذلك الصالحون لما سمعوا قوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم
جیسا بادشاہ کی کڑھ ضرب سے خوش ہوتا ہے کیونکہ بڑی بخشش کا امیدوار ہے تو ایسے ہی جب یہ آیت سنی

بغير حساب قوله تعالى جزاؤهم بما صبروا الجنة وتجوزوا ليقفوا بحصول جزيل الثواب هان عليهم ما اصابهم في
اور بدلہ دیا انکو کچھ بڑھ کر ہر باغ اور پوشاک ریشمی اور یقین لائے ہر سے ثواب ملنے کا تو انہیں

الدنيا من المصائب كما حكى عن بعض النساء الصلوات انها عذت يوقا تقطع ظفرها فضيكت فقبل لها ما تجد في
دنیا میں جو مصیبت گذری سب آسان ہوگی چنانچہ کسی صالح عورت کا قصہ ہے کہ بیک روز پھسل کر گر پڑی تو اسکا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ ہنسنے لگی کہ میں نے کیا کیا جنگ

مرارة الوجع فقالت ان لذة الثواب الحاصل من الله تعالى بالصبر والرضى زالت عنى مرارة الوجع قال لعلماء حقيقة
اس میں دکھ نہیں ہوتا جواب دیا ثواب کی لذت نے جو اللہ تعالیٰ سے صبر اور رضا پر ملے گا دکھ کی تلخی کو میرے دل سے دور کر دیا ہے

الرضى ما علمناها الله تعالى ان نقوله عند المصيبة انا لله وانا اليه راجعون وهذا استرجاع باللسان بلا للعاقل عند
رضاکا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہکو تعلیم کی کہ مصیبت کے وقت کہا کریں ہم اللہ کا ہیں اور ہکو آسکی طرف پھرانامی اور یہ تو استرجاع زبانی ہے اور ہر عاقل کو لازم ہے کہ اسکو جان سکے ہو

ايتانه بلان يتفكر في ثواب المصيبة ليس بل عليه المصيبة فان ثواب المصيبة اذا استقبله يوم القيمة لود لو ان جميع اولاده
مصیبت کو فوج تصور کریں تاکہ اسے مصیبت آسان ہو جاویں بیشک مصیبت کا ثواب قیامت کے روز ساتھ آویگا تو یہ آرزو کر لیا جائے میری ساری اولاد

واقبانه ما لواقبه في الدنيا لينال لثواب مصيبتهم وقد وعد الله تعالى في مصيبة ثوابا عظيما حيث قال في كتابه
اور نام نمانے دار دنیا میں میرے سامنے جاتے تاکہ انکی مصیبت کا ثواب ملتا اور بیشک اللہ تعالیٰ نے مصیبت میں میرے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ کتاب اور اللہ عزوجل نے

يشي من الخوف والجوع ونقص من الأعمال إلا نفس الثمرات وليست الصابرين الذين إذا أصابهم مصيبة قالوا إنا لله وإنا إليه راجعون
کچھ ایک ڈر سے اور جھوک سے اور نقصان سے ملوگ اور جاتوں اور جوئی اور خوشی سنا تابت رہنے والوں کو کہ جب آنکو پونچھے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کامل ہیں اور
انا لله راجعون اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة وأولئك هم المهتدون یعنی ان کل من اصابه مصيبة في ماله وولده
ہکو اسی کی طرف پھر جاتا ایسے لوگ انہیں پر شاہدین ہیں رب کی اور مہربانی اور وہ ہی ہیں راہ پر

او نفسه او عرضه كالقبيحة التي يسمها في حقها والهم الذي يهمله او الغم الذي يغه من ضيق معيشته او قلة
یا جان میں یا برد میں جیسے عیب کی بات اپنے حقدین سے پاوے یا ایسا اندوہ پونچھے جو سوچ لگاوے یا غم پونچھے جسے فکر میں ڈال رکھا ہو نئی معیشت کا وقت
قوته او تعدد كسبه او عدم نبات زرعها او غير ذلك فانه اذا صبر واحتسب لثواب مصيبتة التي اصابها يعطيه
رزقی کا یا پیشہ نہ چلنے کا یا کھیتی مارے جانے کا یا کچھ اور سو اگلے اسپر جو صبر کریگا اور مصیبت کے ثواب کا جو اسپر گزری ہے امیدوار ہو گا تو

الله تعالى وعدة في كتابه من الصلوة والرحمة والهداية لانه تعالى لا يخلف لميعاد وروى عن عكرمة انه عليه السلام
اللہ تعالیٰ وہی عطا کرے گا جو کہ اسکے لیے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے شاہد اور حجت اور ہدایت کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور عکرمة سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ السلام کا
طفه سراجه فقال يا لله وانا اليه راجعون فقيل له امصيبة هي يا رسول الله فقال نعم كل شئ يودي المؤمن بفعله
چراغ بجھلکا تھا سو آپ نے فرمایا ہم اللہ کے ہیں اور ہکو اسی کی طرف پھر جاتا کسے عرض کی یا رسول اللہ کیا مصیبت ہے پس فرمایا ان جس سے سو من کو ایذا پہنچو وہی اسکی رنج

مصيبة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اذا قطع شئ احدكم فليسترجع فانها من المصائب وروى عن ام سلمة
مصیبت ہے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا جب کسی کو جوئے کا شہہ روٹ جاوے تو انا سد بڑھے کیونکہ یہ جیسی مصیبت ہے اور ام سلمہ سے روایت ہے کہ
انه عليه السلام قال ما من مسلم يصيبه مصيبة فيقول انا لله وانا اليه راجعون اللهم اجرنى في مصيبتى واخلف
کہ نبی صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا جس مسلم کچھ مصیبت گزرے پھر وہ کہے ہم اللہ کا مال ہیں اور ہکو اسی کی طرف پھر جاتا انہی کچھ کو میری مصیبت کا اجر دے اور کچھ اس سے

خير امنها الا اجره الله في مصيبتة واخلف له خيرا منها وروى عن ابن عباس انه عليه السلام قال من استرجع عند
بتر عزم سے تو اللہ تعالیٰ اسکا اسکی مصیبت کا اجر دے اس سے بتر عزم دیکھا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا جس نے مصیبت پر انا اللہ بڑھا
جيرة الله مصيبتة واحسن عقابها وجعل له خلفا صالحا يرضاه وروى عن الحسين انه عليه السلام قال ما من مسلم يصيبه
تو اللہ تعالیٰ اسکی مصیبت کو رفع اور اسکا انجام نیک کر دیکھا اور اسکا اچھا بدلہ اسکے پسند کا دیکھا اور حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا میں کوئی مسلم کہ اسے

بمصيبة فيذكرها وان قدم عهدا فيحدث لها استرجاعا الا كتب الله له مثلها من الاجر يعني انه تعالى يعطيه من اجر
مصیبت گزرے پھر وہ اسکو یاد کرے اگرچہ پتہ گزر گئی ہو پھر وہ اس سے لڑا انا اللہ بڑھے مگر اللہ تعالیٰ اسکے لیے اتنا ہی اجر مقرر کرے گا مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو اجر
مثل الاجر الذي اعطاه يوم اصيها وروى عن سعيد بن جبير ان الاسترجاع لم يعط الا من كان له من الاجر لانه لو اعط
برابر اس اجر کے جو مصیبت کے روز عطا کیا تھا عنایت کیگا اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ استرجاع ہو اس امت کے اور کسی امت کو عطا نہیں ہوا اگر کسی کو ملتا

لا حد اعط يعقوب النبي عليه السلام الا ترى انه حين اصابه لم يسترجع بل قال يا سفي على يوسف وروى عن ابن عباس
تو اللہ تعالیٰ یعقوب علیہ السلام کو ملتا کیا دیکھتا نہیں کہ یعقوب علیہ السلام نے مصیبت کے وقت اتنا نہیں بڑھا بلکہ کہا کہ اے انیسویں یوسف اور ابن عباس سے روایت ہے
انه نعمي ليه ابنة له وهو في السفر فاسترجع ثم نزل فصار كعنين ثم قال قد صنعنا ما امرنا الله تعالى فانه قال استعيتوا بالصبر
کہ انکو سفر میں بیٹے کی شان آئی تو انا اللہ بڑھا پھر اتر کر روکتے نماز پڑھیں پھر کیا ہکو اللہ کا حکم سوس کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو بڑھو تابت رہنے سے

والصلاة فينبغي للمؤمن ان يفعل كذلك فانه عليه السلام كان اذا حزنه امر فزع الى الصلوة لكونها
اور نماز سے ابیومن کو لازم ہے کہ یہی کیا کرے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ السلام اگر کسی بات سے غمگین ہوتے تو نماز شروع کر دیتے اسلئے کہ نماز عبادت کی اصل

صلى الله عليه وسلم

ومعراج المؤمنين مناجات رب العالمين قال عليه السلام ان اعظم الجزاء مع عظم البلاء وان الله تعالى اذا
 اور مومنین کے لیے سورج اور پروردگار سے سرگوشی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک بڑا ثواب بڑی بلا پر ہوتا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ جب
 اصحاب قوم کو مبتلا کرے گا تو اس پر بلا نازل کرے گا اور جو بھلائی ہو اس کے لیے رضامندی ہو اور جو بیزاری ہو اس کے لیے بیزاری ہو اور یہ ہے کہ ثواب کی کثرت بلا کی کثرت سے
 فمن رضى به وصدى عليه يحصل له رضاء الله تعالى ومن كره البلاء وجزع ولم يرض بحكمه تعالى يحصل له
 پھر رضی ہوا اور اس پر صبر کیا تو اس کے لیے رضامندی اور جس نے بلا کو مکرہ جانا اور واویلا کیا اور اس کے حکم پر راضی نہ ہوا تو اس کے لیے

سخط الله وغضبه لكن ينبغي ان يعلم ان الرضى والسخط محالهما القلب هما يتعلقان به لا باللسان فلهذا
 اللہ کی بیزاری اور غضب ہے لیکن سمجھنا چاہیے کہ رضامندی اور بیزاری کا ٹھکانا دل ہے یہ دونوں دل سے علاقہ رکھتے ہیں زبان سے علاقہ نہیں رکھتے اس لیے
 ترى كثيرا من الناس يكون له آيين من وجع او شدة المرض مع ان في قلبه الرضى والتسليم بالله تعالى فعلى هذا
 اکثر لوگوں کو دیکھتے ہو کہ درد کر مارے یا بیماری کی شدت سے آہ ان کو کرنے میں تپ کرے دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور تسلیم ہوتی ہے اس بیان کے موافق جس سے کہ آہ ان
 كل من يسمع منه آيين لا يجوز ان يقال في حقه انه غير صابر وغير راض بحكم الله تعالى اذ لا يطلع احد على قلب احد
 سنتے ہیں آہیں ان کے یہ نہیں کہا جا سکتے کہ صبر نہیں کرنا اور اس کے حکم پر راضی نہیں ہے اس لیے کہ کسی کو کسی کے دل کی کیا خبر ہے

وروى عن عامر الرامى انه عليه السلام قال ان المؤمن اذا اصابه السقم بشر عافاه الله تعالى كان كفارة لما مضى
 اور عامر رامی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن اگر بیمار ہو جائے اور پھر اس کو اللہ تعالیٰ عافیت دیتا ہے تو گزشتہ

من ذنوبه وموعظة له فيما يستقبل ان المنافق اذا مرض بشر اعفى كان كالبعيد الذي عقله اهله ثم ارسلوه فلم يعلم
 گناہوں کا کفارہ اور آئندہ کے واسطے پند ہے اور بیشک منافق اگر بیمار ہو کر صحت پاتا ہے تو ایسا ہے جیسے اونٹن کے پیچھے اس کو مالکون نے بانہر دیا پھر اس کو چھوڑ دیا
 لم يعلم ولم ارسلوه فعلم من هذا انه تعالى انما يبطل عبدة المؤمن لمحو سيئاته اول رفع درجاته التي لم يبلغها
 تو اس کو خبر ہی نہیں ہوتی کہ کیوں بانہر دیا تو کیوں چھوڑ دیا اب اس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندہ کو ایسے مبتلا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو درجات پہنچائے تھے وہ وہاں پہنچا کر
 الابواب البلاء فانها تعالى يرسل عليه في الدنيا شدايد هاومحنا حمية له عن الاقتنان بها وتزهد الله عنها
 اس کا تھما بندہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اس پر دنیا میں سختیاں اور محنتیں دنیا کو فتنہ سے بچانے کو اور دنیا سے چھوڑانے کو ڈال دیتا ہے

لثلاثين اليها ويالف محبتها فيقطعه ذلك عن منازل الاخرة لانه متى ابتلى بصيف سورة نفسه ويذهب
 تین دنوں پر اطمینان کر کر اس کی الفت میں پہنچتا ہے اور پھر اس کی خوشی سے آخری مراتب سے محروم نہ رہتا ہے کیونکہ اس مبتلا میں اس کے نفس کی تندی سست اور شہری
 صفات بشرية او ينقطع عنه مواد الهوى ولذة الدنيا فيتوجه في كل حال في السراء والضراء الى مولاه ويالف
 عادت جاتی رہتی اور مواد ہوس اور دنیا کی لذت اس کے دل سے دور ہوتے پھر ہر حال راحت اور بیخ میں اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے اور اللہ سے لگاؤ ہے
 الاقبال عليه يستوطن بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجات الاحباب الاولياء وهذا معنى ما روى عن النبي انه
 الفت پکڑ لیتا ہے اور صبر اور رضا کو اپنے سامنے قائم رکھتا ہے اور اس کو مرتبہ دو ستون اور اولیاء کا ماحصل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی روایت کرتے ہیں کہ نبی

عليه السلام قال ان الله تعالى اذا اراد بعبد خيرا او اراد ان يصابه من البلاء صاب عليه من البلاء صابا ومن جملة ما يصيب عليه من البلاء
 علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی کی خیر یا اس کو پاک کیا جائے تو اس پر بہت بلا ڈال دیتا ہے اور بعضی بلائیں اس قسم کی ہیں
 انه تعالى يفيض له ويسلط عليه من بعض خلقه من يقصد بالاذى حتى لو اخطى في محض صبا وفان يفيض الله تعالى له
 کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلوق میں سے ایسے کو اس پر تعین کرے کہ غالب کر دیتا ہے کہ اس کو ہر وقت ستا رہے یہاں تک کہ اگر گوہ باجو ہے کے بل میں جا کر رکھے تو اللہ تعالیٰ
 من يوحى كحماروى عن علي نه عليه السلام قال لو كان المؤمن في محض صبا ليقض الله تعالى له فيه من يوحى وروى
 اسی جگہ از ہر سان کو بھیجتا ہے جیسا کہ علی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن کوہ کر بل میں دکھا ہوتا ہے تو اسی بل میں ستاؤ والا موجود ہوتا ہے اور ایسے ہی

مثلاً عن السنن بلفظ لو ان المؤمن كان حججاً حرفة تقيض له فيه من يؤذيه والحكمة في ذلك ان البلاء يسبك صفات
ان سے یہ روایت ہے اگر مومن چوبہ کے کھڑے ہوں تو آسمانی جگہ اسکا موذی جاوے جو وہ تاجر اور اس میں برکت ہے کہ جو صفات بشری کو لگا کر صاف کرتی ہے
العبد فکانہ تعالیٰ يسبك نفس عبده المؤمن ببار المحنة والبلاء ليصفيه من كذرات اخلاق بشرية ليصله لولايته
گویا اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کے نفس کو محنت اور لگا کر صاف کرنا ہے تاکہ وہ عادات بشری کی کدورت سے صاف ہو کر ولایت اور محنت کے لائق ہو جاوے

وحيته المجلس الثاني والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام اغتتم خمساً قبل

خمس الحديث وما يتفرع عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل يعظه اغتتم خمساً قبل الخير
پانچ سے آڑے ہو گیا اور اس سے متعلق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پند دیتے ہوئے فرمایا تین چنانچہ

قبل هرك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك هذا الحديث من
پہلے بڑھاپے سے اور صحت کو پہلے بیماری سے اور نو انگری کو پہلے فقر سے اور فرصت کو پہلے دہندی سے اور زندگی کو پہلے موت سے یہ حدیث

حسان المصابيح رواه ميمون بن مهران فانه عليه السلام بين فيه ان الانسان في حال شبابه يقدر على
مصائب کی سن حدیثوں میں جو ميمون بن مهران کی روایت سے بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ فرمایا کہ آدمی اپنی جوانی میں وہ کار کر سکتا ہے

الاعمال التي لا يقدر عليها في حال هرمه فلا بد له ان يغتتم الفرصة وليشتغل بالطاعات في حال شبابه
جو حالت پیری میں نہیں کر سکتا سوا اسکو لازم ہے کہ فرصت کو غنیمت جانے اور عبادت جو انی میں پیری سے پہلے

لانه في حال شبابه ان ترك العمل اتبع هونته وتعود بالمعصية لا يقدر على تركها في حال هرمه فينبغ له ان يترك
عبادت میں مشغول رہے کیونکہ جوانی میں اگر عمل خیر کرے اور ہوس میں پھنسا اور معصیت کی عادت کر لی تو پھر کیا حالت ہو کہ بڑھاپے میں چھوڑ دے تو انی ہے

المعاصي في حال شبابه يعوق نفسه باعمال الخير حتى يسهل عليه في حال هرمه وبين ايضاً انه في حال صحته
کہ معاصی کو جوانی میں ترک کرے اور اعمال خیر کی عادت ڈالے تاکہ پیری میں جا کر آسانی رہے اور یہ بھی بیان فرمایا کہ انسان اپنی صحت میں

يقدر على كسب الخيرات بماله وبدنه فينبغ له ان يغتتم صحته ويجهد في كسب الخيرات بماله وبدنه لانه اذا مضى لضعف
اپنے مال اور بدن سے ثواب حاصل کر سکتا ہے پھر اسکو لازم ہے کہ اپنی صحت کو غنیمت جان کر اپنے مال اور بدن سے کسب خیرات میں کوشش کرے کیونکہ پھر چھوڑ دے تو انی ہوتا ہے

بدنه ولا يقدر على الطاعات وبدنه ويقصر يد عن ماله فيما زاد على الثلث فلا يقدر على التصرف في ماله الا في مقدار
پھر بدن میں طاعات کی طاعت کمان رہتی ہے اور ہاتھ بھی تنہائی مال کے زیادہ سے تنگ ہو جاتا ہے پھر قدرت نہیں کہ تنہائی مال سے زیادہ خرچ کرے

ثلثة وبين ايضاً انه في حال غناؤه وفي حال فراغه يقدر على الطاعات بلا ماغ فاذا بدل الغنى بالفقر والفراغ بال
اور یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ آدمی نو انگری اور فرصت میں بلا ماغ یعنی طاعات کر سکتا ہے اور جب نو انگری کے بدلے فقر آیا اور فرصت کی جگہ دہندی چلا

ينظر الموانع فلا يقدر على الطاعات بل يكون مشتغلاً بامر المعاش فينبغ له ان يغتتم غناؤه وفراغه في تحصيل الاعمال
تو پھر موانع پیدا ہو جاتے ہیں پھر طاعات کی طاعت کمان بلکہ اپنی معاش کی فکر میں لگا رہتا ہے سو لائق یہ بھی کہ نو انگری اور فرصت کو صالح اعمال کے لیے غنیمت سمجھے

الصالحات لان الغنى يعقبه الفقر والفراغ يعقبه الشغل وبين ايضاً انه في حال حيوته يقدر على العمل فاذا مات
اسلئے کہ غنا کے پیچھے فقر اور فرصت کے پیچھے دہندی ہوتا ہے اور یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ آدمی اپنی زندگی میں عمل کر سکتا ہے اور جب سوا

ينقطع عن العمل فينبغ له ان يغتتم حياته ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه فان كل نفس من انفس العوالم موقوفة
تو عمل تمام ہونے پس لازم ہے کہ اپنی زندگی کو غنیمت جان کر کئی باتوں میں عمر نہ کوئے کیونکہ ہر ایک ایک دم ایک نفس بے باجوہ ہے

لا قيمة لها اذ يمكن ان يستترى بها كثر من الكوز الجنة التي لا يتناهى نعيمها ابد الابدا فاضاعة تلك النفوس اشتراء
اسلئے کہ اسکے بدلے ایک جزا جنت کے خزانوں میں سے ہاتھ آسکتا ہے جسکی نعمتیں کبھی تمام نہ ہوتی پھر ایسے انفس کو ضائع کرنا اور ایسی چیز کا خریدا

اور

کما يكون سبباً لهلاكه باتباع هواه غاية الخسران ونهاية الخذلان فان من يتبع هواه يفعل ما يضره ولا يهلكه حالاً
کہ ہوا ہوس میں چساکر ہلاک کر دالے
بڑا ہی زیان اور نہایت نقصان ہو جو شخص ہوا ہوس میں لگا ہو اور تودہ ہی کام کرتا ہے جسمین حال

او مالاً وهو لا يشعر ويشعر لكن لخفة عقله يرحم اللذة الحاضرة التي لا يبقاؤها على العقوبات الاخرية
اور مال کا مضر اور تباہی ہو بجز وہ بخیر ہو یا جانتا ہے پر یہ تو قوی سے حال کی ناپائیدار لذت کو
خفزی عقوبات سے

التي لا نهاية لها ولظن لعسى بصيرته وتناهى حماقة انه ظفر بشئ من اللذائذ ولا يعلم ذلك الا حق انه
بسک کہ اتنا نہیں ہر ستر سمجھتا ہے اور اندھا ہو کر کالہر تو قوی سے خیال کرتا ہے کچھ عیش آڑیا اور احمق نہیں سمجھتا

يخرج من الدنيا ويرى انه لم يظفر بشئ من اللذائذ اصلاً من لذائذ الدنيا لانها عنه تزول ولا من لذائذ
کہ دنیا سے ابھی نکلا کہ کچھ لگا کہ کچھ بھی عیش نہ کیا دنوں دنیا کی عیش و لذت کیونکہ سب ہو چکین گے اور نہ

الآخرة اذ ليس له اليها الوصول فيبقى في حيرة وندامة حين لا ينفعه الندم وقد روى انه عليه السلام قال ما
آرت کے عیش کی لذت کیونکہ وہاں نہ آسکتی ہے بجز حسرت اور ندامت ہی ندامت ہوگی اسوقت ندامت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور روایت ہے کہ علیہ السلام نے فرمایا کہ

احد موت الا ندم قالوا وما ندمته يا رسول الله قال ان كان محسناً ندم ان لا يكون ازجاد وان كان
مزاہر سونام ہوتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ ندمت کیوں ہوتی ہے فرمایا اگر نیکو کار ہو تباہی تو یہ ندامت ہوتی ہے کہ عمل زیادہ کیوں نہ کیے اور اگر

مسيئاً ندم ان لا يكون تنذع فيا ايها العاقل لا تضيع عمرك في الغفلة واجتهد في تحصيل متعة الآخرة قبل
بدکار ہو تباہی تو یہ ندامت ہوتی ہے کیوں نہ بڑا آسودا ہوا ہو کہ اپنی عمر غفلت میں کیوں کھوتا ہے اخروی سامان حاصل کرنے میں کوشش اس سے پہلے کر

ان يجيء يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعان ذلك اليوم فتندم على ما فات
کہ ایسا دن آجائے کہ اس روز تو ہرگز حاصل نہ کر کے بیشک تو اس دن کو جلد دیکھ لیگا پھر تو گزشتہ

من عمرك غير طاعة ربك ولا ينفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا وكان شغله
عمر پر بد دن عبادت پر ہر دو کار کے نادم ہوگا اور ندامت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ آدمی جب تک دنیا کے کاروبار میں لگا رہتا ہے اور وہ شغل

يمنعه من العمل واحال ذلك العمل على فراغه وقال اذا فرغت عملت فذلك من حماقة من
اُسکو عمل نیک سے باز رکھتا ہے تو اس عمل نیک کو فرصت کے وقت پر ڈال رکھتا ہے اور کتنا ہے فرصت ملیگی تو کر دینگا سوہ صرف یہ تو قوی ہے جو

وجهين احدهما ايتار الدنيا على الآخرة وليس هذا من شأن العاقل وقد قال الله تعالى بل توثرون
دو وجہ سے ایک تو دنیا کو آخرت پر پسند کرنا اور دوسری وجہ

الموت قبل فراغه او يزداد شغله لان اشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضاً فيبقى بلا زاد ليوم المعاد فالواجب
موت فرصت کے وقت سے پہلے آکر پڑتی ہے یا وہ دنیا کا دھندھا بڑھا چلا جاتا ہے کیونکہ دنیا کے کام کا سلسلہ ایک سے ایک لگا ہوا ہے پھر آخرت کے توشے سے خالی رہ جاتا ہے تو

على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحة على حاله كان قبل وصول الموت وحصول القوت لقوله تعالى
آدمی پر واجب کہ جلدی سے اعمال صالحہ کو کسی حال میں ہو موت سے پہلے اور فوت سے پیشتر اختیار کرے اس آیت کے مطابق

وسارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمسيقين فان من تعلق قلبه
اور دوڑو جنت پر اپنے رب کی اور جنت پر جسکا پھیلاؤ ہی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہے واسطے ہر میزگاروں کے بیشک جسکا دل

بالدنيا واخذ منها القدر الزائد على حاجته من الطعام والشراب اللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به
دنیا پر لگا ہو اسے اور دنیا میں سے کچھ مقدار حاجت سے بڑھتی کھانا اور پینا اور پوشاک حاصل کرتا ہے تو اُسکے حق میں مضر ہے ہاں اگر اُس سے

على طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لا بد ان يفارقه فان كان احبه لغير الله يعذب به

طاعت الہی بن مردویوں ایسے کہ آدمی جس چیز کو محبت کی راہ سے پیدا کرتا ہے تو بالضرور اس سے جدا ہو جائے گا پھر اگر اس کی محبت واسطے غیر اللہ کی تھی تو اس کی جہاں سے

بفواتہ ان يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه

اور اگنا ہی الم پیدا ہوگا جس قدر اس سے دل متعلق تھا اسی بے بعض مفیدین کا قول ہے کہ جو شخص دنیا کی محبت کرے تو ہا ہی کرے کہ اپنی جان کو

تحمل المصائب فان مجها لا ينفك عن ثلث مصائب هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن المحبها

مصیبت کا گھر بنائے کیونکہ دنیا کی محبت تین مصیبت سے خالی نہیں ہوتی فکر دائمی اور رنج ہمیشہ کا اور ارمان بے انتہا اور اگر دنیا دار کو

العذاب العاجل الا هذا لكف له مصيبة فكيف اذا اجل بينه وبين محبوباته ولذا ته كلها بالموت وصار

ترتیب کرنا عذاب سوائے کہ جو تو وہ مصیبت بھی اسکے لیے کفایت کرتی ہے پھر تو کیا حال ہوگا جب موت آسین اور اسکے محبوبات اور لذات کے بیچ میں آجاوے اور اس ہی کے

معذبا بنفس ما كان متلذذا به على قد لذته التي شغلته عن سعيه في طلب اذة ليوم معاده اذ لو كان

عذاب میں رہ جاوے جس سے مزے آجاتا تھا موافق اس لذت کے جبکہ مارے قیامت کی ازاد راہ کی کچھ سی نہ کی ایسے اگر کسی کے

لا حذاف محب يزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه كان يحب جميعها ويسلب عنه

تیزا محب ہون تو موت کے آتے ہی اسپر تیزا مصیبت ایک بارگی پڑ جاتی ہیں ایسے کہ اس کو سب سے محبت تھی اور وہ سب کے سب

في لحظة واحدة كلها ويبقى في حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب موته من الالم فضلا

ایک دم بھر میں جاتے رہتے ہیں اور رہتے ہی حسرت اور ندامت میں رہ جاتا ہے اور یہ تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آدیا

ما أعد الله تعالى للذين استحبوا الحيواة الدنيا ورضوا بما من عذاب الآخرة والحاصل ان من احب

اسکو تو کیا کہیے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جو دنیا کو محبت سے آخرت کے عذاب پر پسند کر رکھے ہیں آخرت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو شخص

شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا على طاعة الله تعالى يحصل له به

سوائے اللہ تعالیٰ کے اور چیز کی محبت پیدا کرے اور وہ محبت نہ خدا کے واسطے ہو اور نہ طاعت الہی پر مددگار ہو تو اس کے حق میں

الضرر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بخصه ولا يسترح من التعب ان ظفر به يكون

ضرر ہے برابر ہے کہ وہ شے اسکو حاصل ہو یا نہ ہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اس کے غم میں لگا رہتا ہے رنج سے آرام نہیں پاتا اور اگر حاصل ہوئی

ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعافا مضاعفا لانه من اللذة ولو نال

تو وہ الم کہ حصول سے پہلے کھاؤ کا وہ اور اسپر فوت ہونے کی بعد چند در چند اس لذت سے زیادہ دل کی حسرت اور اگر

العبد كل حظه من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل السعادة

آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام اور ساری لذتیں عمر بھر حاصل رہیں اور اسے آخرت کی سعادت میں

في الآخرة يصير عند الموت كأنه لم يظفر بشيء من حظوظها ولذا انها وتعود تلك المحظوظ واللذات

کچھ سی نہ کی تو وہ مرتے ہی ایسا ہوگا کہ دنیا میں کچھ بھی مزا اور آرام نہ پایا اور وہ ہی عیش و آرام

عذابا له ويصير معذبا بنفس ما كان منعماً به من جهتين من جهة فواته مع شدة تعلق قلبه

اس کے حق میں عذاب ہو جاوے گا اور وہ ہی عیش کی چیزیں دوسرے سے عذاب کا سبب ہو جاوے گی ایک تو اسکا چھوٹنا اور دل

به ومن جهة عدم حصول ما هو له النفع وادوم فالمحجوب الحاصل بفوات عنه والمحجوب الاعظم

انہیں لگا ہوا ہوگا دوسرے حاصل نہ ہونا کہ جو اس کے لیے ہمیشہ کو مفید ہوتا ہے اب حال کا محبوب تو ہونے سے جاتا رہے گا اور محبوب اعظم

لا يحصل له وهذا اول ما يلحقه من العذاب قبل عذاب النار اذ قد قال العلماء ليس الموت بعد من

اسکو میسر نہ ہوگا اور یہ تو وہ عذاب ہے جو دوزخ کا عذاب ہے سب سے پہلا اسپر لگاؤ اس واسطے کہ علماء کہتے ہیں کہ موت عدم محض

لانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقة عنه وتبدل من حال الى حال وانتقال من دار الى دار وهو اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال فاصابتكم مصيبة الموت

دوسری دنیا میں ہر جگہ موت کی ہر روح کا علاقہ بدن سے چھوٹ جانا اور بدن سے الگ ہونا اور ایک حال سے دوسرے حال میں جانا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنا اور بڑی ہی مصیبت ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے موت کا نام مصیبت رکھا ہے چنانچہ فرمایا ہے ہجر بوجہ شیخہ مصیبت موت کی شہوت ہی ہو المصيبة العظمیٰ اعظم منه الغفلة عنه وعدم ذكره قوله التفكير فيه وترك العمل له واتباع بڑی مصیبت ہے اور اس سے بڑھ کر غافل رہنا کہ نہ اسکو یاد رکھے اور نہ اسکی کوئی فکر کرے اور نہ اسکی بوجہ کوئی عمل کرے اور

الیهوی فان اتباع الهوی سم من سموم الدین یفضی الی الہلاک یوم الدین مع ان المؤمن ینفس الایمان ہوا ہوس میں پڑا ہے بیشک ہوا ہوس کی اطاعت دین کے حق میں ایسا زہر ہے کہ قیامت کو ریزہ لاک کر ڈالے گا اور جو کہ مومن نہ ہو اسے ایسا قدع اھل اللہ تعالیٰ ان لا یعصیہ وذلك لان الایمان قبول والتزام فمن یقول لا الہ الا اللہ ینصیر کا نہ

اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کر لیتا ہے کہ نافرمانی نہ کرے گا اور یہ ایسے کہ ایمان قبول اور ایمان لینے کو کہتے ہیں پھر جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے گویا وہ یہ یقول انی علمت واعتقدت انه تعالیٰ واحد فی ذاتہ و صفاتہ و افعالہ ولا یظہر فی العالم شیء الا

کتاب ہے کہ میں یقین کیا اور اعتقاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ انہی ذات اور صفات اور افعال میں بجا نہ ہے اور عالم میں کوئی شے

یعلمہ ارادته و خلقه ولا یستحق العبادۃ الا هو و انی التزمت عبادتہ ولا اعبدا الا ایاہ فبعد هذه المعاهدة یحرم علیہ ان یعصیہ فی شیء من اوامره و نواہیہ حتی اذا دعته نفسه الی نقض عہد مولاه

عہد کے بعد اسکو نافرمانی کرنی حرام ہے کوئی بات ہو حکم ہو یا ممانعت یہاں تک کہ اگر اسکی جہ میں مولیٰ کے عہد توڑنے کا خیال آوے

یلزمہ ان یقول لھا ما قال یوسف النبی علیہ السلام لامرأة العزیز حین دعتہ الی نفسه معاذ اللہ

تو اسکو لازم ہے کہ جہ میں ہے کہ جیسے یوسف نبی علیہ السلام نے عزیز کی اجرو سے کہا تھا جب اسنے اپنی طرف طلب کیا خدا کا پناہ انہ ربی حسن متواہی انہ لا یفلم الظالمون فانه من استدل میل نفسه الی ما یستہیہ و ترکہ مع قدرۃ علیہ

وہ عزیز مالک ہی میرا اچھی طرح رکھا ہے مجھکو البتہ بظلم نہیں پاتے جو لوگ انصاف میں بیشک جب کادل شہوت پڑوٹ پڑے اور شہوت کو قوت ہوتے ہوئے فی موضع لا یطلع علیہ الا اللہ تعالیٰ یكون دلیلا علی صحۃ معاہدہ مع ربہ فی ایمانہ فان المؤمن اذا علم ایسے مقام میں کہ سوائے اللہ کے کوئی مطلع بنو سکے ترک کرے تو یہ دلیل ہے کہ اسنے اپنے ایمانی عہد کو رب کے ساتھ پورا کیا بیشک مومن جب یہ سمجھتا ہے ان رضی مولاه فی ترک ہواہ یقبل مرضی مولاه علی ہواہ ویكون لذتہ و صفاہ فیما یرضی مولاه وان کان مخالفا

کہ میں کی خوشی ہو ہوں ترک میں ہے تو اپنے موطن کی خوشی اپنی خواہش پر مقدم رکھتا ہے اور اسکی لذت اور صفائی مولیٰ کی رضامندی میں ہوتی ہے اگرچہ خواہش کے مخالف ہو ہواہ ویكون المہجفا فیما لا یرضی مولاه وان کان موافقا ہواہ بل یكون لذتہ فی ترکہ شہواۃ اللہ تعالیٰ اور اسکا الم اور جفا مولیٰ کی ناخوشی میں ہوتی ہے اگرچہ خواہش کے موافق ہو اعظم من لذتہ فی تناولہا بل یكون کراہۃ تناولہا عندہ فی خلوتہ اشد من کراہتہ لالم الضرب و اس سے زیادہ ہوتی ہے کہ اس لذت کو حاصل کرے اس پر لذت کی بیزاری

حالیا عن الايمان مالت الى السوء والفتنة مع كونها ذات زوج ويوسف النبي عليه السلام لما كان قلبه
 چو کر ایمان سے خالی تھا تو بدی اور فتنہ ہی کی طرف بھٹکی باوجودیکہ سہاگن تھی اور یوسف نبی علیہ السلام کے دل پر

غالباً بالإيمان اعرض عما ارادت منه مع كونه شاباً غريباً فان من يعمل بمقتضى الايمان يكون لذته
 چو کر ایمان غالب تھا تو اسکا کما نہ مانا باوجودیکہ جوان اور مجرد تھو بیشک جو شخص ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے تو اسکو

في الصبر عما يميل اليه نفسه اذا كان فيه سخط الله تعالى وتيقيداً بحاسبة نفسه ليكون الحاسب عليه
 نفس کی آرزو پر اگر اس میں غصہ خدا کا ہوتا ہے تو مزاحم بن کر آتا ہے اور اپنی ذات کے حساب میں لگا رہتا ہے تاکہ کل اس پر حساب

اهون غداً وطريق المحاسبة ان ينظر في احواله هل اليه من حقوق الله تعالى وحقوق الناس شئ
 آسان ہو جاوے اور طریق حساب لینے کا یہ ہے کہ اپنے حال کو دیکھتا رہے کہ اس پر کوئی حق اللہ تعالیٰ کا یا حقوق عباد میں سے کچھ باقی ہے

ام لا في تدارك ما فاته من فرائض الله تعالى فيقضيها ويرد المظالم رحبة رحبة ويستحل كل من تعرض له
 یا نہیں پھر اگر فرائض الہی سے کچھ قصا ہو لیا تو اسکو ادا کر کے عفو کر دے اور دانہ دانہ دعویٰ کا ہٹا کر دیوے اور کسیکو

بيدة ولسانه ويطيب قلوبهم بالاحسان اليهم حتى اذا مات لا يبقى عليه فريضة ولا مظلمة و
 پختہ یا زبان سے ستا یا ہو تو معاف کرانے اور احسان کر کے انکا دل خوش کر دے آخر جب مرے تو اس پر کوئی فریضہ اور دعویٰ باقی نہ ہو

يدخل الجنة بغير حساب لانه ان تقبل رد المظالم بحيط به خصماً وانه وينشون فيه فخالهم فهذا
 بے حساب و کتاب بہشت میں جلا جاوے کیونکہ اگر حقوق ادا کیے بغیر گاتو اس کے مدعی گھبر کر تو چنگے

يقول ضربتني وهذا يقول ستمتني وهذا يقول استخدت متني وهذا يقول اخذت مالي هذا يقول وجدتني
 کہیگا تو نے مجکو مارا تھا وہ کہیگا مجکو گالی دی تھی کوئی کہیگا مجھے کام لیا تھا کوئی کہیگا میرا مال چھین لیا تھا کوئی کہیگا تو نے مجکو

مظلوما وكنت قادر على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم وهذا يقول رأيتني على منكرا فما نصيتني عنه
 مظلوم پایا اور مجکو یہ قدرت تھی کہ ظلم سے بچا دیتا پر تو نے مجکو نہ بچایا اور کوئی کہیگا تو نے مجکو گناہ میں مبتلا دیکھا اور مجکو منع نہ کیا

فبينما هو كذلك مبهوت متحير من كثرة الخصماء وقد ضعف عن مقاومتهم ومدّ عنق الرجل الى
 اب وہ اس حال میں مدعیوں کی کثرت سے بھو اس اور حیران ہو کر اُنکی جواب دہی اور مقابلے سے نھک کر

المولى الغفار لعله ينجيهم من ايديهم اذ يقرع سمعه نداء الجبار اليوم تجزئ كل نفس بما كسبت لا ظلم
 سولی غفار کی طرف امید دار ہوگا شاید کہ اُنکے ہاتھ سے بچا دیوے ناگاہ اسکے کان میں آواز آوے گی آج بدلہ یاد بگاڑی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

اليوم فعندك ينخلع قلبه ويوقن بهلاك نفسه فتفكر ايها الغافل ما انزل الله تعالى في كتابه
 آج اب اسکا دل جھوٹ جاوے گا اور یقین کرے گا کہ مر لیا اب سوچ تو او غافل اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا نازل کیا ہے

حيث قال ولا تحسبن الله غافلاً عما يعمل الظالمون ولا تتبع وسوسة الشيطان لان عدو
 جہاں فرمایا ہے اور مت خیال کرے کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف اور شیطان کے وسوسے کی پیروی مت کر کیونکہ شیطان تو بڑی کم کاوش ہے

لبنى ادم يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فيجب على المؤمن ان يلدغ وسوسته ويتخذ
 راہ سے بچاتا ہے تاکہ اپنے ساتھ دوزخ میں کھینچ لیا جائے اب مومن پر واجب ہے کہ اسکا خیال دور کرے اور اسکو دشمن سمجھے

عدوا كما قال الله تعالى ان الشيطان ككعدو فأتخذ دة عدو ذكر الفقيه ابوالليث في التنبية
 چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجھ رکھو اسکو دشمن اور فقیہ ابواللیث نے تنبیہ میں کہا ہے

ان لك اربعة من الاعداء يحتاج ان تجاهد مع كل واحد منهم احد هما الدنيا وهي غدارة مكارم
 کہ تیرے چار دشمن ہیں انہیں سے ہر ایک کے ساتھ لڑنا ضرور ہے ایک تو دنیا کہ عمدہ شکن اور فریب باز ہے

فلذلك قال الله تعالى فلا تغربنكم اعيانكم الدنيا والثاني نفسك وهي شر الاعداء لهما روى عن ابن عباس عليه السلام

اسم ليه الله تعالى فرما هو سوكونه بهنكا و سة دنيا كاجينا اور دوسرا دشمن تیر نفس ہے یہ سب سو بدترہی موافق روایت ابن عباس کے کہ نبی علیہ السلام نے
قال اعدى اعداك نفسك التي بين جنبيك قد اخبر الله تعالى انها بذاتها مارة بالسوء حيث قال ان
فرمایا سب سے بڑا دشمن تیر نفس جو تیرے دونوں پہلوئیں ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ نفس خود بخود بڑائی کی بات بتاتا ہے جہاں فرمایا ہے
النفس الامارة بالسوء واما بالسوء دایما وعادتها لانها خلقت ظالمة جاهلة والعلم والعدل طارعا عليها
جی تو سکھاتا ہے بڑائی اور بڑائی کا کرنا اسکی طبع اور عادت ہے اسلیے کہ اصل میں بے گناہ اور جاہل پیدا ہوا ہے اور علم اور عدل عارضی ہوتا ہے

وان لم يدركها رحمة الله تعالى وفضله تبقى على جهلها وظلمها وتكون من حزب الشيطان وتجر من طاعها
اور اگر اُسپر اسکا رحمت اور فضل نہ ہووے تو جاہل کا جاہل اور ظالم کا ظالم ہے اور شیطان کی جماعت میں بھرتی ہو اور اپنے فرمانبردار کو

الى العصيان ومخالفة الرحمن لانها تجرى بطبعها في ميدان المخالفة والعبد يجهدك بمنعها عن سبوع المطالبة
گناہوں میں اور رحمان کی مخالفت پر لگا دیوے کیونکہ نفس بالطبع مخالفت کے میدان میں چلتا ہے اور آدمی اُسکو روک کر موخذہ کے خون سے منع کرتا ہے

فمن اطلق عنانها فهو شر يكرها في فسادها والثالث شيطان الجن فاستعد بالله تعالى منه والاربع شيطان
پھر جسے اسکی باگ ڈو صلی چھوڑ دی تو فساد میں اُسکا شریک ہے اور تیسرا دشمن شیطان جنی ہے سو اُس سے خدا کی پناہ مانگتا رہے اور چوتھا دشمن شیطان

الانس فاحذره فانه اشد عليك من شيطان الجن لان شيطان الجن يكون اغواءه بالسوسه واما شيطان
انسانی ہے سو اس سے بچنا ہے جتنی شیطان سے بھی تیرے لیے سخت تر ہے اسلیے کہ جتنی شیطان کا تو اغوا صرف خیالات سے ہوتا ہے اور انسانی شیطان

الانس فهو رفيقك السوء يكون اغواءه بالمعائنه والمواجهة لا يزال يطلب عليك وجهها يزيدك عما كنت عليه
انسانی ہے سو اس سے بچنا ہے جتنی شیطان سے بھی تیرے لیے سخت تر ہے اسلیے کہ جتنی شیطان کا تو اغوا صرف خیالات سے ہوتا ہے اور انسانی شیطان

كما قال بعض السلف انك تستعيد بالله من الشيطان الرجيم فيصرف واما شيطان الانس فلا يدرج تحته بوقعك
چنانچہ بعضے متقدمین کا قول ہے کہ جب شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے تو وہ ٹل جاتا ہے اور رہا شیطان انسی سو جسیت میں ڈال دیتا ہے

المعصية ولهذا قال النبي عليه السلام لا تصعب الامؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانما عليك السلاح حد في هذا
اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے سو اتمو من کے کسی کے پاس مت بیٹھو اور تیرا کھانا سوائے برہنیز گار کر کوئی نہ کھانی یا دو بیشک نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي عن مخالطته لان الصعبة والمخالطة توقع الالفه والمحبه في القلب فيلزم
برکار کی ہم نشینی اور بیٹنے جتنے سو ایچھے فرمایا ہے کہ ہم نشینی اور بیٹنے جتنے سے دل میں الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہے پھر ضرور ہر

ان يكون كما قال النبي عليه السلام بخبر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من ينخال فقد قال الله تعالى الا اخلاء
کہ موافق ارشاد نبی علیہ السلام کے آدمی اپنے دوست کو دین پر اٹھے اب ہر ایک کو غور کرنا چاہیے کیسے سے دوستی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے جتنے دوست ہیں

يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل واحد من الاخلاء غير المتقين يقول يوم القيامة يويلي ليتني لم
پچھلے دنوں دشمن ہو سکے مگر جو ہیں ڈروالے بیشک دوست برہنیز گار نہیں ہیں وہ قیامت کے روز یہ کہینگے اور خرابی میری کہیں نہ

اخذ فلانا خيلا ليت بئني وبنيتك بعدا لمشرقين فخليل الانسان ومحبه من ليسعي في عمارة اخرته وان كان فيه
بڑھتا ہو تو میں نے طمانے کی دوستی کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سوا انسان کا دوست اور محب وہی ہے کہ آخرت کی جلال میں کسی کو اگرچہ نہیں

ضرر لدنياه وعدو لا من ليسعي في خسارته وان كان فيه نفع لدنياه فعلى هذا يدبغى للمؤمن ان لا يتخذ
دنیا کا ضرر ہو جاوے اور دشمن وہ ہے جو آخرت کو خراب کرے اگرچہ ایمن دنیا کا فائدہ ہو اس بیان کے مطابق مؤمن کو لازم ہے کہ دوستی ایسے سے کرے

خليل الا من يثق بدينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه لان المرء يكون يوم القيامة مع احب طاروئ انما عليه السلام
بشک میں اولاد پر اعتماد ہو اور اسکی صلاحیت اور تقویٰ معلوم ہو اسلیے کہ آدمی قیامت کے روز محبوب کے ساتھ ہووے گا اس روایت کو موافق کرنا چاہیے

قال المرء مع من احب قال الحسن البصری لا یفر لکم ظاہر قوله علیہ السلام المرء مع من احب فانکم لم تتلحقوا
 فرمایا آدمی ساتھ محبوب کے ہو گیا حسن بصری کہتے ہیں اس حدیث کے ظاہر معنون پر نہ ہونا کہ آدمی ساتھ محبوب کے ہو گیا بیشک تم دونوں اعمال کے
 الابوار الایا عمالکم فان الیہود والنصری یحبون انبیاءہم ولا یكونون معہم یوم القیامۃ وھذا القول منہ
 ابراہیم بن یونس کہتے ہیں کہ یہود اور نصاریٰ اپنے انبیاء کو محبوب رکھتے تھے اور قیامت کے دن انکے ساتھ نہ ہونگے انکی اس بات میں ہے
 یشیر الی ان مخرج المحبۃ من غیر الموافقة فی العمل لا ینفع فان تعظیم الالنبیاء والعلماء والصلحاء ومحبتہم انما
 اشارہ ہے کہ نری محبت بدون موافقت اعمال کے مفید نہیں ہے کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلحاء کی تعظیم اور محبت تو مجتہد فیہ ہے
 یكون با تباعہم فیما دعوا الیہ من العلم النافع والعمل الصالح واقفاء آثارہم وسلوک طریقہم لان من اتبعہم
 کہ انکی اطاعت کرے جس قدر وہ بلاتے ہیں یعنی نفع علم نافع اور عمل صالح کے اور انکی پیروی کرے اور انکا طریق اختیار کرے اسلئے کہ جو شخص
 اقتفی آثارہم فیکون سبباً لتکثیر اجورہم بمقتضی قوله علیہ السلام من دعا الی ہدی کان لہ من الاجر مثل اجور
 انکی اطاعت اور پیروی کرے گا تو باعث انکی زیادتی ثواب کا ہوگا موافق ارشاد نبی علیہ السلام کے جو شخص بہ ایت کرے تو انکو برابر ہدایت ہونیوالوں کے ثواب ہوگا
 من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورہم شیئاً واما من لم یتبعہم ولم یقتف آثارہم بل خالفہم فی العمل واشتغل بتقبیل
 اور انکے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا اور جس نے اطاعت نہ کی اور نہ انکی پیروی کی بلکہ عمل میں تو انسے مخالف بنا اور انکے ہاتھ پاؤں چومتا
 ایدیہم وتقلب نعالہم والتملق بین ایدیہم والقیام عند رؤیتہم فلیس ذلک من التعظیم والمحبۃ لانه جعلہم
 اور جو تیان سیدھی کرتا اور سامنے خوشامد اور دیکھ کے تعظیم کے لیکھڑا ہوتا رہتا تو یہ کچھ تعظیم اور محبت نہیں ہے کیونکہ انکو بڑھاتا ہے

مع نفسه محرور ما من الاجر فای تعظیم و محبة فی ذلک المجلس الثالث والستون فی بیان
 انکو بھی ثواب سے محروم رکھا پھر اس میں کیا تعظیم ہے اور محبت ہوگی مجلس

محاسبۃ العبد یوم القیامۃ والمناقشۃ فی الحساب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بندہ کے محاسب کے بیان میں اور حساب کے مناقشہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا تزل قدما عبد یوم القیامۃ حتی لیسل عن اربع خصال عن عمرہ فیما افناہ وعن جسده فیما ابلاہ وعن
 نہیں بل سکتے دونوں پاؤں کسی آدمی کی قیامت کر روز جب تک پوچھا جاوے چار چیزوں سے عمر سے کیونکر کھوئے اور بدن سے کیونکر بچا گیا اور
 مالہ من این اکتسبہ وفیما انفقہ وعن علمہ ما عمل فیہ ہذا الحدیث من حسان المصابیہ رواہ ابن
 اسکو کہ کہاں سے کایا اور کہاں خرچ کیا اور علم سے اُسپر کیا عمل کیا یہ حدیث صحیح کی مسن حدیثوں میں ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہما
 مسعودی والعبدا لمدکور فیہ وان کان عاماً لکونہ نکرۃ فی سیاق النفی لکنہ مخصوص بقوله علیہ السلام
 روایت سے اور عبد جو اس حدیث میں آیا ہے اگر عام ہے کہ نکرہ صحیح نفی کے پڑا ہے یہ بیان خاص ہے بدلیل اس حدیث کے
 یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر حساب فعلی ہذا یكون السؤال المذكور فیہ لغير هؤلاء البعید
 سیر امت میں سے تترتیر ہزار بے حساب جنت میں جاوینگے اس حدیث کو موافق یہ چاروں سوال سوال تترتیر ہزار کے
 الفا فلابد لكل من یومن باللہ والیوم الاخران یعلم انه لیسل یوم القیامۃ ویناقش فی الحساب ویطالب
 اور دن سے ہونگے اب ہر ایک کو جو اللہ اور قیامت کو دن پر ایمان لایا ہے ضرور ہوگا کہ جان رکھو کہ قیامت کو دن سوال ہوگا اور حساب میں جھگڑا پھیلے گا
 بمثابة الذر من الخطرات والخطوات ویحقق انه لا ینجیہ من هذه الاحطار الا لزوم محاسبۃ النفس
 اذہر ذرہ سے خطرہ اور نگاہ کا مواخذہ ہوگا اور ثابت ہے کہ ان خطرات سے بدون لازم کرنے حساب نفس کے نجات نہیں ہو سکتی
 فی تجارتہما الاخرتہا ومطالبتہما فی انفسہما وساعاتہما وحرکاتہما وسکناتہما فان من حاسب نفسه قبل ان
 اسکی تجارت کا حساب آفت کے واسطے اور اسکا مطالبہ حرکات اور سکانات میں دم دم اور گوی گوی بیشک جسے حساب سے پہلے اپنا حساب

یحاسب ینخفف علیہ یوم القیمة حسابہ ویحضرة عند السؤال جوابہ وحین منقلبہ وما یبہر ومن لم یحاسبہا
 دست کیا تو اسپر روز قیامت کو حساب دینا سمل ہوگا اور سوال ہوتے ہی دلیل جواب پیدا ہو جاوے گا اور اسکا مال اور انجام نیک ہوگا اور جسے حساب
 یدوم حسراتہ ویطول فی عرصات القیمة وقفاته ویعود الی الخزی والمقت سیات یذکر لابل المؤمن
 دست نہ کیا تو ہمیشہ کو ارباب رہیگا اور مدت دراز تک قیامت کو میدان میں کھڑا رہیگا اور اسکے تمام گناہوں کا انجام رسوائی اور ہلاکت ہے سو اب ہوش
 ان لا یفعل فی تجارتہ لاخرتہ عن مراقبۃ نفسه فی حرکاتہا وسکنااتہا ولحظاتها وخطراتہا لان
 ضرور ہے کہ آخرت کی تجارت میں اپنی نفس کی نگہبانی سے غفلت نہ کرے اسکی حرکات اور سکناات اور کماخات اور خطرات کو دیکھتا رہے کیونکہ
 هذه التجارة ربها الفردوس الاعلی وبلوغ سدرۃ المنتهی مع النبیین الصادیقین الشهداء
 اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلیٰ اور مقام سدرۃ المنتہی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور ساتھ ہو
 متدقیق الحساب فی هذه التجارة اہم من تدقیقہ فی تجارة الدنیا لان باح تجارة الدنیا بالقیاس الی النعیل بالمقیم فی القعر
 جسوں تجارت کے حساب کی صفات بہ نسبت تجارت کراہت ضرور ہے اسلیے کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دنیوی نعمتوں اخروی کی کتر ناپائیدار ہے
 قلیلة سریعة الزوال ولاخیر فی خیر لا یدوم بل شرک لا یدوم خیر من خیر لا یدوم الشر الذی لا یدوم اذا نال
 اور عیش ناپائیدار میں کچھ خوبی نہیں ہے بلکہ تکلیف ناپائیدار عیش ناپائیدار سے بہتر ہے اسلیے کہ تکلیف ناپائیدار جب ہوگی
 یتقی الفرج دائما والخیر الذی لا یدوم اذا نال یتقی الاسف دائما فعلى هذا ینبغی للمؤمن اذا اصبح
 تو پھر دائمی فرحت رہیگا اور عیش ناپائیدار جب ہو چکا تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہیگا اس بیان کو موافق مومن کو لازم ہے کہ صبح ہوتے ہی
 من فریضة الصبح ان یفرغ قلبہ ساعة فیقول لنفسہ یا نفس لیس لی بضاعة الا عمرہ فاذا صفی یفنی
 فجر کی نماز سے فارغ ہو کر ایک دم اپنے دل کو خالی کر کر اپنی نفس سوچے کہ اگر نفس میرے پاس سوچی عمر کوئی سرمایہ نہیں ہے جب بھی ہو چکے تو
 ما س المال وبقع الیاس عن التجارة وطلب الربح وهذا الیوم یوم جدید قدامہلنی اللہ تعالیٰ فیہ و
 راس المال ہوگا بھر تجارت اور حصول منفعت کی امید نہیں ہے اور آج کا دن نیارن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس میں ملک عطا کیا ہے اور
 اخرنی اجلی ولو کان تو فانی لکن انت امتی ان یرجعنی الی الدنیا یوما واحدا حتی عمل فیہ صالحا فاحسب
 اہل میں تہنیر کر دی اگر وفات دیدیتا تو میں ہی آرزو کرتا ہوں کہ ایک دن کو لیے مجھ کو پھر دنیا میں بھیج دے تاکہ اس دن نیک عمل کروں
 یا نفس نك توفیت لثرت دت الی الدنیا فیاک لثرا یاک ان تضیع هذا الیوم فان کل ساعة من ساعات العمر
 اتو نفس تو ہی سمجھ لے کہ مرکز پھر دنیا میں آیا ہے سو چوکھڑی رہو کس سے یہ دن ضائع نہ ہو جاوے
 کل نفس من انفسہ جوہرۃ نفیسة لا یدل لها یمکن ان یشترى بها کثر من کنوز الجنة لا یتناہی بغیرہا ابد
 ایک ایک دم ایسا جوہر نفیس ہے نظیر ہے کہ اسکے بدلے جنت کا ایک خزانہ مولے سکتے ہیں جسکی نعمتیں کبھی تمام نہ ہونگی
 الابد فانقضاء هذه الانفاس ضائعة او مصروفة الی المعاصی غایة الخسران ونهاية الخذلان فان عمر الانسان
 سو ایسے انفس کا بیکار گزرنا یا معاصی میں لگا رہنا بڑا ہی خسارہ اور نہایت بڑی ہمتی ہے کیونکہ انسان کی زندگی
 زمان لا عمالہ الصالحة المقربة له الی اللہ تعالیٰ والموجبة له جزیل الثواب فی یوم الحساب وهذا ہی
 اعمال صالحہ کے واسطے ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور قیامت کے دن بڑا ہی ثواب ملے اور یہ ہی
 السعادة التي ینبغی للانسان ان یسعی فی تحصیلہا اذ لیس له منها الا ما سعی کما قال اللہ تعالیٰ وان کیس
 سعادت ہو جسکے لیے انسان کو ضرور سعی کرنی چاہیے سو اسلئے کہ انسان کو وہ ہی ملیگا جو آپ کر جائیگا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ
 للانسان الا ما سعی فکل جزء یموت من العرخی لیا من عمل صالح یموت من سعادة الاخرة بقدر ما ولها
 کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو کیا پھر عمر کا جوہر عمل صالح سے غالی کٹتا ہے آتی ہر حادثہ اخروی کٹتی ہے اور اس ہی لیے

عظمت مراعاة السلف لانفسهم ولخطا تم وبادروا الى غنم ساعاتهم ووقاتهم ولم يضيعوا اعمارهم في
متدین اپنے انفس اور لحظہ سلف کی بہت ہی خوبی کرتے تھے اور ہر دم اپنے اوقات اور اوقات کو قیمت سمجھتے تھے اور اپنی عمر کو

البطالة والتقصير قال الحسن البصري ادرکت قوما كانوا على ساعاتهم اشفق منكم على دنائکم ودر اہمکم
بیکار اور تقصیر میں نہ کھوڑتے تھے حسن بصری کہتے ہیں میں نے ایک قوم کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے ساعات کو اس سے زیادہ سنبھالتے تھے کہ تم اپنی اشرفی روٹی کو سنبھالتے ہو

فان واحد منکم کما کما ان ینخرج منه درہم واحد الا فیما یعود الیہ نفعہ وہم کذلک کا نوا لا یحبون
کیونکہ جیسے تم میں سے کوئی خوش نہیں ہوتا کہ روپیہ ایسے کار میں خرچ ہو جاوے کہ کچھ فائدہ نہ ہووے لوگ بھی ایسے ہی خوش نہ ہوتے تھے کہ انکی عمر میں سے ایک ساعت

ان ینخرج من اعمارہم ساعة الا فیما یعود الیہم نفعہ فان الیوم واللیلة اربع وعشرون ساعة وقد ورد
بیجاہدہ کہ زجاوے بیشک دن رات چوبیس گھنٹے ساعت کا ہوتا ہے اور حدیث میں

فی الخبر علی ما ذکرہ الامام الغزالی فی الاحیاء ان العبد یعرض علیہ یوم القیمة لكل یوم ولیلۃ اربع وعشرون
آیا ہے چنانچہ امام غزالی احیاء میں بیان کرتے ہیں کہ آدمی کو

خزانة مصفوفة فیفتیہ لہ منها خزانة فیربها مملوۃ نوراً من حسناتہ التي عملها فی تلك الساعة فینالہا
خزانیہ قطار پیش آوے گا پھر اسکے لیے آئین سے ایک خزانہ کھولے گی تو دیکھیگا کہ حسنات کو نور ہے جو اس ساعت میں کیا تھا پھر اسکو

من الفرح والسرور ما لو ورتج علی اهل النار لا دہشہم ذلك الفرح والسرور عن احسان لم النار وفتیہ لہ
اتنا فرحت اور سرور حاصل ہوگا اگر کہ وہ دوزخیوں پر تقسیم کر دیں تو بے حواسی سے دوزخ کے ام کلام اور اک نہ کر سکیں پھر اسکے لیے

خزانة اخرى فیراها سوداء مظلمة یفوح ننتها ویتغشاہ ظلمتها وھی لساعة التي عصی اللہ تعالیٰ فیها
اور خزانہ کھلیگا اسکو سیاہ تاریک دیکھیگا کہ بد بو پھیل رہی ہو اور اندھیرا چھا رہا ہو یہ وہ ساعت ہوگی جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہو

فینالہ من الحزن والغم ما لو قسم علی اهل الجنة لنغص علیہم نغیمها وفتیہ لہ خزانة اخرى فیراها فارغة
پھر اسکو اتنا غم و ملال پیدا ہوگا کہ اگر جنتیوں پر تقسیم کر دیں تو آئینت کی تمام نعمتیں بے مزہ تلخ ہو جاویں گی پھر ایک اور خزانہ کھلیگا اسکو خالی پاوے گا

لیس فیها ما سیرہ وما یسوءہ وھی الساعة التي نام فیها او اشتغل بشئ من مباحات الدنیا فیتختر علی
نہ آئینت کچھ خوشی ہے اور نہ کوئی نعم یہ وہ ساعت ہوگی جس میں سو رہا یا دنیا کی کسی مباح چیز میں مشغول ہو گیا پھر اسکے

خلوها وینالہ من الالکم ما ینال من قدر علی الروح الكثير والملک الکبیر واهلہ تسأل فیہ حثہ فادہ وھذا البعز
خالی ہونے پر اتنا امان کر کہ الم اٹھاوے گا جیسے کسی بڑا ہی فائدہ اور بڑا ملک ہاتھ آسکتا تھا پراسنے اتنی سستی اور دیر کی کہ وہ ہاتھ سے مانتا رہا اسو طرح

علیہ خزائن اوقاتہ طول عمرہ فینبغی لہ ان یجتہد فی تعمیرها ولا یدعہا فارغة عن الذنوز التي ھی اسباب
خزائن عمر کی ساعات کر پیش آوے گی اب اسکو سزا دے کہ اوقات عمر کو آباد کرے اور خزانوں کو خالی نہ چھوڑے جو کہ باعث اسکی

سعادته وملكہ وسیعی فی حفظ جوارحہ السبعة التي ھی العین والاذن واللسان البطن الفرج والید
سعادت اور ملک کا بہن اور ساتوں اعضا کی حفاظت کرے کہ وہ آکھ ہو اور کان اور زبان اور پیٹ اور شرمگاہ اور ہاتھ

والرجل لانه ان فعل بواحد منها معصية یكون کافر النعمة اللہ تعالیٰ فی جمیع الاسباب التي لا بد لہ منها
اور پاؤں کیونکہ انہیں سے اگر کسی سے بھی گناہ کرے گا تو اللہ کا نعمتوں کا تمام اسباب میں منکر ٹھیرے گا جن جن اسباب کو عمل کرنے میں ضرورت ہوتی ہے

فی اقدامہ علی العمل لان المراد من خلق الدنیا وما فیہا ان یستعین الانسان علی الوصول الی طاعة اللہ تعالیٰ
اسکیے کہ مقصود دنیا اور دنیا کو سامان کی پیدائش سے یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طاعت پر مدد حاصل کرے

ولا یمکن الوصول الی طاعة اللہ تعالیٰ الا بدوام البدن ولا یبقی البدن الا بالغذاء ولا یحصل الغذاء الا بالماء
اور طاعت الہی کا میسر ہونا بدون قیام بدن کے ممکن نہیں ہے اور بدن بدون غذا کے قائم نہیں رہتا اور غذا بدون پانی

والهواء ولا يتم ذلك الا بخلق الارض والسماء فمن استعمل شيئاً من اعضائه في غير طاعة الله تعالى يكون فرا
 اور ہوا کے پیدا نہیں ہوتی اور سب جہوں میں ایش زمین آسمان کو ہوا نہیں ہوتا پھر جسے کوئی مامضو اسے عبادت کر کسی کا زمین لگا سے رکھا تو وہ اس کے ان تمام
 لنعمة الله تعالى في جميع ذلك فلا بد من حفظ الجوارح لان حفظها هو راس المال والربح بعد ذلك فمن لم يكن له
 نعمتون سے منکر اور اب حفاظت اعضا کی ضرورت ہے کیونکہ انکی حفاظت بھائی اصل مال کو ہوا اور فائدہ اسکے بعد ہو گیا پھر جس کے پاس اصل مال نہیں ہے
 رأس المال كيف يحصل له الربح وهذه الجوارح السبع الاله الهلاك والنجا فمن يهلك يهلك باهمالها وعدم حفظها
 تو وہ فائدہ کیونکر پیدا کر سکتا ہے اور ان ساتوں اعضا سے آدمی ہلاک ہوتا ہے اور نجات بھی پاتا ہے پس جو ہلاک ہوتا ہے تو نہ کہ چھوڑ دینا اور حفاظت نہ کرنے سے
 ومن يتجنبها ويحفظها وعدا رسالها فحفظها اساس كل خير واهمالها اساس كل شر وجهنم سبعة ابواب
 اور جو نجات پاتا ہے تو انکی حفاظت اور نہ چھوڑنے سے اب اعضا کی حفاظت تمام خوبی کی جڑ ہے اور چھوڑ دینا تمام بدی کی جڑ ہے اور دروغ کے سات دروازے ہیں
 وانما يتعين تلك الابواب لمن عصى الله تعالى بتلك الجوارح فيلزم حفظها عن معاصيها اما العين فيحفظها
 اور وہ دروغ اور نافرمانی کے واسطے ان اعضا کے نام سے مقرر ہیں تو تمام اعضا کا معاصی سے بچنا ضروری ہے پھر آنکھ کو حرام کی طرف نہ لگانا کرنے سے
 عن النظر الى ما يحرم نظره بل عن كل فضول مستغن عنه لان الله تعالى يستعمل لعبده عن فضول لنظر كما يستعمل
 بچاؤ سے بلکہ ہر زائد و بیکار سے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے سے فضول نگاہ کا بھی سوا فائدہ کر لیا جیسے بیوہ کلام سے سوا غذا نہ کر لیا
 عن فضول الكلام فاذا حفظها عنه لا يقنع به بل يصرفها الى ما خلقت له من النظر الى عجائب صنع الله تعالى
 اور جب نگاہ کو گناہ سے محفوظ رکھا تو اس ہی پر نہ بچھوڑے بلکہ نفس سے نظر کا کام لے کر عجائبات کو دیکھ کر اسکے
 ليستدل به على وجوده وقدمه ووحده وقدرته واداته وعلمه وحيوته والنظر في كتابه سنة رسوله وسائر
 وجود اور دوام اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور طہارت پر استدلال کرے اور اسکی کتاب اور اسکی سنت اور علم
 كتب الدين ليتعلم امور حبه ويتعظ وهكذا يفعل في كل عضو لا سيما فيما هو رئيس الاعضاء وهو القلب الذي يلزم
 کتب دین کو دیکھے تاکہ امور دینی سمجھے اور نیک چیزیں ہووے اور اس ہی طرح ہر عضو کو کام میں لاوے خصوصاً تمام اعضا کے رئیس کو یعنی دل جسکا عادت ہوسے
 تطهيره من الاخلاق الذميمة وتزيينه بالاخلاق الحميدة وتكميله بالعالم المقرون بالعمل فان من تعلم مسألة
 پاک رکھنا اور نیک سیرت سے آراستہ کرنا اور علم حاصل سے کامل بنانا ضرور ہے کیونکہ جو کوئی مسئلہ
 من مسائل الدين ينبغي له ان يكون عاملاً بها والاسئيل يوم القيمة عن ايدل عليه قوله عليه السلام وعين عليه
 دین میں سے کوئی مسئلہ سیکھے تو چاہیے کہ اس عمل کرے اور نہیں تو قیامت کے دن اسکا مواخذہ ہو و لگا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور اسکے علم پر چینی
 ما عمل فيه فانه محوف لانه عليه السلام لم يقل ما قال فيه فليظن العبد في علم هل علمه وكان من الصادقين الذين
 کہ اس پر کیا عمل کیا بیشک یہ خوف کی جگہ ہے اس لیے کہ نبی علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا اس میں کیا بحث کی اب انسان کو غور کرنا چاہیے اپنے علم میں آیا اس پر عمل کیا تاکہ ما ذمین میں
 اننى لله تعالى عليهم بقوله اولئك الذين صدقوا وخالفوا فاعلمه بفعله دخل في قوله عليه السلام انشد الناس عبد اب
 داخل ہو چکی اللہ تعالیٰ یہ تمنا کرتا ہے یہ وہ قوم ہے جنہوں نے سچ مانا یا عمل اپنے علم کے برخلاف کر کے اس حدیث کے مضمون میں داخل ہوا سخت تر خدا
 يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعلمه وروى عن ابن مسعود انه قال منكم من احدث لا يسخلوا الله به كما يخيلوا
 قیامت کو دن عالم کو ہے جسکے علم سے اللہ تعالیٰ نفع نہ دیا اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ کہتے تھے جو کچھ سو اکیلا دیکھ گا اللہ کو جیسے دیکھتے ہو تم
 احدكم بالقرلية البدن ثم يقول ما غرك بي يا ابن ادم ما علمت بما علمت يا ابن ادم ما اذا اجبت اليه سليمان يا ابن ادم
 اکیلے جو دھوین رات کو چاند کو بھر فرما دیا تو تو ای شخص میرے حق میں کیا دھوکا کھایا ای شخص تو نے موافق علم کے عمل نہ کیا اور شخص تو نے مسلمان کا گناہ کیا مانا ای شخص
 ان قبيات على عينيك انت تنظر بها الى ما لا يحل لك ألم ان قبيات على اذنك وهكذا على سائر الاعضاء فتفكر يا مسكين في عظيم
 کیا میں تیری آنکھ کا گناہان نہ تھا تو انکھ سوا حرام کی طرف نظر نہ کرتا تھا کیا میں تیرے کان کا گناہان نہیں تھا اس ہی طرح تمام اعضا پر اب سوچ تو اسے مسکین تیری کتنی بڑی خطا ہے

خيا أنتك فاذا ذكر الله تعالى ذنوبك شفاها اذ يقول لك يا عبدى اما استحييت منى فبادرتنى بالقبيح
 جب اللہ تعالیٰ تیری خطاؤں کو منہ دہنہ یاد دلاویگا جب فرمادیگا اے شخص کیا تو نے مجھ سے حیانت کی جلدی سے خطا کر لی تھی

واستحييت من خلقى واظهرت لهم الجليل اكنت اهلون عليك من سائر عبادى استخففت بنظرى
 اور میری خلقت سے حیا کر کے سامنے اپنی نیکو کاری ظاہر کی کیا میں تیری نظروں میں تمام مخلوقات سے ہلکا ٹھیرا میری نگہبانی کو ہلکا سمجھ کر
 البیک ولم تكثر به واستعظمت نظر غیری فكيف يكون حالک وحجالتک اذا عد عليك نعماءه
 کچھ پروانہ کی لڑائی نہ کر کہتے بڑا سمجھا آسوقت تیرا کیا حال ہوگا اور کیسی شر ساری ہوگی جب تیرے اسکل میں

ومعاصيك واولاؤه ومساويك فان انكرت شيئا يشهد عليك جوارحك فتفتضح على ملا
 اور تیرے گناہ اور اُسکی خوبیاں اور تیری خطا شمار ہونگے پھر اگر تو کچھ انکار کرے گا تو تیرے اعضا ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے پھر تو تمام خلق اللہ کے سامنے
 الخلاق بشهادة الاعضاء الا ان الله تعالى وعد المؤمن ان يستر عليه ذنبه ولا يطلع عليه غيره
 اعضا کی گواہی سے رسوا ہوویگا ہاں بیشک اللہ تعالیٰ نے مؤمن سے وعدہ کیا ہے کہ اُسکی خطا چھپا دے اور غیر کو اس پر خبر نہ دے

كما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال يدنى الله العبد منه يوم القيمة ويضع عليه كنفه
 جیسے ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے کو پاس بلاویگا اور اس پر پردہ ڈالے گا
 وليستره من الخلاق كلها ويدفع اليه كتابه في ذلك السر فيقول له اقرأ كتابك فيمرا بالحسنة فيبيض لها
 تمام خلائق سے چھپالیگا پھر اُس پر دے کے اندر اُسکو نامہ اعمال دیکر فرمادیگا اُسکو پڑھو تو سہی پھر حسنت کو دیکھ خوشی سے کھل جاویگا

وجهمه ويمس بالسيئة فيسوح بها وجهه فيقول الله له اعرف يا عبدى فيقول نعم يا رب عرف فيقول انى اعرف
 اور گناہوں کو دیکھ کر چہرہ سیاہ ہو جاویگا پھر اللہ تعالیٰ فرمادیگا کچھ جانتا بھی ہے عرض کرے گی یا ہاں اے پروردگار میں تو جانتا ہوں پھر
 بك منك قد غفرتها لك فلا يزال يمسر بحسنه تقبل فيسود له سيئة تغفر فيسجد فلا يرى الخلاق منه
 تجھے زیادہ جانتا ہوں کہ تجکو معاف کر چکا ہوں پھر وہی حال رہیگا کہ حسنت کو قبول کرے گی پس سجدہ کرے گی اور خطا کو معاف پاوے گی پھر سجدہ کرے گی

الا ذلك حتى ينادى الخلاق بعضها بعضا طوبى لهذا العبد الذى لم يعص قط ولا يدون ما جرى بدنه
 اسکا بھی حال نظر آویگا یہاں تک کہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے یہ شخص کیا خوش نصیب ہے اسے گناہ کبھی نہیں کیا اور یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ میں
 وبين الله تعالى فيما وقف عليه والاخبار بهذا المعنى كثيرة وذلك بفضل منه فانه يخاطبه خطاب
 اور آسمین وہاں کھڑے کھڑے کیا معاملہ گذر گیا اور اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں اور یہ اسکا فضل ہی فضل ہے کہ اُسکو نرمی سے مخاطب ہو کر فرمادے گی

الملاطفة فيقول له هل تعرف عبدى فيقول اعرف يا ربى ويقول مننا عليه ومنظهر فضله لديه
 اے شخص جانتا بھی ہے عرض کرے گی پروردگار میں جانتا ہوں پھر سنت رکھ کر اور اس پر اپنا فضل ظاہر کر کے فرمادے گی
 فاني سدرت اعليك في الدنيا ولم افضحك بها وانا اغفرها لك اليوم قبل هذه ذنوب تاب عنها كما ذكر ابو نعيم
 میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی اور عزت رکھ لی آج بھی تجکو معاف کرتا ہوں بعضے کہتے ہیں یہ گناہ تو بکے ہوئے ہونگے چنانچہ ابو نعیم

عن الاوزاعي عن هلال بن سعدان الله تعالى يغفر للذنوب لكن لا يحوها عن الصميفة حتى يوقفه عليها
 اور اوزاعی سے اور وہ ہلال بن سعد سے روایت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ تو معاف کر دیتا ہے پر نامہ اعمال سے نہیں مٹاتا تاکہ قیامت کے روز اسے آگاہ کر دے
 القيمة وان تاب منها قال القرطبي في تذكرته نقل عن شيخه ولا يعارض هذا ما في التنزيل والحديث من
 اگرچہ توہ کر چکا ہو قرطبی اپنے تذکرے میں اپنے استاد سے نقل کرتا ہے اور یہ روایت قرآن اور حدیث کے مضمون سے مخالف ہے

ان السيئات تبدل بالتوبة حسنت فلعل ذلك بعد ما يوقفه عليه ما ويدل على هذا ما روى عن ابى مسعود
 یعنی خطاؤں کو بعد توبہ کے حسنت ہو جاتی ہیں شاید کہ تبدیل آگاہ کر کے بعد ہوتی ہو اور ابن مسعود کی روایت سے ایسی ہی معلوم ہوتی ہے

انه قال ينظر الانسان يوم القیمة فی كتابه فیدری فی اوله المعاصی و فی اخرها حسنات قلما رجع فی اوله

کہ وہ کہتے ہیں کہ انسان قیامت کے دن اپنے ناسخ اعمال میں نگاہ کرے گا تو اول معاصی نظر آوے گی اور آخر میں حسنات پھر جب ابتدا نامہ پڑھیگا

رأی کل حسنات و روی عن ابن عباس ان قال خ انا العبد باللہ علیہ و انسى الحفظه ما کانوا علموا من مساوی

تو کیا دیکھتا ہے کہ سراسر حسنات ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ کہتے ہیں جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ بھی اسی رحمت کرتا ہے اور اگر اس کا تین کو بھلا دیتا ہے تو چھ کو بھلا دیتا ہے

عمله و انسى جوارحه ما عملت من الخطایا و انسى مقامه من الارض ما به من السماء لیخی یوم القیمة و لیس

دیکھ چکے اور اس کے اعضا کو بھلا دیتا ہے جو جو خطا کی تھی اور زمین پر کا ٹھور ٹھکانا اور آسمان کے ٹکڑے کو کسی کیسے بھلا دیتا ہے اگر آسمان کے ٹکڑے کو کسی کیسے بھلا دیتا ہے

من المخلوقات شیء یشہد علیہ قبل فی ذنوب کانت بینه و بین اللہ تعالیٰ و اما ما کان بینه و بینه لعیاد فلا

کہ مخلوقات میں سے کوئی اس کا گواہ نہیں دے گا کہ وہ گناہ میں جو میں حقوق اللہ میں ہے جو وہ گناہ حق اللہ میں سو انہیں ضروری

فیہا من القصاص بالحسنات كما روی عن ابی ہریرة انه علیہ السلام قال من کانت عنده مظلمة لآخیه

کہ حسنات میں سے وہ لے ہو کر چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس کے ذمے کوئی حق کیسیکا ہو

عرض او مال فلیتحل منه الیوم قبل ان یؤخذ منه یوم لادینار فیہ ولا درہم ان کان لہ عمل صالح اخذ

آبرو کا یا مال کا تو لازم ہے کہ آج اس روز کے مواخذے سے پہلے کہ نہ دینار ہوگا اور نہ درہم معاف کر لے اگر اسکے پاس عمل صالح ہو گئے

منہ بقدر مظلمتہ وان لم یکن لہ حسنات اخذ من سیات صاحبہ فحمله علیہ و روی عن ابی ہریرة

تو بقدر حقوق کی لینگی اور اگر اسکے پاس حسنات نہ ہوں تو بدعتی کے گناہ لیکر اسی پر ڈالے جائینگے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے

ایضاً انه علیہ السلام قال تدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لادینار معہ ولا متاع قال ان المفلس من

انہی علیہ السلام نے فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے غرض کہ مفلس ہم میں وہ ہوتا ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ کچھ سامان فرمایا مفلس میری

اھتی من یأتی یوم القیمة بصلوة و زکوٰۃ و یاتی قد ستم هذا و قدف هذا و ضرب هذا و اکل مال هذا فیعطی

امت میں وہ ہوگا جو قیامت کے روز نماز اور زکوٰۃ لادینا پھر کوئی آویگا کہ اسکو بڑا کہا تھا اور اسکو گالی دی تھی اور اسکو مارا تھا اور اسکا مال کھا گیا تھا

هذا من حسناتہ و هذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایا اھم

پھر نیکیاں کچھ اسکو دی جائیں گی اور کچھ اسکو پس اگر اسکے حسنات ادا حقوق سے پہلے ہو چکیں تو انکے گناہ لیکر

و طرحت علیہ ثم طرح فی النار فاذا تقرر هذا یجیب علی کل مسلم البدار الی تدارک حالہ فینظر اهل علیہ

انکے پر بڑا بڑا اسکو دینے میں پھینک دیئے جب یہ ثابت ہوا تو ہر ایک مسلمان پر واجب ہے کہ جلدی سے اپنے حال کا تدارک کر دے اور غور کرے کہ میرے عزیز

حقوق اللہ تعالیٰ و حقوق الناس شیء ام لا فیتدارک ما فاتہ من فرائض اللہ تعالیٰ فیقضیہا و یرد المظالم

حق اللہ تعالیٰ یا حق العباد کچھ ہے یا نہیں پھر اسکا عوض کر دی جو فرائض الہی میں سے فوت ہوا ہو اور کر دی اور تمام حقوق

حبة حبة و لیستحل من تعرض لہ بیدہ و لسانہ و ساثر جوارحه و یطیب قلوبہم حتی یموت و لیربق علیہ

دانه دانہ واپس کر دی اور جسکو ہاتھ سے یا زبان سے یا اور اعضا سے ستایا ہو اس سے معاف کر لے اور انکا دل خوش رکھ کر آخر سے تو ایسا کہ اسکے ذمے کوئی

فرضیة و لا مظلمة و یدخل الجنة بغیر حساب لانه ان مات قبل رد المظالم یحیط بہ خصماً و لا وینشبون

فرضیہ ہو اور نہ کوئی حق اور بہشت میں بے حساب چلا جاوے اس لیے کہ اگر حقوق ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو مدنی گھر کرنا حق ہے

فیہ فخالہم فھذا یقول صر بئنی و هذا یقول استخدمتنی و هذا یقول ستمتنی و هذا یقول ستمت زانی

نہیں کیے ایک کیسے بھلا مارا تھا کوئی کیسے مجھے خدمت کی تھی یہ کیسے بھلا گالی دی تھی وہ کیسے مجھے بھلا کی تھی

و هذا یقول اغتبتنی و هذا یقول اخذت مالی و هذا یقول بایعتنی و اخفیت عنی عیب متاعک و هذا

کوئی کیسے میری غیبت کی تھی کوئی کیسے تو نے میرا مال چھینا تھا کوئی کیسے تو نے میرے ہاتھ مال بچا اور اسکا عیب ظاہر کیا کوئی

یقول کذبتنی فی سعرتناک وهذا یقول وجدتنی مظلوما وکنت قادر علی دفع الظلم فما دفعت عنی الظلم
کیگا مال کو بھاؤ میں تو نے مجھے جھوٹ بولا اور کوئی کیگا تو نے مجھے ظلم ہوتے دیکھا اور تو دفع کر سکتا تھا ہرگز مجھ کو ظلم سے نہ بچایا

وهذا یقول سائتنی علی منکرنا نفیتنی عنہ فیلینما هو كذلك مبرہوت متحیر من کثرة الخصماء اذ لم یبق فی عمرہ
اور کوئی کیگا مجھ کو تو نے گناہ میں مبتلا دیکھا ہر مجھ کو منع نہ کیا پس وہ اسی حالت میں مدعیوں کی کثرت سے حیران پریشان ہوگا اس واسطے کہ کوئی باقی نہ رہے گا
احد من عاملہ بدہم او جالسہ فی مجلس لا وقد استحق علیہ مظلمہ بغیبۃ او استہزاء او خیانۃ او
جس کچھ معاملہ کیا ہو رہے ہو یا بیٹھا ہو مجلس میں مگر وہ مستحق ہوگا اسپر کسی دعویٰ کا غیبت کا یا خوش طبعی کا یا خیانت کا یا

نظر بعین حقارۃ وقد عجز عن مقاومتهم ومدّ عنق الرجاء الی المولی الغفار لعلہ ینجیہ من ایدیم اذ یقرع
حقارت سے دیکھے گا اور بیشک آنکھیں تقابلے سو تھک رہے گا اور مولیٰ غفار کی طرف امید دار ہو کر سر اٹھا دیکھا شاید وہ ہی انکے ہاتھ سے بچا دے کر اسکے
سمعہ نداء الجبار الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم فعند ذلک ینخلع قلبہ ویوقن بہلاکہ فتذکر
کان میں یہ آواز آوے گی آج بدلا پاؤں ہر جی جیسا کیا ظلم نہیں آج اب سنئے ہی دل چھوٹ جاوے گا اور یقین کر لے گا کہ وہ کیا سو

ایہا الغافل ما انذرتک اللہ بہ فی کتابہ حیث قال ولا تحسبن اللہ عافیا لعمال الظلمون فما اشد فرحک الیوم
او غافل یاد کرو اللہ تعالیٰ تو انہی کتاب میں فرمایا ہے کہ فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ تعالیٰ بے خبر ہو ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف مجھو اب تو لوگوں کی

بکسر اعراض الناس وتناول اموالہم وما اشد حسرتک فی ذلک الیوم اذ اوقفت علی بساط العدل وشوفت
آہر دنگاؤں اور انکا مال چھین کر کیسا خوش ہوتا ہے اور کچھ کہ اس روز کس قدر حسرت ہوگی جب تو عدالت کے فرش پر کھڑا ہوگا اور بیات کا
بخطاب السیاسة وانت مفلس فقیر عاجز لا تقدر ان ترد حقاً وتظہر عذراً فعند ذلک توخذ من حسناتک
حکم سنیکا اور تو مفلس فقیر ہوگا طاقت نہوگی حق ادا کرنے کی یا عذر پیش لانے کی سو اسوقت تیرے حسنات تمام عمر بھر کے لیکر
التی صرفت فیہا عمرک وتعطی لی خصماً تک عوضاً عن حقوقہم کما ورح فی الاحادیث فانظر الی مصیبتک
حقوق کے بدلے میں تیری برائیوں کو دیے جاویں گے چنانچہ حدیثوں میں آیا ہے سو اپنی مصیبت کو

فی مثل ذلک الیوم اذ قلما یوجد لک حسنة سلمت من افات الریاء ومکانک الشیطان وان سلمت حسنة
ایسے دن میں عجز کر ایسے کہ بہت کم ہوگا نیک عمل کر یا کی آفت اور شیطان کے کمر سے سلامت بچا ہو اور اگر مدت دراز میں کوئی ایک آدھا بچا بھی
واحدة فی مدة طويلة یبتدر ہا خصماً وک ویاخذونہا وقد قیل لو کان لرجل ثواب سبعین نبیا وکان لہ خصم احد
تو دعویٰ شرت چھین چھپٹ لینگے اور کہتے ہیں اگر کسی شخص کے پاس ثواب شتر نبیوں کے برابر ہو اور اسکا ایک ہی مدعی

بنصف الاق لا یدخل الجنة حتی یرضی خصمہ وقیل یؤخذ بک فی قسط سبعائة صلاوة مقبولة فتعطی
نیم دانگ کا ہو بے رضامندی مدعی کے جنت میں نہیں جا سکتا اور کہتے ہیں کہ ایک دانگ کے بدلے سات سو مقبول نمازوں کا ثواب لیکر مدعی کو دیا جائے گا
للخصم ذکرہ لاقتیری فی التخییر وقال الامام الغزالی فی الاحیاء ولعلک حاسبت نفسك وانت ظالم علی قیام
بیان تشریحی کا ہر تجرین اور امام غزالی احیاء میں کہتے ہیں اور کانکے تو اپنی ذات کا حساب کیا کرے اور رات کے قیام

اللیل صیام النہار لعلت انک لا ینقضی علیک یوم الا و یجری علی لسانک من غیبۃ المسلمین فایستوفی جمیع
اور دن کے صیام پر مداومت کرتا رہے تب تو بیشک معلوم کرے گا کہ تجھ پر کوئی دن ایسا نہیں گذرے گا کہ تیری زبان پر مسلمان کی غیبت نہ آئی ہو جو کہ تمام
حسناتک فکیف بتغیۃ السیئات من اکل الحرام والشہات والتقصیر فی العبادات کفراً خالصاً من المطالم
حسنات کو بھرا کر لیتی ہے بھرباتی گناہوں سے کیونکہ جسے کہ مال حرام یا مشتبہ کھایا ہو اور عبادت میں کوتاہی کی ہو اور حقوق سے گنہگار رہا ہوگا
یوم یقصر فیہ الجماء من القرناء ویقول الکافر یلینتی کنت کرا بافا تقواللہ یا المسکین مظالم العباد فان
میں روز محدود ہو جائے گا سینگ دے کر بدل لیا جائے گا اور کیگا کہ لا زلمی میں مٹی ہوتا سو اب مسکین حقوق العباد میں خدا کا خوف کر

ماکان بینک و بین اللہ تعالیٰ خاصۃ بالمغفرۃ الیہ اسرع و اما ماکان علیک من حقوق العباد فلا بد من
بزرگ صحت حق الہی چون تو اسکی مغفرت جلد ہو سکتی ہے اور جو حق العباد ہیں تو اسین مالکون سے فرما

استحلال ربایہا فمن عسر علیہ الاستحلال اذلیہ ان لیکر ما قد علیہ من الاعمال الصلحت و لیستغفر
سماں کرانا چاہیے اور جسکو سماں کرانا دشوار ہو تو حسب طاقت اعمال صالح زیادہ اور

لمن ظلمہ من المؤمنین و المؤمنات فی عامۃ الاوقات فانه اذا فعل کذاک یرحم من فضل اللہ تعالیٰ
اپنے مظلوم مومن کے لیے تمام اوقات مغفرت مانگا کرے بیشک اگر یہ تدبیر کر لیا تو اللہ تعالیٰ کی فضل اور

کریمہ ان یرضی خصمہ یوم القیامۃ لماروی عن ابی ہریرۃ انه علیہ السلام بینما ہو جالس اذ ضحک حتی بدت
کرم سے اسید ہے کہ قیامت کے دن آنکھ مٹی کو مٹائی کر دیں گے اور ہر بڑے سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹھے ہوئے آکاہ تیار بنے کہ زمان مبارک ظاہر ہو گئے

شایاہ فقیل لہ مم تضحک یا رسول اللہ فقال رجلان من امتی حیثا بین یدی رب العزۃ فیقول احدهما
کیسے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیونہ ہنسنے میں فرمایا میری امت کے دو شخص رب العزت کے سامنے حاضر ہوئے پھر ایک کہنے لگا

یا رب خذ مظلمتی من ہذا الاخ فیقول اللہ تعالیٰ اعط اخاک مظلمتہ فیقول یا رب ما بقی من حسناتی
یا الہی میرا حق اس بھائی سے دلادے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے بھائی کا حق ادا کرے عرض کیا الہی میرے پاس کوئی حسنت باقی نہیں ہے

شیء فیقول اللہ تعالیٰ ما تصنع بأخیک لمریبق من حسناتہ شیء فیقول یا رب فلیعمل یعنی من اوزارے
پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب تو اپنے بھائی سے کیا معاملہ کر لگا اسکے پاس تو کوئی حسنت باقی نہیں ہے عرض کیا یہ میرے گناہ ہی اس پر رکھے جاویں

ففاضت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ان ذلک الیوم لیوم یحتاج الناس فیہ ان یعمل عنہم
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے پھر فرمایا وہ ایسا دن ہوگا کہ لوگوں کی یہ حاجت ہوگی کہ ہمارے گناہ اور دن پر پڑ جاویں

من اوزارہم ثم قال فیقول اللہ تعالیٰ للطالب حقہ ارفع بصرک الی الجنان فیرفع بصرہ فیرى ما اعجبہ
پھر فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے مقدار سے کما دیکھو تو جنت کی طرف دو آنکھ اٹھاتے ہی کیا دیکھتا ہے کہ عجب طرح کی

من الخیر و النعمۃ فیقول لمن ہذا یا رب فیقول ذلک اللہ تعالیٰ ہذا لمن یعطینی منہ فیقول من یمک ثمنہ
خیر اور نعمت موجود ہے پوچھا الہی یہ کس کا ہے اللہ فرمایا دیکھا اسکا جو اسکی قیمت ادا کرے عرض کیا

یا رب فیقول انت فیقول بماذا یا رب فیقول کعفوک عن اخیک و فیقول قد عفت عنہ یا رب فیقول
الہی اسکی قیمت کون دیکھتا ہے اللہ فرمایا دیکھا تو دیکھتا ہے عرض کر لگا الہی کہاں سے اللہ فرمایا دیکھا اپنے بھائی کو معاف کر دے عرض کیا الہی نہیں لگتا کہ بڑے

اللہ تعالیٰ خذ بید اخیک و ادخل الجنة ثم قال سول اللہ علیہ السلام و اتقوا اللہ و اصلحوا ذات بینکم
اللہ تعالیٰ فرمایا دیکھا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لیجا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تم اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو

فان اللہ تعالیٰ یصلی بین المؤمنین یوم القیامۃ قال القرطبی فی تذکرۃ فقلا عن شیخہ ہذا البعض لنا س
بیشک اللہ تعالیٰ قیامت کر روز مسلمانوں میں صلح کرادے گا قرطبی اپنے تذکرہ میں شیخ سے نقل کرتا ہے ایسے وہ لوگ ہیں

من اراد اللہ تعالیٰ ان لا یعد بہ بل اراد ان یعفو عنہ و یغفر لہ و یرضی خصمہ و کذاک ماروی عنہ علیہ السلام
خو اللہ تعالیٰ کو عذاب کرنا منظور نہیں ہے بلکہ یہ مرضی ہے کہ آکو معاف کر کر بخش دے اور مدعی کو راضی کر دے اور ایسے ہی یہ حدیث

ان منادی ینادی من تحت العرش یوم القیامۃ یا امۃ محلا ما کان لی قبلکم فقد وہبتہ لکم فقیبت التبعات
کہ منادی قیامت کے دن عرش کے تلے سے آواز دیکھا ابراہیم علیہ السلام کی میرا حق جو تمہارے ذمہ پر باقی تھا سو میں نے معاف کیا اب حقوق عباد بالکل
فتواہبوا و ادخلوا الجنة برحمتی فانه ایضا لبعض الناس لا لکل احد اذ لو کان ذلک لکل احد لما دخل احد
سرم معاف کر کر میرا رحمت سے جنت میں چلے جاؤ یہ بھی بعض شخصوں کے لیے ہے ہر ایک کے لیے نہیں ہے کیونکہ اگر ہر ایک کے لیے ہوتا تو کوئی بھی دوزخ میں نہ جاتا

وقد ورد اخبار صحيحة نقلها ثقات ولا بد من ايمان بها ان من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار بسبب الايمان

اور بیشک صحیح حدیث ثقات نے نقل کی ہے کہ آپ ایمان والا ضرور ہو کہ جو ایمان والا ہوگا سو گناہوں کی شامت سے دوزخ میں نہیں جائے گا

بل يخرج منها والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها قال القرطبي في تذكرته وقد ظن بعض العلماء

بلکہ دوزخ سے نکلے گا اور دوزخ میں سے نکلنا بدون داخل ہونے نہیں ہو سکتا قرطبی اپنے تذکرے میں لکھتے ہیں بعض علماء کا خیال کرتے ہیں

ان الصيام يختص بعامله موفرا له اجرة ولا يؤخذ منه شيء مظلمة ظلمها متمسكا بما قاله الله تعالى

کہ روزہ صرف روزے دار کے کام آئیگا اس کے ثواب کو بڑھا دیا جائے گا اس میں سے کسی کے حق کے بدلے میں کچھ نہ لیا جاوے گا اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ نے

في الحديث القدسي الصوم لي وانا اجزي به لکن احاديث القصاص يرد هذا الظن فان الحقوق تقو حذ

حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا لیکن بڑھانے کی حدیثیں اس گمان کو غلط کرتی ہیں کیونکہ حقوق

من جميع الاعمال صوما كان او غيره وقيل للصوم سر بين العبد وربه لا يطلع عليه احد سواه لكونه نية

تمام اعمال میں سے ادا کیے جاوے گا روزہ ہو یا کچھ اور کوئی کتا اور روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کے بھید ہے اس پر اس کے کوئی مطلع نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نیت کا

ترك المفطرات والملاكمة الكتابة لا يطلعون على ما لا علم لهم فيه فاذا لم يكن معلوما لا حد ولا متوقفا في الصفة

مفطرات سے بچنا اور فرض کرام کا تمیز وہی جانا کرنا نہیں جس کا انکو علم ہو پھر جب روزہ کسی کو معلوم نہ ہو اور نہ اعمال نامے میں مذکور ہو

يستراه الله تعالى فينبو حتى يكون له حنة من النار فانهم يطرحون عليه سيئاتهم فذهب عنهم فلا تضرهم

تو اللہ تعالیٰ اسکو چھپا رکھتا ہے تاکہ اس کے لیے دوزخ کی دھال بن جاوے بیشک مدعی اسپر اپنے گناہ ڈالینگے سو ان سے آبر جاوے گی کچھ ضرر نہ کرے گی

لزوالها عنهم ولا يفرة ايضا لكون الصوم حنة له قال لقاضي ابوبكر بن العربي في سراج المريدين

کیونکہ ان کے ذمے سے موقوف ہو چکے اور اسکو بھی ضرر نہ کرے گی اس لیے کہ روزہ اس کے لیے دھال ہو جو تقاضی ابوبکر بن عربی سراج المريدين میں لکھتے ہیں

هذا تاويل حسن ان شاء الله تعالى لا تعارض الحمد لله المجلس الرابع والستون في بيان لزوم

بجواب تاویل ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسکے مقابلہ پر کہ نہیں ہوا جو الحمد للہ اس بیان میں

محاسبة العبد نفسه قبل ان يحاسب و يناقش فيهلك قال رسول الله صلى الله

کہ بندے کو محاسب کرنا اپنی ذات کا پہلے حساب دینا سے ضرور ہے کہ مناقشہ میں ہلاک نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم ليس احد يحاسب يوم القيمة الا هلك هذا الحديث في صحاح المصاحح روتاه ابو بصير عاصم

علیہ وسلم فرمایا نہیں کوئی جس کی قیامت کے دن حساب طلب ہووے مگر ہلاک ہوگا حدیث صحاح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو بصیر عاصم نے روایت کی

فانما لما سمعته قالت اوليس يقول الله تعالى فسوف يحاسب حسابا يسيرا فقال النبي صلى الله عليه وسلم

عالم نے یہ سنی ہے عرض کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا تو اس سے حساب لینا ہے آسان حساب پس نبی علیہ السلام نے فرمایا

العرض ولكن من نوقش في الحساب يهلك والمناقشة في الحساب لا يستقصى فيه بحيث لا يترك قليل ولا كثير

پیشی ہووے لیکن جسے حساب میں مناقشہ ہووے ہلاک ہوگا اور حساب میں مناقشہ ہوتا ہے کہ حساب پورا کیا جاوے کوئی بات تھوڑی نہ بہت

ولا صغير ولا كبير الا يسل عنه ولما العرض فهو ان يعرض على العبد عمله ولا يستقصى في حسابه الحد يحد

چھوٹی نہ بڑی باقی نہ رہے کہ اس سے سوال نہ ہو اور عرض تقاضی ہوتا ہے کہ بندے کو سامنے اسکے اعمال کر دین اور پورا حساب نہ لو اس حدیث کے

معنيين احد هما ان يكون نفس المناقشة هلاكا لما فيها من التوبيخ وتاينهما ان تقضى الى الهلاك فاذا ثبت

دو معنی ہو سکتے ہیں کہ میں مناقشہ ہی ہلاکت ہووے کیونکہ اس میں زجر و توبیخ ہوتی ہے اور دوسرے یہ کہ انجام کو ہلاکت پر نہ پہنچا دے اور ثابت ہو

ان العبد يسل يوم القيمة عن كل شيء حتى عن سمعه وبصره وفواده كما قال الله تعالى ان التمع والبصر

کہ آدمی سے قیامت کے دن ہر شے کا سوال ہوگا یہاں تک کہ کلن اور اکھ اور ذل سے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک ان اور اکھ

كردن و سماع و بصر و فؤادہ کما قال اللہ تعالیٰ ان التمع والبصر

ان العبد يسل يوم القيمة عن كل شيء حتى عن سمعه وبصره وفواده كما قال الله تعالى ان التمع والبصر

ان العبد يسل يوم القيمة عن كل شيء حتى عن سمعه وبصره وفواده كما قال الله تعالى ان التمع والبصر

ان العبد يسل يوم القيمة عن كل شيء حتى عن سمعه وبصره وفواده كما قال الله تعالى ان التمع والبصر

وَالْفَوَاحِشُ كُلُّهَا أَوْلَىٰ بِكَ كَانَتْ عَنْهُ مَسْئُولًا فَيَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَحْسِبَ نَفْسَهُ قَبْلَ أَنْ يِنَاقِشَ فِي الْحِسَابِ لِأَنَّهُ هُوَ تَاجِرٌ

اور دل سے سب بوجھ جاوینگے اب آدمی پر واجب ہے کہ اپنے مال کو حساب کے ساتھ سے پہلے پرنا لے کر

فِي طَرَفِ الْأَخْرَةِ وَبِضَاعَتِهِ عَمْرٌ وَسَبْحَةٌ فِي الطَّاعَاتِ وَالْعِبَادَاتِ وَخَيْرُهُ فِي الْمَعَاصِي وَالسِّيِّئَاتِ وَ

رہنے کا سود اگر ہوتا ہے اور اس کا مال عمر بے اور کو طاعات اور عبادات میں صرف کرنا اس تجارت کا فائدہ ہے اور عمر کا معاصی اور سیئات میں لگنا

نَفْسُهُ شَرِيكُهُ فِي هَذِهِ التِّجَارَةِ هِيَ أَنْ كَانَتْ تَصِلُ لِلْخَيْرِ وَالشَّرِّ لَكِنَّمَا لِلْمَعَاصِي قَبْلَ وَالسُّبُوَاتِ أَمِيلٌ فَلَا يَدْرِي مَنْ يَرَقِبُهَا وَ

خسارہ ہے اور اس تجارت میں نفس اس کا ساتھی ہے اور نفس میں اگرچہ صلاحیت نیکی ہی دونوں کی ہے پر وہ معاصی کی طرف بہت متوجہ اور شہوات کی طرف بہت جھکا ہوا ہے

وَمَا مِنْ لَمْ يَهْمَلْهَا بَلْ يَرَقِبُهَا وَحَاسِبُهَا يَتَّبِعُ لَهُ الرِّبْحَ وَالْخُسْرَانَ وَالزِّيَادَةَ وَالنَّقْصَانَ وَدَلِيلٌ

اور جس نے مطلق العنان نہ چھوڑا بلکہ دیکھا اور حساب کیا تو اس کو نفع نقصان اور گھٹا بڑھتا معلوم ہوتا رہے گا اور

وَجُوبُ مُحَاسَبَتِهَا قَوْلُهُ تَعَالَىٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلِنَنْظُرَ نَفْسًا مَّا قَدْ مَتَّ يَغْفِرُ

واجب ہونے کی دلیل یہ آیت ہے اور ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہے دیکھے ہر جی کا بھیجا ہے کل کے واسطے

فِي هَذِهِ آيَةِ الْإِشَارَةِ إِلَىٰ لَزُومِ مُحَاسَبَةِ النَّفْسِ عَلَىٰ مَا مَضَىٰ مِنَ الْأَعْمَالِ فَكَانَ تَعَالَىٰ قَالَ لِنَنْظُرَ

سواء آیت میں یہ اشارہ ہے کہ گزرے ہوئے اعمال پر نفس کا محاسبہ لازم ہے گو یا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک تم میں سے یہ نگاہ کرتا رہے

مَا قَدْ مَلِئُوا الْقِيَمَةَ مِنَ الْأَعْمَالِ هِيَ مِنَ الصَّالِحَاتِ الَّتِي تَنْجِيهِ أَمْ هِيَ مِنَ الطَّالِحَاتِ الَّتِي تَرُدُّهُ فَإِنَّ الْحِسَابَ

کی قیامت کے دن کے لیے کیا عمل کر رکھا ہے آیا وہ عمل نیک ہے جس سے نجات ہووے یا وہ عمل بد ہے کہ ہلاک کر ڈالے بیشک قیامت کے دن حساب

يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَمَا خَفَّ عَلَىٰ مَنْ يَحْسِبُ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا وَأَنْ يَشُقَّ عَلَيْهِ مِنْ يَهْمَلُهَا وَلَا يَحْسِبُهَا فَإِنَّ نَفْسَهُ فِي الرِّخَاءِ

اس شخص پر آسان ہے جو اپنے نفس کا حساب دینا میں لیتا رہے اور اُس پر دشوار ہے جو اپنے نفس کو چھوڑ کر اور حساب نہیں لیتا کیونکہ جو شخص اپنے نفس کو چھوڑتا ہے

قَبْلَ حِسَابِ الشَّدَّةِ يَجْعَلُ إِلَى الرِّضَاءِ وَالغَبْطَةِ وَمَنْ يَهْمَلُهَا وَلَا يَحْسِبُهَا يَجْعَلُ إِلَى التَّدَامَةِ وَالْحُسْرَةِ فَإِنَّ

سزے کے حساب سے پہلے لیتا ہے تو اس کا انجام رضامندی اور آرزو مندی کی طرف ہے اور جو چھوڑتا ہے اور اس کا حساب نہیں لیتا تو اس کا انجام ندامت اور شرم کی طرف ہے

الْإِنْسَانَ إِذَا مَاتَ نِيكُشَفَ لَهُ بِأَلْمُوتِ الْعَالَمِ لَكِنَّمَا مَكْشُوفٌ فِي حَيَاتِهِ كَمَا يَنْكُشَفُ لِلْمُسْتَقْبَلِ لَكِنَّمَا مَكْشُوفٌ فِي نَوْمِهِ

انسان کو جب موت کی سبب سے سبب بائیں معلوم ہو جاتی ہیں جو زندگی میں معلوم نہیں تھیں جیسے نیند سے جاگنے ہی وہ معلوم ہونے لگتا ہے جو سوتے بیٹھا تھا

وَالنَّاسُ يَنَامُونَ إِذَا مَاتُوا نِيكُشَفَ لَهُ أَوْ لَا يَنْفَعُ مِنْ حَسَنَاتِهِ وَمَا يَضُرُّهُ مِنْ سَيِّئَاتِهِ فَلَا يَنْظُرُ إِلَى سَيِّئَةِ الْآ

اور آدمی اب سوتے ہیں مرتے تو جاگنے لگتا ہے سچا اس کو پہلے پہل حسنت نفع رسان اور پلین ضرر رسان معلوم ہونے لگی پھر بدیوں کی طرف کمال

يَتَحَسَّرُ عَلَيْهَا تَحَسَّرُ أَنْ يَخْتَارَ أَنْ يَخْوُضَ غَمْرَةَ النَّارِ لِلْخُلَاصِ مِنْهَا فَإِنَّهُ مَا دَامَ فِي الدُّنْيَا كَانَتْ تَشْغَلُهُ شَوْاعِلُ الدُّنْيَا عَنْ

مرت سے دیکھ کر کہ پسند کرے گا کہ آگ کے دریا میں ڈوبوں کسی طرح مخلصی ہو کیونکہ جب تک دنیا میں رہا دنیا کا روبرو رہے اس کی خبر نہ لی

اسی کو آدمی کہتا ہے محاسب



ما سعى انت تعرض عنها اعراض المغرور المستعقر وليس هذا من علامات الايمان فلو كان الايمان باللسان
 جو کما یا اور تو اس میں ایسی بے پروائی کرنا ہے جیسے مغرور حقارت کرنے والا اس سے بچتا ہے اور زبانہی دعوے ایمان کی علامت نہیں ہیں اگر ایمان کا زبانہی دعوے
 بکفے فلما ذاب یفون فی الدنک الاسفل من النار فما جراتک علی معصیہ اللہ تعالیٰ ان کان مع اعتقاد
 کفایت کرتا تو منافق لوگ دوزخ کی تہ میں کیوں جا تے ہیں خدا کے تعالیٰ کی معصیت پر سیری کیا ہی جرات ہے اگر تو یہ اعتقاد کرتا ہے
 انه تعالیٰ لا یراک فما اعظم کفرک وان کان مع علمک بانہ تعالیٰ یرک فما اشنع قباحتک وما اشد حماقتک
 کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو نہیں دیکھتا تو تیرا کتنا بڑا کفر ہے اور اللہ تو یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے تو تیری کیا ہی بڑی قباحت ہے اور کیسی سخت حماقت ہے
 قباہی جسارۃ تتعرض لمقتہ وغضبه وستدیل عقابہ والیرعدا بہ افطن انک تطیق عذابہ وعقابہ
 ہیں تو کس دلیری پر خدا کے بغض اور غضب اور عقاب شدید اور دردناک عذاب کے سامنے آتا ہے کیا تو یوں جانتا ہے کہ اُسکے عذاب اور عقاب کو سہیگا
 ہیں بات یہ ہات کا نیک لا تو من بیوم الحساب فان یودیالوا خیرک فی الذ اطعمتک انه یرک فی مرضک
 افسوس افسوس تو تو گویا قیامت کے دن پر ایمان نہیں لایا کیونکہ ایک یہودی اگر کچھ مرغوب سے مرغوب طعام کو کھدے کہ اس مرض میں یہ کچھ کو
 لصبرت عنہ وترکتہ افکان قول اللہ تعالیٰ فی کتبہ المنزلہ وقولہ لا نبیاء الا ینبئنا بالحق والیوم لا یغنی عنک
 نقصان دیکھتا تو البتہ اسپر صبر کرے اور کھانا چھوڑ دے پس گویا اللہ تعالیٰ کا فرمودہ منزل کتابوں میں اور انبیاء کا ارشاد جنکو سمجھو وہ سے تائید ہوتی ہے تیرے نزدیک
 تا تیرا من قول یوحی یخبرک عن ظن ومخبرین مع نقصان عقل دین بل لو لخبیرک طفل من الاطفال بان
 یہودی کے قول سے جنگمان اور اٹکل سے کتا ہے تاثر میں کتر ہے باوجودیکہ نہ اٹکل عقل راست ہے اور نہ دین بلکہ اگر کچھ سے ایک بچہ کہے کہ تیرے
 فی تو بک عقر بالرمیت تو بک فی الحال من غیر توقف ولا سوال افکان قولہ لا نبیاء والعلماء اقل عندک
 کہڑے میں بچھو تو تیرے بے تامل اپنے کہڑے پھینکے نہ سوچے نہ پوچھے اب انبیاء اور علماء کا قول تیرے نزدیک
 من قول صبی اوصارنا جہنم واغلاکھا وافاعیھا وعقاربھا احقر عندک من عقر بالرمیۃ بالملہ الا یوما
 بچہ کے قول سے کہہ بے با دوزخ کی آگ اور زنجیریں اور سانپ اور بچھو تیرے نزدیک ایسے بچیوں کے جنکی لہر فبات ایک دن
 او اقل منه فان کنت تعرف جمیع ذلك وتؤمن بہ فما بالک تشتغل بالشہوت وتستوفی العمل الموت لک بالوصا
 یا کتر ہوئی ہے نہایت کتر ہیں اب اگر تو یہ تمام باتیں جانتا ہے اور یقین کرتا ہے پھر کچھ کو کہا ہو کہ شہوات میں مشغول رہتا ہے اور نیک عمل میں تاخیر کرتا ہے اور توجہ تیرا
 فلعلہ یخطفک من غیر مہل فماذا امنت من استیجالہ فکر من مستقبل یوم لم یستکملہ وکمن معطی غلہ
 شاید کہ وہ تجھ کو ابھی اُمک لے پھر تجھ کو اسکی بلدی سے کیا بجاؤ جو شواکثر صبح کرنے والے دن پورا نہیں کرنے پاتے اور اکثر اٹکلے دن کی امید رہتی ہے نہیں
 یربغہ وعلی تقدیر انک وعدت بالامہال مائۃ سنۃ واخرت العمل الی اخرھا فما ظنک ان من لم یطعم لدا
 کر دے اور یا کہ تجھ کو توبہ میں کا عمر کا وعدہ دیا ہے اور تو آخر تک عمل میں تاخیر کرتا رہا اب تو کیا کہتا ہے کہ جو شخص نے ٹٹو کو کھانا دانا کبھی نہ دیوے
 الا فی حسیض لعقبہ هل تقدر علی قطع العقبۃ ہا وھل للمانع عن المبادرۃ والبیعت علی التسویف غلب
 سوا کا من کوہ کہ کیا وہ اتنی طاقت رکھتا ہے کہ اُس ٹٹو پر بہاؤ پر چڑھ جاوے اور تیرے عمل کرنے سے باز رہنے کا اور آج کل کرتے رہنے کا وہ کیا ہے سوا کے
 عجزک عن مخالفتہ ہواک لما فی ذلک من التعب والمشقۃ وھل تجد یوما یاتیک ولا یصرفیہ مخالفتہ الھوی
 کہ تو اپنی خواہش کے خلاف نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں دشواری اور مشقت ہوتی ہے کیا تجھ کو کوئی ایسا دن معلوم ہے جس میں ہوا ہوس کی مخالفت دشواری ہوگی ایسا دن تو
 ہذا یوم لم یخلقہ اللہ تعالیٰ لا یخلقہ الا فی کینۃ والکینۃ محفوفہ بالمکارۃ والمکارۃ لا تھون خفیفتہ علی اللغو
 اللہ تعالیٰ نے کوئی نہیں پیدا کیا اور نہ پیدا کرے گا سوا کینت اور کینت کے چاروں طرف مکارہ ہیں اور مکارہ نفس کو کبھی خوش نہیں آتی
 قط هذا حال وجہہ فان کنت لا تفہم ہذا الامور الجلیۃ وترکن الی التسویف فاتی حماقتہ تزد علی ہذہ
 یہ حال ہرگز نہیں ہو سکتا پھر اگر تو ایسے ظاہر مقدمات کو نہیں سمجھتا اور عمل میں درنگ کیے جاتا ہے اب کوئی نسی نادانی اس نادانی سے زیادہ ہوگی

اور کتبہ

الحاجة وان كنت تعتمد على كرم الله تعالى وفضله فما بالك لا تعتمد على كرمه وفضله في امور دينك اما استعد
 للشتاء بقدر طول مدته فتجمع له القوات والخطب والكسوة وغيرها من اللوازم ولا تشكل على فضل الله و
 كرمه حتى يدفع عنك برد الشتاء من غير جبة ونحوها فانه قادر على ذلك افطن ان برد زمهرير جهنم
 اخف بردا و اقل مدة من برد زمهرير الشتاء ام تظن انك لن تجو منها من غير سعي هيهات هيهات فان شئت
 كما لا يندفع عنك الا بالجبة والخطب وسائر اللوازم كذا لا يندفع عنك جزاء جهنم وبرد زمهريرها الا بالتحصن
 بحصن الطاعات والعبادات مع ترك المنكرات انما كرم الله تعالى وفضله فان يعرفك طريق التحصيل فان
 يدفع عنك العذاب بدون التحصن فان كرم الله تعالى وفضله في دفع برد الشتاء عنك ان يتخلى لك النار
 وهلاك طريق استخراج من بين الحجر والحديد حتى تدفع عن نفسك برد الشتاء فكما ان شر الربية
 والخطب سائر اللوازم ما يستغنى عنه خالقك ومولاك وانما تشتريه لنفسك اذ جعله سببا لاستراحتك كذا
 طاعتك ومحامدك ما يستغنى عنها خالقك ومولاك وانما هي طريق نجاتك من عذاب الير ووصي لك
 الى النعيم المقيم فمن احسن ولفنفسه ومن اساء فعليها والله غني عن العالمين لعنك تقول لا يمنعني
 عن الاستقامة الاحوصي على لذة الشهوات وقلة صبري على الام والمشتقات فان كنت صادقا في ذلك
 فما استدحكك وما اقبه عندك فان شهوات الدنيا فانية سريعة الزوال غير خالصة عن الكدورات في
 حال من الاحوال فما بالك لا تطلب الدخول في الجنة للنعيم فيها بالشهوة الباقية الدائمة الصافية عن
 الكدورات في جميع الاحوال فان الآخرة خير وابقى فاستعد للآخرة على قدر بقائك فيها فان بضاعتك
 ايام عمرك وقد ضيعت اكثرها وما بقي منها الا ايام معدودة فان تجرت فيما بقيت تحت ان ضيعت الباقية
 زنگی کے دن بن سو تو اکثر کوچکا ہے آسمین سے چند روز باقی رہ گئے ہیں پھر اس بقیہ میں اگر تجارت کر لگا تو فائدہ ہو گا اور اگر اتنی کوئی چیز

واستمرت على عادتك القديم خسرنا مبنيا فانتبه يا مسكين من نوم الغفلة فان الموت موعدك والقبور
 اور اپنی قدیم عادت پر چلتا رہا
 بنتك والتراب ذرا شك والفرع الاكبر امامك وعسكر المولى فخارج البلد ينتظر نك وكلهم الوا
 تیرا گھر ہے اور تیری تیرا کچھو نا ہو اور بڑا خوف تیرے سامنے ہو اور مردوں کا لشکر شہر سے باہر تیرا منتظر ہے وہ سب
 بالایمان المغلظة ان لا يرجوا من مكانهم حتى ياخذوا ويضمون الى انفسهم اما تعلم انهم يمينون
 سمیت سمیت قسمین کھا کے ہوئے ہیں کہ ٹکبو لیے بغیر اپنی جگہ سے نہ لگیں اور ٹکبو اپنے ساتھ ملا دیں گے کیا تجھے خبر نہیں کہ وہ ایک دن کو اسے دنیا میں آئے گا نہ ان میں
 الرجعة الى الدنيا يوما ليستغلا وفيه تبادرك ما فرط منهم وانت تضع ايامك وتظن انهم حو الى الآخرة
 تاکہ اپنی زندگی کا وہ دن آتا رہیں اور تو اپنی اوقات ضائع کرتا ہے تو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ تو آخرت میں بلائے گئے ہیں
 وانت من الخالدين يهيات يهيات فانك في هدم عمرك منذ خرجت من بطن امك تبني على ظهر الارض
 اور تو ہمیشہ بیان رہیگا کبھی نہیں کبھی نہیں کیونکہ تو اپنی عمر جسے مان کے پیت سے پیدا ہوا ہے
 قصرك وعن قريب يكون بطنها قبرك تفرح كل يوم بزيادة مالك ولا تحزن بنقصان عمرك تعرض عن الآخرة
 محل چھوٹا ہوا اور شہر قریب نہ میں گا کہ مہاجر قریب ہونے کو ہے ہر روز مال بڑھنے سے خوش ہوتا ہے اور عمر گھٹنے کا ٹکبو کچھ غم نہیں ہے آخرت سے منہ پھرتا ہے
 وهي مقبلة عليك وتقبل على الدنيا وهي معرضة عنك فما اعجب حالك انك مع كونك مرتكبا لانواع
 اور وہ سامنے چلی آتی ہے اور دنیا پر متوجہ ہو رہا ہے اور وہ تجھے الگ ہوتی جاتی ہے تیرا بھی عجیب حال ہے باوجودیکہ تیرے قسم کے
 الخطايا لا تجتهد في عمارة الآخرة بل تشغل بعمارة دنياك كانك غير متحل عنها فاحذر يا مسكين
 گناہ کیے جاتا ہے آخرت کی درستی میں ذرہ کوشش نہیں ہے بلکہ دنیا کی درستی میں ایسا لگا ہوا ہے کہ یا کبھی نہیں رہیگا سوڈر اپنی جان پر ایسی مسکین
 يوما الى الله تعالى على نفسه ان لا يترك فيه عبدا اخره في الدنيا ونهاه فيها حتى يسئله عن عمله قليلا
 آس دن سو کر جاوے گا تو خدا کی طرف کہ وہ آس دن میں کسی آدمی مکلف کو باقی نہ چھوڑے گا یہاں تک کہ آس سے تمام اعمال کی پرکھ کر لیا جاتا ہو
 وكثيرة دقيقة وجليله خفيه وجليه فانظر ايها الغافل باي قلب تقف بين يديه وباي لسان تجيب
 یا بہت اذنی ہو یا اعلیٰ پوشیدہ ہو یا ظاہر سو دیکھو تو او غافل کیا نسخہ لیکر سامنے کھڑا ہوگا اور کس زبان سے
 من سواله واعد للسؤال جوابا وللجواب صوابا واصرف بقية عمرك الى العمل الصالح في ايام قصارك ايام
 اسکے سوال کا جواب دیکھا سوال کا جواب تیار کر کہ جو اب باصواب اور بچتی عمر چھوٹے چھوٹے دنوں میں بڑی بڑی دنوں کو دے دے
 طوال في دار الفناء لدار البقاء فان قلت ان نفسي لا تطاوعني على الجهاد والمواظبة على الطاعة فما سبيل
 دار فناء میں اور بقا کے واسطے اچھے نیک کام میں صرف کر اگر تو یہ کہہ کر میرا نفس مجاہدے کو اور دائمی طاعات کو نہیں مانتا پھر اسکا
 معالجتها فاعلم ان انفع اسباب علاجها على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان تختار صفة عبد يتجاهد
 کیا علاج تو سمجھ لے کہ اسکا بڑا مفید علاج تو موافق بیان امام غزالی کے احیاء العلوم میں ہے کہ تو ایسے شخص کی صحبت اختیار کرے
 في جماعة الله تعالى تلاحظ احواله وتقتدي به لكن هذا العلاج متعذر في هذا الزمان لفقد من يجتهد
 جو طاعت آئی میں مجاہدہ کرتا ہو اور اسکے حالات کو ملاحظہ کر کے اسکی پیروی کرے پر یہ علاج اس زمانے میں دشوار ہے کیونکہ ایسا شخص
 في عبادة اجتهاد الاولين فلا علاج انفع لك في هذا الزمان من سماع احوالهم ومطالعة اخبارهم وما كانوا
 جو معتقد ہیں کی وضع پر عملات میں مجاہدہ کرتا ہو نہیں ملتا سو اب تیرے لیے مفید علاج اس زمانے میں انکے حالات سننے کے برابر اور اخبار دریافت کرنے کے برابر کوئی نہیں ہے
 فيه من الجهد الجويد قد انفضى نعيمه وبقى ثوابهم ولا ينقطع ابد الاباد وما أشد حسرة من لا يقتدي
 کہ وہ لکھا دشوار مجاہدہ کرتا ہے اور بیشک انکی محنت تو ہو چکی اور ثواب اور عیش باقی رہ گیا جو کبھی تمام نہ ہوگا اور کتنی بڑی حسرت اٹھاوے گا جو انکی پیروی نہیں کرتا

۱۵
 هكذا اوجبت في
 الاصل المتقول عنه
 والظاهر متعلقه
 لفظنا به حذف
 من قولنا الناصح
 كما تشع
 اليه الترجمة
 الضياء والله اعلم
 ۱۶
 ترك المترجم
 ترجمة هذه كما
 لا ينبغي
 ۱۷

بهم فيمنع نفسه ايا ما قلائك بشهوات مكدمة ثم ياتي الموت ويحال بينه وبين ما يشتهيها فعليك ان تطالع احوال
 كراهنه نفس كوجدهم وزكدر شهواته من بازر كهم سحر اسكو موت شهواته من روك ديكي

الصحابه والتابعين ومن بعدهم من المجاهدين وبالوقوف على احوالهم يستبين لك بعدك وبعد اهل
 صحابه اور تابعين اور انكے بعد كے مجاہدین كے احوال كا مطالعو پر ضرور ہے اور انكا حال ديكي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي

عصرك من اهل الدين فان حدثتك نفسك وقالت انما تيسر الخيري في ذلك الزمان لكثرة اهل عوان واما
 زمانه كے لوگ ديندارون كتنا اگك من پيھر ترانس انفس اگك سوسر سے يكے كے خير اور عبادت اسے زمانه من هو سكتي كهي كيونك اسباب بہت تھارے

هذا الزمان فان خالفت اهل عصرك يسخرن بك ويقولون انه فجنون فوافقهم فيما هم فيه فلا يجري
 يه زمانه اب اگك تو اهل عصر كے خلاف كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي

عليك الا ما يجري على اهلهم والبليه اذ اعمت طابت فاياك ان تتدلى بحبل غورها وتندفع بتدويرها
 انكا حال سوتير اعمال مرگ بانوہ مشين ہوتا ہو سو تو بچھ رہنا سباد اسكے چلے اور فریب اور مرگ اور نور من آجاوے

وانت تقدر على ان تفارصهم وتركب سفينة وتخلص بها من الغرق فهل يجتلي في قلبك ان المصيبة
 اور بگك اتني قدرت ہووے كے انسے اگك ہو كرتي پر سو اور ہو كرتي ہونے سے بچ جاوے اب بھي تيرے دل من يه طرغہ آوگيا كرتي بانوہ جشن ہوتا ہے

اذ اعمت طابت امر تترك موافقتهم وتجاهلهم في صنعهم وتأخذ حذرهم فماذا كنت توافقتهم
 يا انكا ساتھ چھوڑ كرتي اس حركت سے انكو نادان بناوگيا اور اس رو سے اپنا بچاؤ كرتي پھر اگك تو ڈوبنے كا مارا انكا ساتھ چھوڑتا ہو

خوفاً من الغرق وعذاب الغرق لا يتأدى الا ساعة من ليل ونهار فكيف لا تحرب من عذاب الابد انت متعرض له في
 اور حال يه ہر كرتي ڈوبو كرتي تخيف رات يادون من بجز ايك ساعت كے زيادو نہیں ہوتی پھر دائمي عذاب سو كيون نہیں بچا اور تو ہر وقت اسكے سامنے چلا آتا ہو

كل حال ومن اين تطيب المصيبة اذ اعمت فان الكفار لم يهلكوا الا بموافقة اهل زمانهم حيث قالوا
 اور مرگ بانوہ كيسے جشن ہوتا ہو بيشك كفار اہل زمانے كے موافقتي سے ہلاك ہوے ہن كيونك كيسے كرتي تھے

انا ووجدنا اباؤنا على امة قريتنا على اثارهم مقتدون فاياك ان تنظر الى اهل عصرك ومن
 ہنے اپنے باپ دادا ايك راہ پر پائے اور ہم انھين كے قدموں پر چلتے ہن سو بچنا پھر بچنا اہل زمانہ پر اور جو پہلے گذر گئے ہن نگا نہ كرتا

مضى قبلك فانك ان تطع اكثر من في الارض يضاونك عن سبيل الله تسأل الله ان يعصمنا من الضلال
 بيشك اگك تو اكثر زمين كے باشندون كے اطاعت كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي كرتي

المجلس الخامس الستون في بيان حث الامه على التوبه ووجوبها على الفور
 پيھر مشين مجلس است كوتوبہ پر رغبت دلانے من اور واجب ہونا توبہ كا في الفور اور اللہ

تحقيقها بالمعاني الثلاثة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس توبوا الى الله فانى توبت
 توبہ كے تحقيق باعبار توبون معاني كے رسول اللہ صلي اللہ عليہ وسلم نے فرمايا

في اليوم مائة مرة هذا الحديث من صحيح المصايح رواه الاغا المزي وفية حث الامه على التوبه لانه
 ہر روز سو بار توبہ كرتا ہوں يه حديث مصابيح كے صحيح حديثون من صحیح

عليه السلام اذا كان يتوب في اليوم مائة مرة مع عظم شانه وكونه معصوما فكيف لا يشتغل بالتوبه ليلاً ونهاراً
 عليہ السلام ہر روز سو بار توبہ كرتے تھے باوجود اس شوكت كے معصوم ہو كرتي پھر كيونك رات دن توبہ نہ كرتا ہے

الی ما یرضاه وذلک لا یتصور الا من العاقل و العقل لا یجمل لا بعد کمال الشهوة و الغضب و سائر الصفات المذمومة
 راضیة الی طرف جوع کرنا اور یہ امر صرف عاقل ہی سے ہو سکتا ہے اور عقل کامل نہیں ہوتی بدون کامل ہونے تو اسے شہوانی اور غضبی اور تمام اوصاف پرکے
 الی ہی و سائل الشیطان الی اغواء الا انسان فان الشهوة من جنوح الشیطان و العقل من جنوح الملائكة و لیس
 جو جو واسطے بہکانے انسان کے شیطان کے دیکھے ہیں کیونکہ شہوت شیطان کا لشکر ہے اور عقل فرشتوں کا لشکر ہے اور ایسا
 فی لوجود انسان الا و شهوته الی ہی عداة الشیطان متقدمة علی عقله الذی هو عداة الملائكة فیکون الرجوع
 کوئی انسان نہیں ہے جسک شہوت جو شیطان کا سامان ہے عقل پر کہ نہ شہوتوں کا سامان ہے مقدم نہ تو اسے امور سابقہ سے جو شہوتوں کے
 عما سبق من مساعدة الشهوات ضروری فی کل انسان بعد البلوغ لان من بلغ کافرا جاهلا لدین الاسلام یجب
 مرد کا رہین باز رہنا ہر ہر انسان کو بلوغت کے دنوں میں ضرور ہر اسکے کہ جو شخص حالت کفر میں اسلام سے ناواقف بلغ ہو گیا
 علیه التوبة عن کفره و جهله یتعلم ما یحصل به الاسلام و من بلغ مسلما یتبعه ابویہ غافلا عن حقیقة الاسلام
 تو اس پر توبہ اپنی کفریہ بات سے واجب ہے کہ وہ باتیں سیکھے بنے اسلام حاصل ہووے اور جو شخص ابوب کے ساتھ حالت اسلام میں بلغ ہو جائے تو اس پر توبہ
 یجب علیه التوبة عن غفلته بفهم معنی الاسلام اذ بعد البلوغ لا یفیدہ اسلام ابویہ شیئا ما لم یسلم بنفسه
 تو اس پر توبہ اس غفلت سے واجب ہے کہ اسلام کے معنی تو سمجھے اچھے کہ بلغ ہو کر ابوب کا اسلام اس کے عزیزین کو مفید نہیں ہے جب تک خود مسلمان نہ ہووے
 فاذا فهم معنی الاسلام بعد البلوغ یجب علیه الرجوع عن عادته و الفه بالاسترسأل فی الشهوات و العادات و هو
 بجز توبہ بلغ ہو کر معنی اسلام کے سمجھ چکا تو اس پر باز آنا اپنے عادات اور عادتوں سے کہ شہوات وغیرہ عادات میں بے ہمار ہو رہا ہے واجب ہے اور اس قسم کی توبہ
 ابواب التوبة و فیه هلاک اکثر الخلق لعجزهم عنه لان الشهوة تکمل فی الصبی قبل البلوغ و کمال العقل فیکون
 سبب شہوتوں کی نسبت دشوار ہے اور اس میں اکثر غفلت عاجز ہو کر ہلاک ہو گئی ہے اس لیے کہ شہوت بچپن میں بلوغت اور کمال عقل سے پہلے مستحکم ہو جاتی ہے سو
 جنح الشیطان فی لا بداء مستولیا علی مملكة القلب و یقع للقلب نس و الف بمقتضیات الشهوات و العادات
 شیطان لشکر پہلے ہی دل کی ولایت کو مغلوب کر لیتا ہے اور دل کے اندر شہوت اور عادات کی محبت اور الفت پیدا ہو کر
 و یغلب فیه ذلک و یعسر علیه النزوع عنه ثم یلوح العقل الذی هو من حزب الله تعالی و جنحة فان کان
 غالب آجائی ہو اور اس حالت سے اُسکو نکلنا و خواہ بہت ہو پھر عقل کہ اسد تعالی کا ہتھیار اور لشکر ہے ظاہر ہوتی ہے پھر اگر وہ
 کمالا قویا ینتھض لانقاد عباد الله تعالی من ایدی اعدائه شیعافشیئا علی التدریج فیکون اول شغله فمع
 کامل اور قوی ہے تو واسطے چھوڑنے عباد الہی کے دشمنوں کے ہاتھوں سے آہستہ آہستہ بدوچ تیار ہوتی ہے پھر شیطان لشکر کا اٹھانا
 جنوح الشیطان بکسر الشهوات و مفارقة العادات و در الطبع علی سبیل القہر الی لعبادته و لا معنی للتوبة الا ہذا وان لم یکن
 شہوتوں کو توڑ کر اور عادات کو چھوڑ کر اور طبیعت کو بزرگوار عبادت پر لگانا اسکا اول شغل ہوتا ہے اور توبہ کی معنی سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہیں اور اگر وہ عقل
 کمالا قویا ینتھض مملكة القلب للشیطان و ینجز اللعین و عداة حیث قال لکن اخرت الی یوم القيمة لا یتکون ذریرتیک
 کامل اور قوی نہ ہو کر تو دل کی مملکت شیطان کے حوالے کر دیتی ہے اور وہ ملعون اپنا وعدہ پورا کرتا اور چنانچہ کہتا ہے اگر تو مجھ کو ڈھیل دے تو اسکا دن تو اسکا ہلاک و کھلم پھینک
 الا قلیلا و المعنی انک ان اخرتنی حیا الی یوم القيمة لا قد نھم حیث ما شئت و لا ستولین علیہم
 مگر تھوڑی سی اور مراد یہ ہے کہ اگر تو مجھ کو جینا چھوڑ دیکتا تو یہاں تک تو ہمیشہ
 استیلاء قویا الا قلیلا و منهم و ہم المخلصون من عباد الله الصالحین و هذا کقول اللعین
 غالب رہو گیا مگر انہیں سے بعضوں پر کردہ مخلص بندے اللہ کے اور مسلمان ہیں اور یہ جیسا کہ میں نے بتایا
 لا یرتین لھم فی الارض و لا غویبہم اجمعین و انما عرفت اللعین حصول ذلک المطلب له معانہ
 البتہ میں انکو تیار کیا تھا و مگر زمین میں اور راہ سے کس کو دیکھا ان سے کہ اور وہ لعین حصول اس مطلب کا باوجود کہ وہ

لا یعلم الغیب استدلالاً بما رای فیہم من کون مبدأ الشر متعدداً ومبدأ الخیر واحداً ذی نفس الانسان قوۃ
 غیبہ ان نہیں ہر اس لیل سے سمجھ گیا کہ اس نے دیکھا کہ آدمیوں کے اندر بدی کے اسباب توبہ میں اور بھلائی کا سبب ایک ہی ہے کیونکہ انسان کی ذات میں قوت
 لہمیۃ شہوانیۃ وقوۃ سبعیۃ غضبیۃ وقوۃ وھمیۃ شیطانیۃ وھذہ الثلثۃ مستولیۃ علیہ من اول الخلقۃ ذی
 تسمیۃ شہوانی اور قوت سبھی غضبی اور قوت وھمیہ شیطانی ہے اور تینوں قوتیں ابتداً پیدا البشر سے اس پر غالب ملی آتی ہیں شرک طرت
 لہ الی الشر بعد ہذہ الثلثۃ فیہ قوۃ عقلیۃ ملکیۃ وھی وان کانت داعیۃ الی الخیر لکنہا انما تکمل بعد استیلاء
 متوجہ رکھتی ہیں اور ان تینوں قوتوں کے بعد اسی قوت عقلی ملتی ہوتی ہے اور یہ اگرچہ آدمی کو غیر شرک طرت بلاتی ہے مگر یہ قوت جب کامل ہوتی ہے کہ
 الثلثۃ الاولیٰ علی القلب فلما رای اللعین فیہ ذلک علم ان ما یرید لا یمکن حصولہ فعلم ہذا ینکون التوبۃ فرضین
 وہ پہلی تینوں قوتیں دل پر غالب ہو جاویں جب شیطان ملعون نے انسان میں یہ تینوں قوتیں دیکھیں تو جان گیا کہ سیر ارادہ ہو سکتا ہے اور اس بیان کے موافق ہے کہ
 علی کل شخص ولا یتصور ان یتغنی عنہا احد من افراد البشر واما وجوبہا علی الفور فلما فی تاخیرہا من الاصرار
 توبہ فرض نہیں ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ افراد انسان میں سے کوئی بھی اسکا ماتم نہ ہو اور یہ توبہ کا مرتبہ فی الحال واجب ہونا سوا اسلئے کہ تاخیر کرنے میں اور
 المحرم الذی یتضاعف الذنوب بہ اذ یلزم بتاخیرہا لحظۃ ذنب اخر واجب التوبۃ حتی قالوا ینلزم بتاخیر التوبۃ
 حرام لازم آتا ہے یعنی ہٹ کرنا کہ جس کو گناہ درگناہ بڑھتے چلے جاتے ہیں کیونکہ توبہ سے ایک دم بھر تاخیر کرنے میں ایک اور گناہ واجب التوبہ پیدا ہو جاتا ہے
 عن کبیرۃ زمانا و احد اکبیرتان الاولیٰ وترك التوبۃ عنہا وزمانین وبع کما اثر الاولیان وترك التوبۃ عن کل
 اتنا کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کی توبہ سے ایک دم بھر تاخیر کرنے میں دو کبیرہ ہو جاتے ہیں ایک وہ کبیرہ پہلا اور اس سے توبہ نہ کرنی اور دوم میں جا کر وہ دو کبیرہ بن جاتے ہیں اور
 وثلثۃ ازمنۃ ثمانی کبائر واربعۃ ازمنۃ سنۃ عشر کبیرۃ وخمسۃ ازسنۃ اثنان وثلثون کبیرۃ وھکذا
 اور تین دم میں آٹھ کبیرہ ہوتے ہیں اور چار دم میں سو کبیرہ ہوتے ہیں اور پانچ دم میں تیس کبیرہ ہوتے ہیں اور اسی طرح
 یتضاعف الذنوب مہما زاد التأخیر وقد ذکر فیما سبق ان العلم بكون الذنوب مہوما مہلکۃ من نفس
 گناہ بڑھنے کا وجہ ہے جس قدر تاخیر ہوتی جاوگی اور اوپر مذکور ہو چکا ہے
 الایمان فاذا ثبت ان ہذا العلم من نفس الایمان یلزم ان ینکون الایمان باعثاً علی ترک الذنوب فمن لم ینکون الایمان باعثاً علی ترک الذنوب
 ثابت ہوا کہ علم عین ایمان سے تو لازم آتا ہے کہ ایمان واسطے ترک ذنوب کے باعث ہوا کہ سے بھر جو شخص گناہ کو ترک نہیں کرتا تو ایمان
 من الایمان لہذا قال النبی علیہ السلام لا ینالی الزانی حین ینزی وهو مؤمن فانہ علیہ السلام ما اراد بہ نفی الایمان
 ایمان کا جو نہیں ہے اور اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ زانی زانی نہیں کرتا کہ زانی زانی ہو اور وہ مسلمان بھی ہو بیشک نبی علیہ السلام کی یہ مراد نہیں ہے کہ وہ ایمان
 الذی هو العلم باللہ وصلئکته وکتابہ ورسولہ فان ذلک الایمان لا ینافیہ الزانی وسائر الذنوب بل اراد بہ نفی الایمان
 جو خدا کا پہچانا اور اسکے فرشتوں کا اور کتابوں کا اور انبیاء کا ہی جاتا رہا کیونکہ زانی اس ایمان کا سنی نہیں ہے اور نہ اور تمام گناہ بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ ایمان
 الذی هو العلم بكون الزنی مسبباً من اللہ تعالیٰ وموجباً لمقتہ فعلہ ہذا لیکون المصبر علی المعاصی کاملاً فی ایمانہ بل ینکون
 جس میں یہ سمجھتا تھا کہ زانی خدا سے دور کر دیتا ہے اور ہلاک کر ڈالتا ہے بانی نہیں رہتا اس بیان کے موافق ہے جو شخص معاصی پر چلا ہو ایمان کامل نہیں رکھتا بلکہ ایمان کے باطن
 ناقصاً فیہ وذلك لان ترک الذنوب یتصور الا بالصبر والصبر لا یتصلک بالذنوب لایتحقق الا بالعلم بعظم ضرر الذنوب
 ناقص ہوتا ہے ایسے کہ ترک ذنوب بدون صبر کے خیال میں نہیں آتا اور صبر بدون خوف کے میسر نہیں ہوتا اور خوف پیدا نہیں ہوتا بیشک گناہوں کا بڑا ہی ضرر نہیں ہے
 والعلم بعظم ضرر الذنوب لایحصل الا بتصدیق اللہ تعالیٰ ورسولہ فمن لم ینکون الذنوب واحداً علیہا یصدیکانہ لم یصد
 اور گناہوں کے ضرر کا یقین بدون تصدیق خدا اور رسول کے نہیں ہوتا پھر جو شخص گناہوں سے باز نہ آوے گناہوں پر چلا ہے تو گویا اس نے خدا اور رسول کی تصدیق
 اللہ تعالیٰ ورسولہ فیخاف علیہ امر عظیم عند الموت اذ رہا ینکون موتہ علی الاصرار سبباً لزلوال ایمانہ فتحتم لم یسؤ
 نہیں کی ۱۶ ہوتے دم بڑا ہی خوف ہے اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ اسکی موت اسی گناہ پر ایمان کو ڈگا دے پھر اسکا انجام

الخاتمة ویتقی جہنم ابدا لا بادوان لم یختر له بسوء الخاتمة بل مات علی الايمان یكون فی مشیة الله تعالی
 خاتمة یہ ہووے اور ہمیشہ کو دروغ میں پھرا رہے اور اگر انجام خاتمة پر پہنچا
 ان شاء یدخلہ جہنم و یعذبہ فیہا بقدر ذنوبہ ثم ینخرجہ منها و یدخلہ الجنة ولو بعد حین وان شاء یعفو عنہ
 چاہے اسکو دروغ میں ڈال کر بخدا معاصی کے غمناک بکر پھر دروغ میں نکال کر جنت میں داخل کرے
 و یدخلہ الجنة بلا عذاب اذ لا یستحیل ان یشملہ عموم العفو بسبب خفی حتی لا یطلم علیہ احد غیر الله
 اور بلا عذاب جنت میں داخل کر دے اسلئے کہ کیا محال ہے کہ اسکی غایت عام
 تعالیٰ کما لا یستحیل ان یدخل حد خرابا بالطلب کثر فالتقوان یجدہ لکن من خرب ببتہ و ضیع مالہ و ترک نفسہ
 جیسے ممکن ہے کہ کوئی آجاوے کے اندر خزانہ کی تلاش میں جاوے پھر اتفاقاً خزانہ پاوے لیکن جسے اپنا گھر خراب کر دیا اور مال غنم کر لیا جانے کو اور اولاد کو
 و عیالہ جماعا یزعم انه ینتظر من فضل الله تعالیٰ ان یرزقہ کذا تحت الارض فی ببتہ فانہ کما یعد من الجمیع المغرورین
 سمجھو کہ مارا کو کونین اللہ کے اس فضل کا منتظر ہوں کہ میرے گھر کے اندر زمین میں سے خزانہ عنایت کرے تو یہ شخص مجھے احمق بیوقوف سمجھاوے گا اگر میری خواہش
 وان کان ما ینتظرہ غیر مستحیل فی قدرۃ الله تعالیٰ و فضلہ کذاک من ینتظر المغفرۃ من فضل الله تعالیٰ مع کونہ
 بلکہ فاقدرت اور فضل الہی کی کچھ مجال نہیں ہی چھوکتی ہے ایسی ہی جو شخص بخشش کا امید دار رہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے باوجود کہ
 مصر علی الذنوب غیر سالک طریق المغفرۃ یعد من المعنویین فبعض من هؤلاء الجمیع المغرورین یرجع حاققہ
 آتا ہوں پر مجھ رہا ہے اور بخشش کی راہ نہیں چلتا بیوقوف کہلاوے گا پھر بعض انہیں سے احمق بھولے اپنی حماقت کے ساتھ اس خوبیا سے
 بکلام حسن و یقول ان الله کریم لا تضیق جنتہ عن مثلی ولا تضرة معصیتی ثم تری ذلک الاحق ربک بالبحار و یختار
 کلام کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بیشک کریم ہے اسکی جنت میرے سوال سے تنگ نہیں ہو جاوے گی اور میری معصیت سے اسکا کیا ضرر پھر تم اس احمق کو دیکھتے ہو کہ وہ اپنے
 مشتاق الاسفار فی طلب الدہم و الدینار و اذا قیل له ان الله تعالیٰ کریم و خزان جبرامہ و دنیا یرہ لا یقتصر عن مثاک و
 کرتا ہوں اور واسطے طلب روپیہ اشرفی کے سفر کی مشقت کھینچتا ہے اور اگر یہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ بیشک کریم ہے اور اس کے خزانہ میں روپیہ اشرفی کتنا مال کے لیے کچھ کمی نہیں ہو
 لا یضرد کساک بآرک التجارۃ فاجلس ببتک عساہ ان یرزقک من حیث لا تحسب فانہ یتحقق من یقول ہکذا و یتہر
 تجارت میں تیری کستی سے اسکا کیا نقصان سو تو اپنے گھر بیٹھ اچھی بچھو روزی دیوے گا جہاں سے تیرا گمان ہوا بس تقریر مال کو احمق بناوے گا اور چل کر راہ سے کتا ہے
 بہ و یقول ما ہذا الھوس فان السماء لا تمطر ذہبا ولا فضۃ وانما یحصل ذلک بالکسب ہکذا اجرت عادیۃ
 یہ کیا واہیات ہر آسمان سے روپیہ اشرفی کبھی نہیں پڑتا تو بدون محنت کسی کو حاصل نہیں ہوتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عادت
 الله تعالیٰ و سنتہ ولا تبدل لسنة الله ولا یعلم ہذا الاحق ان رب الدنیا و الآخرة واحد لا تبدل
 اور قاعدہ جاری ہے اللہ کے بیان قاعدے نہیں بدلتے آج یہ احمق نہیں سمجھتا کہ پروردگار دین و دنیا کا تو ایک ہے سوائے قاعدے دو نون
 لسنة فیہما جمیعا وقد اخبروا ان لیس للإنسان الا ما سعی فکیف یعتقد بكونہ کریمیا فی الآخرة ولا یعتقد
 جہاں میں نہیں بدلتے اور بیشک یہ فرمایا ہے اور نہیں ہے واسطے انسان کے مگر جو کما یا آج کیونکہ اسکو آخرت کے لیے تو کریم جانتا ہوں اور دنیا کے بائین
 بكونہ کریمیا فی الدنیا فان من یخاف من الهلاک فی ہذا الدنیا الفانیۃ اذا کان یحب علیہ الاحترار عن السموم و ما
 کریم نہیں سمجھتا بیشک جو شخص اس دنیا فانی میں ہلاکت سے ڈرتا ہو جب اسپر یہ واجب ہو کہ زہر وغیرہ مضر اور ملک اشیا سے
 یضرد من المہلکات فی کل حال فالخائف من الهلاک الابدی اولیٰ ان یحب علیہ الاحترار عن المعاصی الیٰ ہی
 ہر وقت احتراز کیا کرے پس جو شخص ہلاک الہدی کا اندیشہ کرتا ہو اسپر اولیٰ تو واجب ہے کہ جلد معاصی سے جو دین کے حق میں زہر ہیں
 سموم الدین فان الخوف من ہذا السموم فوات الآخرة الباقیۃ الیٰ لیست اضعاف اعمال الدنیا عاشر عشر
 احتراز کرتا رہے کیونکہ اس زہر سموم آخرت باقیہ کے فوت کا ہے جسکے برابر دنیا کے چند درجہ عمر میں سوین حصہ کو نہیں لے نہیں کیوں کہ

لیس لمدتها غاية ولا نهاية وفيها التعمير المقيد والملك العظيم وفي فواتها نار الجحيم والعذاب لا ليه المجلس
آخره کی مدت کا نہ کچھ اور نہ کچھ انتہا اور اسی میں ہمیشہ دائمی اور سلطنت بڑی اور اس کے فوت ہونے کی آگ اور عذاب اور ناک تیسرا سنو میں مجلس

السادس والستون فی بیان قولہ ان اللہ یقبل توبۃ العبد

الغفر عذرہ من حسن المصائب رواہ ابن عمر والغفرۃ تردد الشیء فی الحلق وتعمل فی تردد الروح فیہ
اس حدیث کے بیان میں بیشک اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول کرتا ہے جس تک اس میں نہ کچھ عذر ہے یعنی نزع کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول کرتا ہے
ما لم یغفر عذرہ من حسن المصائب رواہ ابن عمر والغفرۃ تردد الشیء فی الحلق وتعمل فی تردد الروح فیہ
جس تک کہ جان بچنے میں جو اسے یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے ابن عمر کی روایت سے اصل میں غفرۃ کسی چیز کا حلق کے اندر آنا جانا اور حلق میں روح کی آمد و رفت ہے محاورہ

و هو الراد فہنا والمعنی ان توبۃ المذنب مقبولۃ ما لم یبلغ الروح الحلقوم اذ عند الغفرۃ و بلوغ الروح الحلقوم
یعنی اس سوال کیا جاتا ہے اور بیان یہی مراد ہے اور معنی یہ ہے کہ گناہ کی توبہ قبول ہوتی ہے جب تک کہ روح حلق میں نہ آجائے اے ایچہ کہ غفرۃ کے وقت جب روح حلق میں آتی ہے

و یان ما یصلو الیہ من رحمۃ او هو ان ولا ینفعہ حینئذ توبۃ ولا یمان کما قال اللہ تعالیٰ فیما انزلہ من القران
یعنی انہ اپنے انعام کو قیام دیکھتا ہے رحمت یا غفاری اب اسکو نہ تو کچھ ناکمہ کرے اور نہ ایمان چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے

فلم یرک ینفعکم ایمانکم کما نارا و اباسنا و قال فی ایۃ اخری و لکیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر
پھر نہ کہ کام آوے انکو یقین لانا انکما جب دیکھ سچے ہمارا عذاب اور ایک اور آیت میں فرمایا اور انکی توبہ نہیں جو کرتے جاتے ہیں یہ کام اور جیسے آوے

احکامہم الموت قال فی تبت ان لان من شرط التوبۃ العزم علی ترک الذنب الذی ثبت عتہ وعدم المعاوذ
ایسی کسی کو موت کہنے لگتا ہے اب توبہ کی اس واسطے کہ توبہ میں عزم کرنا ترک گناہ کا جس سے توبہ کی ہے اور اسکو کبھی عمل میں نہ لانا شرط ہے

علیہ و ذلك انما یتحقق اذا تمکن التائب منہ و بقی اوان الاختیار فما لم یبلغ الروح الحلقوم لا ینقطع الرجاء
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تائب کو قدرت ہو اور اختیار کا وقت باقی ہو جب تک روح حلق میں نہیں آتی تو امید منقطع نہیں ہوتی پس تائب سے

فیصہ منہ الندم والعزم علی ترک الذنب فعلم من هذا ان التوبۃ مبسوطة للعبد حتی یعانق قابض
ندامت اور عزم ترک گناہ کا سب صحیح ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ کے لیے توبہ کا وقت فراخ ہے جب تک کہ قابض

الارواح و ذلك عند الغفرۃ و بلوغ الروح الحلقوم فعلم من هذا ان التوبۃ مبسوطة للعبد حتی یعانق قابض
الارواح کو دیکھ اور یہ جب ہے کہ دم اٹکنے لگے اور روح حلق میں آجائے پس اس بیان کے موافق بندہ پر واجب ہے کہ اپنے تمام معاصی سے معائنہ

والغفرۃ ولا یبأس من رحمۃ اللہ تعالیٰ لانه تعالیٰ قال لا یأس من روح اللہ الا القوم الکافرین و قال فی ایۃ اخری و هو
اور غفرۃ سے پہلے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید نہ ہو لے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نا امید نہیں اللہ کے فیض کو نہ ہو کہ جو منکر ہے ایک آیت میں فرمایا اور وہ ہے

الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ الیغفور عن السیئات فیمنی للعاقل ان یتوب فی کل وقت ولا یكون مصرا علی
جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے اور معاف کرتا ہے برائیوں کو جو قاتل کو لازم ہے کہ ہر وقت توبہ کیا کرے اور گناہ پر نہ اڑ جاوے

الذنب فان التائب من الذنب لا یكون مصرا وان عاد فی الیوم سبعین مرۃ و قد جاء فی الحدیث انہ علیہ
ذنب کی توبہ کرنے والا گناہ کا معصوم نہیں ہوتا اگرچہ دن بھر میں پھر پھر گنہگار رہے اور بیشک حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

السلام قال من لزم من الاستغفار جعل اللہ له من کل صنیق مخرجاً ومن کل صنیق مخرجاً و رزقاً من حیث لا یحسب
پھر جو شخص استغفار کو لازم کر لے تو اللہ تعالیٰ اسکو ہر تنگی سے رستگاری دیتا ہے اور ہر غم سے کشادگی اور رزق دیتا ہے جہاں سے گمان نہ ہو اور

فی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال کل نبی ادم خطی و خیر الخطائین التوابون و روى انہ علیہ السلام قال
ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تمام نبی آدم خطا دار ہیں اور اچھے خطا دار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

واللہ انی لا استغفر اللہ و اتوب الیہ فی لیوم اکثر من سبعین مرۃ و فی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال ان ابیہ بالناس
قسم ہے اللہ کی کہ میں ہر روز استغفار اور توبہ شتر مرتبہ سے زیادہ کرتا ہوں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اور

قسم ہے اللہ کی کہ میں ہر روز استغفار اور توبہ شتر مرتبہ سے زیادہ کرتا ہوں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اور

قسم ہے اللہ کی کہ میں ہر روز استغفار اور توبہ شتر مرتبہ سے زیادہ کرتا ہوں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اور

قسم ہے اللہ کی کہ میں ہر روز استغفار اور توبہ شتر مرتبہ سے زیادہ کرتا ہوں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اور

قسم ہے اللہ کی کہ میں ہر روز استغفار اور توبہ شتر مرتبہ سے زیادہ کرتا ہوں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اور

قسم ہے اللہ کی کہ میں ہر روز استغفار اور توبہ شتر مرتبہ سے زیادہ کرتا ہوں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اور

قسم ہے اللہ کی کہ میں ہر روز استغفار اور توبہ شتر مرتبہ سے زیادہ کرتا ہوں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اور



توبوا الی اللہ فان التوب الیہ فی لیوم مائتہ مرة فانظر وایا اهل الانصاف اذا کان النبی علیہ السلام یتستفر
 اللہ کے آگے توبہ کرو بیشک میں اس کے آگے ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں اب خیال تو کرو اسے انصاف والو جب نبی علیہ السلام استغفار
 ویتوب قد غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر فالذی لم یظہر حالہ اغفر لہ ام لا کیف لا یتوب الی اللہ لغا
 اور توبہ کرنے ہوں باوجودیکہ اللہ تعالیٰ انکے تمام گناہ بالفرض اگے اور پچھلے سب معاف کر چکا ہے پھر جبکہ حال کچھ معلوم نہیں کہ معاف ہوا ہے یا نہیں
 فی کل وقت وکیف لا یجعل لسانہ ابد استغفوا لا یستغفروا وقد روی عن ابن عباس انہ علیہ السلام قال
 ساتھ ہر وقت کی توبہ نہ کی جاوے اور کیونکہ ہمیشہ ہی زبان کو استغفار میں مشغول نہ رکھے اور بیشک روایت ہے ابن عباس سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 هلك المسوفون والسوفون يقولون سوا توب هو هالك لانه يبني الامر على البقاء الذي ليس مفوضا اليه فليعلم
 مارے گئے درنگ کرنے والے اور سوف وہ ہوتا ہے جو کہ اب توبہ کر لوں گا اور وہ ہلاک ہوا جاتا ہے اس لیے کہ بقاء ہر سوار کھتا ہے جو کہ اسکے حوالہ نہیں
 لا يبقى فان بقي فانه كما لا يقدر على ترك الذنب ليوم لا يقدر على تركه عدا ان عجزه عن الترك في الحال ليس
 شاید کہ میتا نہ بچے اور اگر بچا بھی تو جیسے اب گناہ نہیں چھوڑ سکتا آگے کو بھی نہ چھوڑ سکے کیونکہ بالفعل اسکا مانع ترک معصیت سے بجز غلبہ شہوت کے کوئی نہیں
 الا لغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تفارقه عدا بل تتضاعف وتتالد بالاعتیاد فليست الشهوة التي كذاها
 اور شہوت تو اگلے روز بھی ساتھ ہے بلکہ باعتبار عادت کے پہلے سے زیادہ اور مضبوط سو جس شہوت کو آدمی نے عادت کر کر
 الانسان بالاعتیاد كالتی لم یؤكدها وعن هذا هلك المسوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون
 قوت بخشی پر وہ ایسی ہیضعت نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی اسی میں درنگ کرنے والے مارے گئے کیونکہ وہ یہ خیال کر رہے ہیں کہ دو متماثل میں فرق ہوتا ہے نہیں
 ان الا یام متشابہة فی كون ترك الشهوة شاقا فيهما وليس مثال المسوف الامثال من يتخلى الى قلع شجرة فیدرها
 کہ دن سب ایک سے ہیں ترک شہوت ہمیشہ دشوار ہے اور سوف یعنی توبہ میں دیر لگانے والے کی مثال ایسی ہے کہ کسی کو ضرورت درخت اکھاڑنے کی گئی سو اٹھو دیکھا
 قوية لا تنقطع الا بمشقة شديدة فيقول وخرها سنة ثم اعود اليها فاقلمها ومن المعام قطعاً ان الشجر كما
 تو مضبوط پایا کہ بے مشقت شدید کے نہیں اکٹھر سکتا اب وہ کہے کہ ایک برس بھر اور کھڑا رہنے دوں پھر آکر اسکو اکھاڑ دوں گا اور یہ بات یقینی معلوم ہے کہ درخت
 بقیت فی الارض ازدا در سوخها فلاحماقة فی الدنيا اعظم من حماقتها لانه عجز عن قلعها قبل ازدياد
 متنازین میں کھڑا رہے اور زور اور ہوتا چاہیگا اب دنیا میں اس سے بڑا امن کوئی نہیں ہے کیونکہ اس سے اب تو اکٹھر نہیں سکتا اگر بھی جو بجز اللہ کے
 رسوخها ثم احذ ينتظر القدرة على قلعها بعد ازدياد رسوخها اذا تحقق هذا فلا بد للمؤمن ان لا يفرغ من التوبة
 پھر ایسی قوت کا منتظر ہے کہ بعد خوب مضبوط ہونے کے اکھاڑ ڈالے جب یہ بات ثابت ہو چکی تو مومن کو ضرور کہہ توبہ سے کبھی کسی وقت فارغ نہ رہے
 فی وقت من الاوقات حتى ياتي الموت وهو ثابت فان التوبة فرض على جميع المؤمنين باتفاق المسلمين قوله
 اتنا ان الموت آتٍ فمن توب شخص تائب ہی ہو بیشک توبہ تمام مؤمنوں پر فرض ہے سب مسلمانوں کے اتفاق سے بدلیل اس آیت کے
 تعالى وتوبوا الی اللہ جميعاً ایہا المؤمنون وقوله تعالى یا ایہا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبة نصوحاً فانظر الی رحمۃ اللہ
 اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب ملکر ایمان والو اور بدلیل اس آیت کے ایمان والو توبہ کرو آگے اللہ کے معاف دہنی توبہ اب تو اللہ تعالیٰ کی رحمت
 تعالى ورافته علی عباده کیف حاهم الی التوبة وامرهم بها وسماهم مؤمنین بعد ما اذنبوا ثم یأثمهم من الکفر التوبة
 اور مرنے والوں کے حال پر دیکھو تو کس طور انکو توبہ تعلیم کی اور توبہ کا ارشاد کیا اور انکا نام گناہ کرنے کے بعد بھی مومن رکھا پھر توبہ سے جو انکو عزت ہوگی
 فقال عسی توبکم ان تکفر عنکم سبیئاً تکفروا یدخلکم محبت تجری من تحتها الا کفر اخبرانه غفار لذنوبهم وقال و
 بیان کیا فرمایا شاید تم ہر ایک سے تمہاری برائیوں اور داخل کرے تمکو بغوان میں جنکے نیچے جتنی ہیں نمرین اور تجاویز کہ گناہ کا جو انتہی والا ہوں اور فرمایا اللہ
 الذین اذا فعلوا فحشاء او ظلموا انفسهم ذکروا اللہ فاستغفروا الذنوب هم ومن تغیر الذنوب الا اللہ ولم یصروا
 وہ لوگ جب کبھی فحش یا گناہ یا برائی اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانیں لہی گناہوں کی اور کون کون گناہ بخشنا سوار اللہ کے اور نہ او نہیں

عَلَى نَفْسِهِ لَوْ هُمْ يَعْلَمُونَ أَوْلِيكَ جَزَاءَهُمْ مَغْفِرَةً مِنْ رَبِّهِمْ وَبَعَثْتَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَلِّدِينَ فِيهَا وَلِعَمَّ أَجْرَ الْعَمَلِينَ

پہلے کے ہر جائز ہوئے اہلی جزا ہے بخشش اُسے رب کی اور بان بکھیجے بہتی نہریں اور جزا نہیں اور حزب مزدوری ہے

وَنَصَّ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ لِلتَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ وَاشَارَ إِلَىٰ ان التَّوْبَةَ طَهَارًا رَقْلَهُمْ

کام کرنے والوں کی اور کھول کر فرمادیا کہ بعد توبہ کے انکو محبوب رکھتا ہوں فرمایا اللہ کو خوش آئے ہیں توبہ کرنے والے اور خوش آئے ہیں تہہ الی والی اور رینا اور کھولنے

عَنْ نَجَاسٍ الْأَوْزَارِ فَلَا بَدَّ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ التَّوْبَةِ لَكِنْ لَهَا أَرْبَعَةٌ تَشْرُطُ أَنْ اخْتَلَّ شَرْطُهَا لَا يَتَحَقَّقُ التَّوْبَةُ إِلَّا بِاللَّسَانِ

پاک کرتی ہو گناہوں کی نجاست کو ہٹا دینا ضروری ہے لیکن توبہ کے واسطے چار شرطیں ہیں اگر ان میں سے ایک بھی کم ہوگی تو توبہ ٹھیک نہ ہوگی اول زمانہ گناہ سستہ کی

بِالْقَلْبِ عَلَى مَا فَعَلَ مِنَ الذَّنُوبِ فِي الْمَاضِي وَمَعْنَى النَّدَمِ تَحُورٌ وَتَوَجُّعٌ عَلَى مَا فَعَلَ تَمَنَّى كَوْنَهُ لَمْ يَفْعَلْ وَالثَّانِي تَرْكُ

گناہ بدل سے نادم ہونا اور ندامت سے مراد ہے اپنے کیے ہوئے پر تکیں اور درد مند ہونا اور آرزو کرنا کہ اسے یہ نہ کرتا اور دوسری شرط مسعیت کا

الْمَعْصِيَةِ فِي الْحَالِ وَالثَّالِثُ الْعَزْمُ عَلَىٰ أَنْ لَا يَبْعَثَ إِلَىٰ مِثْلِهَا فِي الْأَسْتِقْبَالِ وَالرَّابِعُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ خَوْفًا مِنْ اللَّهِ تَعَالَىٰ

فی الفور ترک کرنا اور تیسری شرط نیت کرنی کہ ایسا کار آئندہ کو پھر نہیں نہ کر دینا اور چوتھی شرط یہ امور اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہونے کوئی

لَا أَمْرًا خَرَفَانٍ مِنْ نَدَمٍ عَلَى شَرِّبِ الْخَمْرِ وَتَرْكِهِ لِمَا فِيهِ مِنَ الصَّدَاعِ وَزَوَالِ الْعَقْلِ الْخَلَلِ بِالْمَالِ وَالْعَرَضِ لَا يَكُونُ

اور وجہ نوبہ ٹھیک جو شخص شراب پینے پر نادم ہو کر اسے چھوڑ دیوے کہ اس میں درد سر ہوتا ہے اور ہلکتا ہے اور مال خرچ ہوتا ہے اور آبرو بگڑتی ہے تو ایسا شخص اتنی شکر

تَأْتِيَا شَرًّا وَكَذَلِكَ مِنْ قَالَ بِلِسَانِهِ اسْتَغْفَرَ لِلَّهِ وَقَلْبُهُ مَصْرَعٌ عَلَى الْمَعْصِيَةِ فَاسْتَغْفَرَ لِذَلِكَ يَحْتَاجُ إِلَى اسْتِغْفَارِ

تا تب نہیں جز اور ایسی ہی جو شخص زبان سے تو استغفار لہ کہا کرے اور اس کا دل مسعیت پر ہما ہوا ہو تو ایسی توبہ سے بھی توبہ کرنی چاہیے جو ندامت کے ساتھ ہو

مَقَارِنَ بِالنَّدَمِ لَمَّا رَوَى عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا قَدْ فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَقَالَ لِي اسْتَغْفِرْكَ وَأَتُوبُ لِيكَ سِرًّا يَعْقِلُ

کیونکہ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز سے سلام پھیرتے ہی جلدی سے کہنے لگا اے اللہ میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں تیرے آگے توبہ کرتا ہوں تیرے

عَلَىٰ يَهْدِيهَا أَنْ سَرَعَةَ اللِّسَانِ بِالْأَسْتِغْفَارِ تَوْبَةُ الْكُذَّابِينَ فَتَوْبَةُ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ انْتِقَالَ

علیؑ نے کہا اور شخص زبان جلدی سے استغفار کرنی چھوٹھون کی توبہ ہوتی ہے تیری یہ توبہ قابل توبہ کے ہے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے

اسْتَغْفَارُنَا يَحْتَاجُ إِلَى اسْتِغْفَارِ قَالَ لِقُرْطُبِيِّ هَذَا قَوْلُهُ فِي زَمَانِهِ فَكَيْفَ زَمَانُنَا هَذَا الَّذِي يَرَى فِيهِ الْإِنْسَانَ يَكْبُرُ

بجاری توبہ قابل توبہ کے ہے قرطبی کہتے ہیں حسن بصری کا یہ قول کہے زمانہ میں ہے ہمارے زمانہ کا تو کیا حال ہے حسین تمام انسان ظالم پادشہ ہوتے ہیں

عَلَى الظُّلْمِ حَرِيصًا عَلَيْهِ لَا يَنْقَلِعُ عَنْهُ وَالسَّبْعَةُ فِي يَدِهِ لَا يَزْعُمُ أَنَّهُ لَيْسَتْ غَفْرًا مِنْهُ وَذَلِكَ اسْتِغْفَارُ مَنْزِلِهِ وَاسْتِغْفَارُ الْمَارِئِيِّ

ایسے حرص کرنے میں بچتے اور ہاتھوں سے تھپتھپتے دن میں خیال کہ ہم توبہ کرتے ہیں اور یہ اسکی جبل بازی اور استغفان ہے کیونکہ توبہ

أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اسْتَغْفِرُ بِاللِّسَانِ الْمَصْرَعُ عَلَى الذَّنْبِ كَالْمَسْتَهْزِئِ بِرَبِّهِ وَأَمَّا التَّوْبَةُ أَنْ لَيْسَتْ غَفْرًا بِلِسَانِهِ وَيُنَوِّىٰ

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا زبان توبہ کرنے والا اول سے گناہ پر اڑا ہوا گویا اپنے رب سے چل کر تباہی



علی ما فعل من الذنوب واکتسب من السیات وعزم ان لا یعود الی مثلہ یقبل اللہ تعالیٰ توبتہ ویتجاوہ عن سبائہ
کیے ہوئے گناہ اور کماٹی ہوئی برائیوں سے نادم ہو اور نیت کرے کہ ایسا کام پھر نہ کرے اور اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہے اور ایسے گناہوں سے وگزر فرماتا ہے

لکن ینبغی ان یعلم ان الذنوب علی نوعین ذنب ما ینبغی وین الذنوب فیما ینبغی وین الذنوب فیما ینبغی
لیکن سمجھنے کی بات ہے کہ گناہ بھی دو قسم کے ہیں ایک گناہ تیسرے اور خدا کے پیچ میں یعنی حق اللہ اور ایک گناہ تیسرے اور بندہ کے درمیان میں یعنی حق العباد ہے

فالذنب الذی ینبغی وین الذنوب فیما ینبغی وین الذنوب فیما ینبغی
بجہر جو گناہ صرف حق اللہ سے تو اس میں صرف زبان سے استغفار اور دل سے ندامت اور پھر نہ کرنے کی نیت کافی ہے

فاذا فعل ذلك لا یبرح من مکانہ حتی یغفر له ذنبہ الا ان یکون شیئاً من الفرائض فان الشرع لا ینقض فیہ
جب یہ حال بنایا تو ابھی اپنی جگہ سے نہیں ہلنے پاتا کہ اس کے گناہ معاف ہو جائے تب ہی ان کا کوئی فریضہ ترک ہوا ہے کیونکہ شرع نے اسباب میں صرف توبہ پر اکتفا نہیں کیا

بجرح التوبۃ بل اصناف الی ذلك فی البعض قضاء کالصلوٰۃ والصوم وغیرہما و فی البعض کفارة ایضا و اما حقوق
بلکہ اس توبہ کے ساتھ بعض عظیم قضا کا رکھتا ہے جیسے نماز اور روزہ وغیرہ اور بعضی جگہ کفارہ بھی لگا رکھا ہے اور رہے حقوق

الادمیین فلا بد من ایصالہا الی مستحقہا فان لم یوجد ایلزم تصدقہا عنہم بنیۃ ان تكون ردیۃ
العیار بپہنچانہا حقوق کا مالکوں کے پاس ضروری ہے پھر اگر وہ لوگ زمین تو انشاء اللہ کئی طرف سے اس نیت سے غیرت کر دے کہ اللہ تعالیٰ کی رویت

عند اللہ تعالیٰ یوصلہا الی صعبہا یوم القیامۃ فمن لم یجد السبیل لخرجہ عما علیہ من التبعات لاعسارۃ فعلیہ
رہے قیامت کے روز مالکوں کے حوالہ کرے پھر سبکو مارے نفسی کے حقوق ادا کرے کی کوئی راہ نہ ملے تو اسکو

ان ینکثر من الاعمال الصلحت ویستغفر لمن ظلمہ من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر الاوقات فانه اذا فعل
یہ لازم ہے کہ اعمال صالحہ بہت کیا کرے اور اپنے مومن مظلوموں کے حق میں اکثر اوقات استغفار کیا کرے بیشک جب یہ عمل کرے گا

کذلک یرحی من فضل اللہ تعالیٰ ان یرضی خصماً وک یوم القیامۃ قیل لبعض العلماء هل للتائب من علامۃ ینبغی
تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ قیامت سے کہ دن اسکے مدعیوں کو راضی کر دے کسی نے ایک عالم سے پوچھا آیا تائب کے واسطے کوئی ایسی علامت ہے جس سے معلوم ہو

قبول توبتہ قال نعم علامتہ اربعۃ اشیاء الاول ان ینقطع عن اصحاب لسوء الثانی ان یکون معر ضاعن
کہ توبہ قبول ہوئی گناہوں اسکی چار علامتیں ہیں اول یہ کہ بدکاروں سے خیر نہ ہو جائے اور دوسرے یہ کہ ہر گناہ سے نفرت کرے

کل ذنب مقبل علی الطاعات والثالث ان ینزہب من قلبہ فرح الدنیا ویری حزن الآخرة واما فی قلبہ
اور طاعات کی طرف متوجہ ہووے اور تیسرے یہ کہ اسکے دل میں دنیا کی فرحت نہ رہے اور آخرت کی فکر دلیلیں ہمیشہ ہی رہے

والرابع ان یری نفسہ فارغاً عما ضمن اللہ له من اموال الرزق ویكون مشغولاً بما امر بہ فاذا وجد فیہ ہذہ العلامات
اور چوتھے یہ کہ اپنی جان کو ایسی خیر و ن کی فکر سے جسکا اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہو چکا ہے فارغ پاوے جیسے رزق اور احکام اللہ کے بجا آوری میں مشغول ہو جائے اور وہ ملامتیں نہ ہو جائیں

یکرمہ اللہ تعالیٰ باربع کرامات احدہا ان ینخرجہ من الذنوب کانه لم ینذنب قط والثانی ان یحبہ والثالث
تو اسکو اللہ تعالیٰ چار کرامتیں عنایت کرتا ہے ایک یہ کہ گناہوں سے ایسا صاف کر دیتا ہے گویا کبھی بھی گناہ نہیں کیا اور دوسرے یہ کہ اسکو دوست رکھتا ہے اور تیسرے یہ کہ

ان یحفظہ من الشیطان ولا یسلطہ علیہ والرابع ان یؤمنہ من الخوف قبل ان ینخرجہ من الدنیا لانه تعالیٰ
کہ اسکو شیطان سے محفوظ رکھتا ہے شیطان کو اس پر تسلط نہیں دیتا اور چوتھے یہ کہ خوف سے امن رہتا ہے اس سے پہلے کہ دنیا میں سے روانہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قال تتدل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابتشروا بالجنۃ الیٰ کنتم لوعدون ویحبہ علی الناس اربعۃ
انہا آرتے ہیں فرشتے کہ تم ڈرو اور نہ مگھو اور خوشی سنو اس بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تھا اور لوگوں پر اس کے ہمارے واجب ہو جانے ہیں

اشیاء اولہا ان یحبوہ لانه تعالیٰ قد احبہ والثانی ان یدعو الہ بالثبات علی التوبۃ لان الثبات علی التوبۃ شد
اولے کہ اس سے محبت کیا کوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے دوسرے یہ کہ اسکے حق میں توبہ پر قائم رہے کی دعا کیا کہ میں اسے کہ توبہ پر قائم رہنا تو بہتر ہے اور تیسرے

التوبة والثالث ان يجالس ويذكره ويعاونه والرابع ان لا يعيره بما سلف عن نوبه لانه تعالى قال حكاية عن يوسف
تورب سے یہ کہ اس کے پاس بیٹھ کر یاد آئی اور امداد کیا کریں اور جو سچے یہ کہ بامبار پہلے گناہوں کے طعنہ زنی نہ کیا کریں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف

عليه السلام لا تزيب عليكم اليوم قال لقيه ابو الليث ذلك ان المؤمن ليس من شأنه ان يقع في الذنب لا يتعد كما
عليہ السلام کی طرف سے حکایت کرتا ہے کہ الزام نہیں ہے کہ ان فقیر ابو الیث کہتے ہیں یہ اس لیے ہے کہ مؤمن کی شان سے نہیں ہے کہ گناہ میں مبتلا ہو اور اگر گناہ

يدل عليه قوله تعالى كره اليكم الكفر والفسوق والعصيان فانه تعالى قد اجراه الغض على المؤمنين لعصية فلا
یہاں چھ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے اور جہاں لگا یا لکھو کفر اور گناہ اور جہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو وہی کہہئے مؤمنوں پر عصیت گناہ پسند کر دیا ہے سو وہیں گناہ

يقع المؤمن فيها اذا كان يمانه حقيقيا لاسيما الا في حال الغفلة فاذا تاب عنها لا يجوز ان يعثر بها المجلس لسابع
نہیں ہوتا اگر اسکا ایمان حقیقی ہو صرف زبانی ہی ہو مگر غفلت میں پھر جب اسے گناہ سے توبہ کی توجہ نہیں کہ طعنہ زنی کریں سرسختوں میں مجلس ہوشیار

والستون في بيان الکیس حال الاحق قال سوان الله صلى الله عليه وسلم الکیس من جن ان نفسه و
اور حال احمق کے بیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہوشیار وہ ہے کہ اپنی جان کو ٹھیک

عمل لها بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هو بها وتمنى على الله هذا الحديث من حسان المصاير والاشد ابن لاوش وعنه ان
رکھ کر اور آخرت کے لئے عمل کرے اور احمق وہ ہے کہ اپنی جان کو ہوا دوس کو بچھے لگاؤ اور اللہ سے آرزو میں طلب کرے یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں شداد ابن ابی موسیٰ کی روایت میں ہے

العاقل من غلب على نفسه وقهرها وحاسبها ونظر ما عملت لاخرتها فان وجدها علمت خيرا يحمد الله تعالى ويسعى الاذدياد
کہ عاقل وہ ہے جو نفس پر غالب آکر شکوہ دے اور محاسب لیکر دیکھے کہ آخرت کے لیے کیا عمل کیا ہے اگر بدلے کر نیک عمل کیا ہے تو خدا کا شکر کرے اور اگر برائی ہو

فيه وان وجدها علمت شرًا يشتغل التوبة والاستغفار واصلاح الحال بالتوجه الى لطاعا المنجية عن العقاب في العرصت
کوئی شے کہے اور اگر جائے کہ بڑا کام کیا ہے تو توبہ اور استغفار کرے حال کو درست بنائے طاعات کی طرف متوجہ ہو جو قہامت کے مذاب سے نجات دے

والموصلة الى الدرجات بعد الحيات والعاجز من غلبت عليه نفسه وصارتا بعالمها واعظاها ما ارادت من المحرمات
اور موت کے بعد بلند درجوں پر پہنچا دے اور جو توف وہ ہر جہر نفس غالب آکر اسکو اپنا تابع کرے اور جو چاہے سو محرمات

والمنهيات تمنى على الله ان يغفر له ويدخل الجنة من غير التوبة والاستغفار والحال هذا هو الغرور والغرور
اور نہیات میں سے اسکو دیوے اور ایسے یہ تمنا کرے کہ خدا بخشنے اور بے توبہ اور بے استغفار اور بلا درستی حال جنت میں داخل کر دے اور یہ گناہوں کا

على ذكره الامام الغزالي في الاحياء هو سكون النفس الى ما يوافق الهوى ويميل اليه الطبع عن شبهة وخذعه
غور جیسے امام غزالی نے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے نفس کا اطمینان اور موافق ہوا دوس کے طبع کا میلان بسبب شبہ اور شیطانی کر کے ہے

من الشيطان فمن اعتقد انه على خيرا صافي لعاجل وفي الاجل عن شبهة فاسدة فهو مغرور واكثر الناس
سو جو شخص اپنی حالت کو بالفعل یا آخر کو شبہ فاسد کی راہ سے بہتر سمجھتا ہے پس وہ دھوکہ میں گرفتار ہے اور اکثر لوگ

يظنون انفسهم خيرا مع كونهم مخطئين اثمين فهو اذن مغرور وان اختلفت اصناف غرورهم وتفاوتت درجاتهم حتى
اپنے دل میں اپنے حال کو بہتر سمجھتے ہیں اور جو ذمہ خطاوار اور گنہگار ہوتے ہیں اب وہ دھوکہ میں ہیں اگرچہ جہات اور طریقہ دھوکے کے مختلف اور ان کے درجے کم زیادہ ہوں

كان غرور بعضهم اظهر واكثر من بعض فمنهم من غرهم الحيولة الدنيا ومنهم من غرهم بالله الغرور اما الدين غرهم
کہ ہر ایک کا دھوکہ ایک سے فاحش اور بہت بڑھتی ہے جو توجہ دین کا دنیا کو دھوکے میں ہیں اور بعض اللہ کے ساتھ دھوکے میں ہیں پھر جو شخص دنیا کی

الحيولة الدنيا فهم الذين قالوا النقد خير من النسبية والدنيا نقد الاخرة نسبية فاذا الدنيا خير فلا بد
زندگی کے دھوکے میں ہیں سو وہ شخص ہیں جو کہتے ہیں نقد اور دھار سے بہتر ہے اور دنیا تو نقد ہے اور آخرت اور دھار ہے سو اب دنیا بہتر ہے پس دنیا کا

من اثارها وهذا القياس فاسد يشبه قياس بلبس حيث قال في حواديم النبي عليه السلام ان خير من الدنيا ما خلفه
اعتبار کرنا ضروری ہے اور یہ استدلال فاسد ایسے کا سا قیاس ہے کہ اسے آدم علیہ السلام کے حق میں کہا تھا میں اس سے بہتر ہوں جو دوس نے بنایا

من نارٍ وخلقته من طينٍ والى هؤلاء الاشارة بقوله تعالى الذين اشتروا الحيوٰة الدنيا بالآخرة فلا يخفون عنها فقل

وكلهم يصرون وعلاج هذا الغرور ما التصديق بجزا ايمان والتصديق بالبرهان اما التصديق بجزا ايمان فهو
اور نہ انکو مدد پر سنبھلے اور اس دھوکے کا علاج یا تصدیق کرے اپنی سے ہے یا تصدیق برہانی سے ہے بجزی تصدیق ایمان کی تو یہ ہے

ان يصدق الآيات الواقعة في القرآن من جملتها قوله تعالى كما ينقدكم ما عندنا لله باقٍ وقوله تعالى

والآخرة خيرٌ وأبقى وقوله تعالى وما الحيوٰة الدنيا الا متاعٌ العرور فان عليه لسلام قد اخبركم بذلك طوا
اور پچھلا گھر بہتر ہے اور رہنے والا اور یہ آیت اور دنیا کا جینا یہی ہے جس دن کا بیشک نبی علیہ السلام نے بہت کفار کو اسکی خبر سنائی

من الكفار صدقوه وامنوا به ولم يطالبوه بالبرهان وهذا ايمان يخرج العامة من الغرور واما التصديق

بالببرهان فهو ان يعرف وجه فساد هذا القياس الذي نظمه ابليس في قلبه فان كل مغرور فغروره سبب
یہ ہے کہ اس قیاس کے فساد کو معلوم کرے جو کہ ابلیس نے اپنے دل میں مرتب کیا تھا کیونکہ جو شخص دھوکے میں آتا ہے تو اسکا کوئی سبب ہوتا ہے اور

ذلك السبب هو دليله وكل دليل نوع قیاس يقع في القلب ويورث السكون اليه وان كان صاحبه لا يشعر به
وہی سبب اسکی دلیل ہوتی ہے اور یہ دلیل ایک طرح کا قیاس ہوتا ہے جو دل میں پیدا ہو کر دل کو تسکین دیتا ہے اگرچہ قیاس دالے کو اسکی خبر نہ ہو

ولا يقدر على نظمه بالفاظ العلماء فالقياس الذي نظمه الشيطان في قلب المغرور مركب من اصلين
اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علم کے طور پر عبارت مرتب کرے پس وہ قیاس جو شیطان نے بکے ہرے کے دل میں مرتب کیا تھا دو اصل سے مرکب ہے

أحدهما الدنيا نقد الآخرة نسئة وهذا صحيح والثاني النقد خیر من النسئة وهذا محل التلبیس ان لم يكن
ایک تو یہ کہ دنیا نقد ہے اور آخرت اور دعاؤ پر تو قسم ہے اور دوسرا یہ کہ نقد بہتر ہوتا ہے اور دعا سے یہ جگہ دھوکے کی ہے کیونکہ کلیہ یون نہیں ہے

كذلك مطلقا بل اذا كان النقد مثل النسئة في المقدار والمقصود فهو خیر منها واما اذا كان اقل من النسئة فالنسئة
بلکہ نقد اور ادھار دونوں اگر مقدار اور مقصود میں برابر ہوں تو جب تو نقد بہتر ہے اور اگر نقد مقدار میں اور دعا سے کتر ہو تو پھر نقد سے اور دعا بہتر ہے

خیر منه فان هذا المغرور يبذل في تجارته درهمان نقدا لياخذ عشرة نسئة ولا يقول لنقد خیر من النسئة ق
کیونکہ مغرور ہے کہ انہی تجارت میں ایک روپیہ نقد خرچ کرتا ہے تاکہ دس روپیہ اور دعا لینے انجام کو حاصل کرے اب نہیں کہتا کہ نقد بہتر ہے اور دعا سے اور

كذا اذا حذر الطبيب من الفواكه ولذا نكح الاطعمة يترك ذلك في الحال خوفا من ألم المرض في الاستقبال والخا
ایسی ہی اگر طبیب میوے اور لذیذ کھانوں سے منع کرے تو آئندہ کو مرض کے خوف کا مارا فوراً چھوڑ دیتا ہے اور توام نہایت

كلهم يركبون البحار ويختارون مشاق الاسفار في الحال لاجل الربح والراحة واللذة في الاستقبال فاذا كانت العشرة
بیشہ دریا کا سفر اور سفر کی مشقتیں بالفضل گوارا کر لیتی ہیں آئندہ کی مشقت اور آرام اور لذت کے واسطے بجزیب آئندہ کے دہن

في الاستقبال خیر من الواحد في الحال وكذا اذا كان الربح والراحة واللذة في الاستقبال خیر من الالم المشقة
حال کی اکیس ہی اور ایسی ہی آئندہ کی مشقت اور راحت اور لذت حال کے الم اور مشقت سے بہتر ہوگی تو

في الحال ففس لذة الدنيا وراحتها من حيث مدتها بالنسبة الى مدة الآخرة فان اقصى عمر الانسان مائة سنة
پس دنیا کی لذت اور راحت کو باعتبار دنیا کی مدت کے آخرت کی مدت کے نسبت قیاس کرے کیونکہ انسان کی بڑی سے بڑی عمر سو برس کی ہے

قلما يتجاوز عنها وهو ليس عشر عشر من جزء من الف جزء من مدة الآخرة فكانه ترك واحدا لياخذ الف
اس سے بہت کم بڑھنے پاتا ہے سو یہ سو ان صد بھی صحیح ہزاروں حصہ میں کا آخرت کی مدت میں سے گویا اسنے ایک کو دس لاکھ لینے کے واسطے ترک کیا